

سیر النبی
بعذار
وصال النبی

(حصہ سوم)

marfat.com

محمد عبیدینی ایڈووکیٹ

سیرت النبی
بعزاز
وصال النبی
(حصہ سوم)

محمد عبدالجبار ایڈووکیٹ



فیروز سنز پرائیویٹ لمیٹڈ

لاہور۔ راولپنڈی۔ کراچی

marfat.com

مجلد: 4 01244 0 969

بار اول _____ ۱۹۹۵ء

بار پنجم _____ ۲۰۱۰ء

فیروز سنز پرائیویٹ لمیٹڈ

ہیڈ آفس و شوروم: 60- شاہراہ قائد اعظم، لاہور۔

راولپنڈی آفس: 277- پشاور روڈ، راولپنڈی۔

کراچی آفس: فرسٹ فلور، مہراں ہائوس، مین کلفٹن روڈ، کراچی۔

Seerat ul Nabi Baad uz Wasal ul Nabi

Part III

Muhammad Abdul Majeed

سیرت النبی بعد از وصال النبی

حصہ سوم

محمد عبدالمجید صدیقی

© 1995, 2000, 2002, 2005, 2010ء جملہ حقوق فیروز سنز پرائیویٹ لمیٹڈ محفوظ ہیں۔

اس کتاب کا کوئی حصہ نقل کرنے یا کسی بھی طریقے سے محفوظ کرنے،

فوٹو کاپی کرنے یا ترسیل کرنے کی اجازت نہیں۔

مطبوعہ فیروز سنز پرائیویٹ لمیٹڈ لاہور۔ باہتمام ظہیر سلام پرنٹرز و پبلشر

email:support@ferozsons.com.pk

www.ferozsons.com.pk

انتساب

- ۱- جناب ایڈمرل مظفر حسن - کراچی
 - ۲- جناب مقبول الہی - سابق ممبر بورڈ آف ریونیو - راولپنڈی
 - ۳- جناب پروفیسر ڈاکٹر محمد عبدالستار خان - حیدر آباد دکن
(بھارت)
 - ۴- جناب پروفیسر محمد سرور شفقت - حسن ابدال
 - ۵- جناب سلطان محمود - اسلام آباد
 - ۶- جناب محمد اسلام قریشی - کراچی
 - ۷- جناب عبدالوحید مرحوم - لاہور
- اور دیگر بے شمار حضرات جو ان کتب کے مداح اور قدر دان ہیں ان سب کے نام، اس مبارک کتاب کا انتساب کرتا ہوں۔

فہرست مضامین

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر
۳	انتساب	۱
۷	فہرست منابع و ماخذ	۲
۲۰	خواب دیکھنے والوں کے ناموں کی فہرست	۳
۲۷۱ تا ۳۲۲	خواب تفصیل وار _____ ایک تا ۳۱۳	۴

فہرست منابع و ماخذ

الف

- ۱۔ آئینہ اکبری
- ۲۔ اردو ڈائجسٹ
- ۳۔ المشرق
- ۴۔ اللہ کی آواز مخلوق کے لئے
- ۵۔ انشراح الصدور
- ۶۔ اسلامی تبلیغی انسائیکلو پیڈیا
- ۷۔ اخبار انقلاب۔ لاہور
- ۸۔ ادبائے اردو
- ۹۔ انوار الرحمن
- ۱۰۔ الملقوظ
- ۱۱۔ اولیائے نقشبندیہ
- ۱۲۔ انیس الواعظین
- ۱۳۔ امداء العاشقین
- ۱۴۔ اقتباس الانوار
- ۱۵۔ البراہین القاطعہ
- ۱۶۔ انوار العاشقین
- ۱۷۔ الصواعق
- ۱۸۔ اشرف السوانح

۱۹۔ اصدق الرویاء

۲۰۔ حکم التاريخ

۲۱۔ الحياة بعد الممات

۲۲۔ الارشاد

۲۳۔ انوار اصفیاء

۲۴۔ انفاس القندریہ

۲۵۔ احوالی العارفين

۲۶۔ اقتصاد

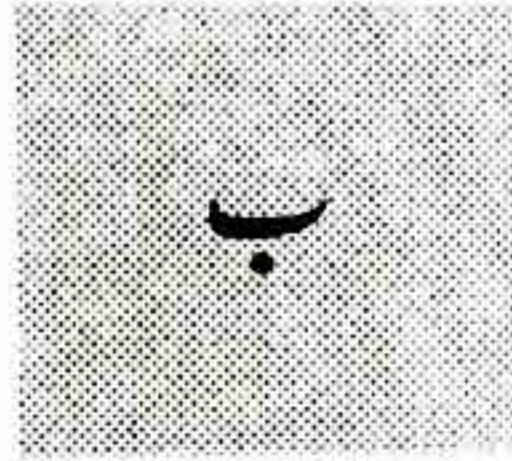
۲۷۔ التمهيد

۲۸۔ انوار العارفين

۲۹۔ امیر الزویات

۳۰۔ آثار الضايد

۳۱۔ ارواح ثلاثہ

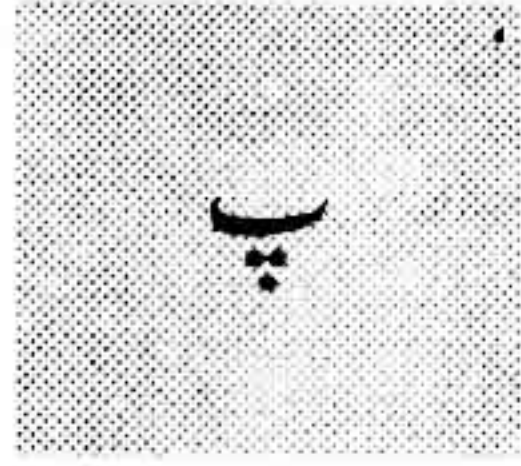


۱۔ بستان اولیہ

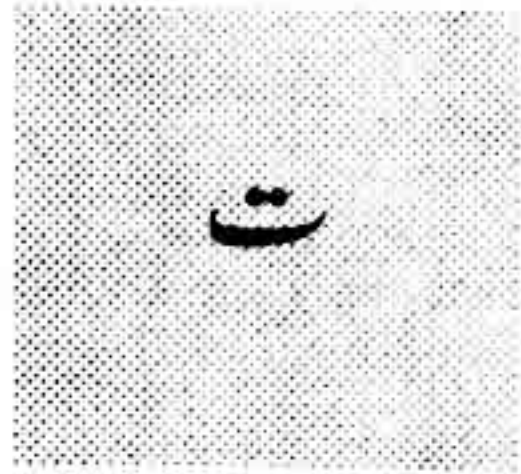
۲۔ بغیتہ ذوی الاحلام

۳۔ بزرگان لاہور

۴۔ بد نظری کا علاج



۱- پیر مر علی شاہ کا کلام



۱- تجلی الیقین

۲- تربیت السالک

۳- تذکرہ مشاہیر کاکوری

۴- تراجم علمائے حدیث ہند

۵- تذکرہ علماء و مشائخ سرحد

۶- تاریخی خطہ بلگرام

۷- تذکرہ سلیمانی

۸- تذکرہ توکلیہ

۹- تحفۃ الکرام

۱۰- تحفۃ الظاہرین

۱۱- تذکرہ حضرت شاہ ولی اللہؒ

۱۲- تذکرہ حضرت خواجہ شاہ سلیمان تونسویؒ

۱۳- تذکرہ صدیق زماں

۱۴- تحفۃ الابرار

۱۵۔ تذکرہ کاملان رام پور

۱۶۔ تحفۃ الہند

۱۷۔ تقویۃ الایمان

۱۸۔ تذکرہ الرشید

۱۹۔ تذکرہ اولیاء دکن

۲۰۔ تذکرہ عزیزینہ

۲۱۔ تاریخ فضلی

ج

۱۔ جواہر الاسرار

۲۔ جمالی نقشبند

۳۔ جامع الحکایات

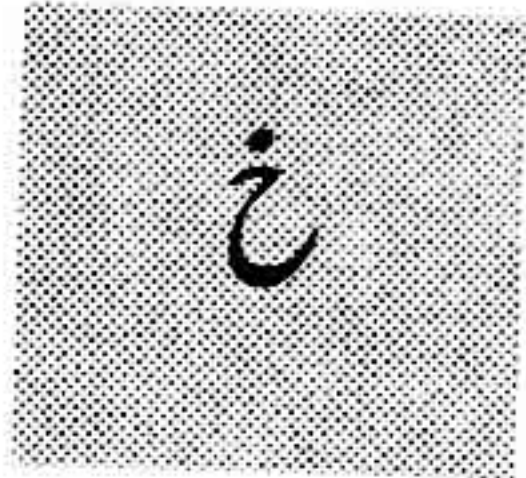
ج

۱۔ چار درویشوں کا تذکرہ

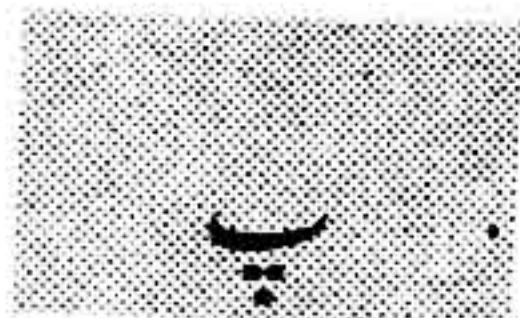
ج

۱۔ حیات سروری

- ۲- حیات صوفی
- ۳- حیوة العلماء
- ۴- حیات ولی
- ۵- حج معظم
- ۶- حجۃ اللہ البالغہ
- ۷- حیات اشرف
- ۸- حکایات اولیاء
- ۹- حکیم الامت نقوش و تاثرات
- ۱۰- حیات صوفی
- ۱۱- حیات صحابہؓ
- ۱۲- حیات اعلیٰ حضرتؒ



- ۱- خدام الدین
- ۲- خیر الموائس
- ۳- خیر الکلام
- ۴- خیرات الحسان
- ۵- خزینہ معرفت



د

- ۱- دار شین
- ۲- درود شریف کے فوائد

ڈ

- ۱- ڈاری جناب اثر صہبائی

ذ

- ۱- ذکر حبیب
- ۲- ذکر کرام
- ۳- ذکر خیر
- ۴- ذکر جمیل
- ۵- ذاتی ڈاری مولانا عبید اللہ سندھی
- ۶- ذکر اللہ اور درود و سلام کے فضائل

ز

- ۱- رحمت کائنات

- ۲- روزنامہ تنیم
 ۳- ریاض الفقر
 ۴- روزنامہ شمس - ملتان
 ۵- روزنامہ جنگ
 ۶- روایات طیب
 ۷- رفع الوسوسہ
 ۸- رود کوثر
 ۹- رسالہ الفرقان
 ۱۰- راہ و رسم منزلہا
 ۱۱- روزنامہ ”نوائے وقت“ جمعہ میگزین

ز

- ۱- زہر الفاحح
 ۲- زاد العید

س

- ۱- سفیر اودھ
 ۲- سوانح قاسمی
 ۳- سیر الاقطاب

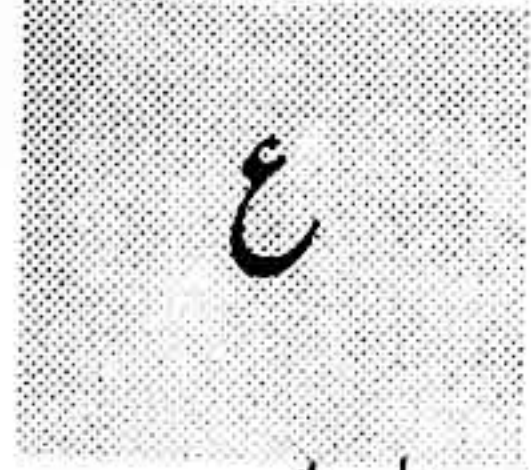
- ۴- سلطان الازکار
- ۵- سہ روزہ کوثر
- ۶- سنن ابوداؤد
- ۷- سوانح مولانا محمد یوسف کاندھلوی
- ۸- سوانح شیخ الہند
- ۹- سعادت الدارین
- ۱۰- سیرۃ سلیمان
- ۱۱- سیرت النبیؐ بعد از وصال النبیؐ
- ۱۲- سفرنامہ اسیرمالٹا
- ۱۳- سوانح اعلیٰ حضرت امام احمد رضاؒ
- ۱۴- سوانح خواجہ حسن نظامیؒ

ش

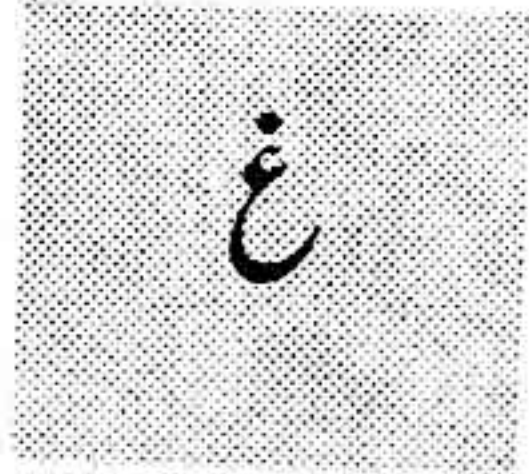
- ۱- شائم امدادیہ
- ۲- شیخ الاسلام نمبر
- ۳- شیخ عثمان خودی کا جہاد
- ۴- شرفاء کی اولاد سے دردمندانہ اپیل

ص

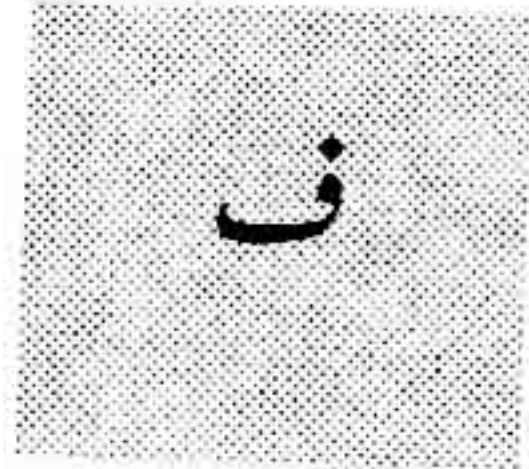
- ۱- صراط الحمید
۲- صراط مستقیم



- ۱- علم لدنی یا علم الہی
۲- بارہ عاشقان رسول
۳- علمائے سلف اور تابعینا علماء
۴- علماء حق اور ان کے مجاہدانہ کارنامے



- ۱- غبار خاطر



- ۱- فیوضات مدینہ
۲- فیضان قدسی
۳- فیوض الحرمین
۴- فضائل ذکر
۵- فضائل درود شریف



ق

- ۱۔ قصر عارفان
- ۲۔ قول بدیع
- ۳۔ قومی ڈائجسٹ



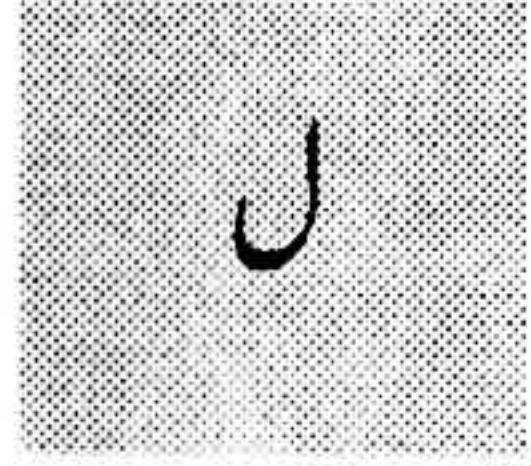
ک

- ۱۔ کیمیائے سعادت
- ۲۔ کتاب! کبار
- ۳۔ کرامات امدادیہ
- ۴۔ کلیات حسرت موہانی
- ۵۔ کتاب شہرہ آفاق
- ۶۔ کتاب التعوذات

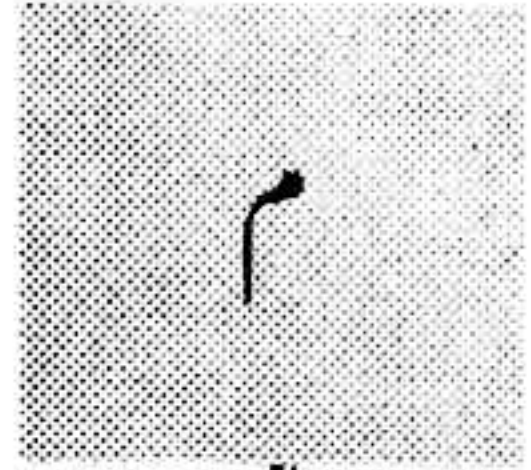


گ

- ۱۔ گلزار معانی

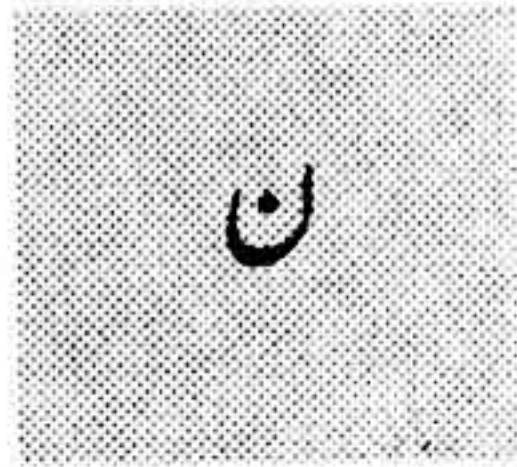


۱۔ لمعات کمالات قادریہ

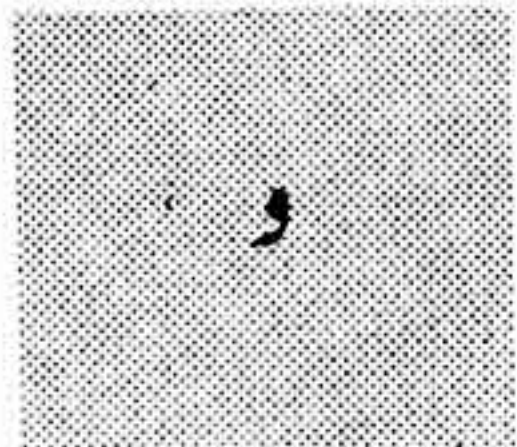


- ۱۔ مثنوی مولانا روم
- ۲۔ معراج المؤمنین
- ۳۔ محاسن المحسنین
- ۴۔ معارج روحانی
- ۵۔ مقرب تواریخ
- ۶۔ ملفوظات اعلیٰ حضرت
- ۷۔ میری علمی اور مطالعاتی زندگی
- ۸۔ مرد مومن
- ۹۔ منظر المناقب
- ۱۰۔ مشرقی لائبریری
- ۱۱۔ مراتب وجود
- ۱۲۔ مشاہیر اسلام
- ۱۳۔ مناقب فریدی
- ۱۴۔ محبوب الابرار
- ۱۵۔ مناقب المحبوبین

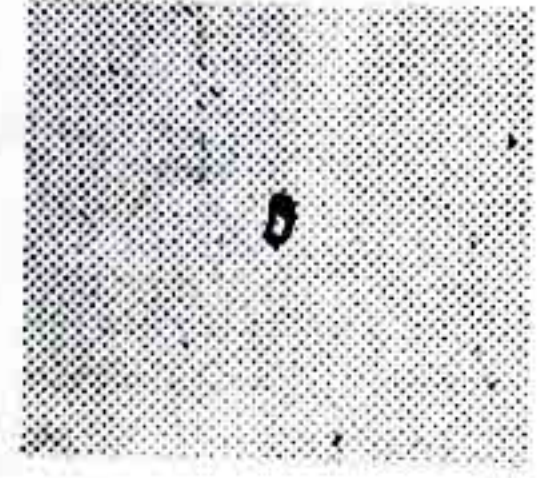
- ۱۶۔ مشائخ نقشبندیہ مجددیہ
 ۱۷۔ ماہنامہ دعوت تنظیم الاسلام
 ۱۸۔ ملفوظات مولانا اشرف علی تھانوی
 ۱۹۔ مولانا محمد الیاس اور ان کی دعوت
 ۲۰۔ معاون تبرکات خاتمیہ
 ۲۱۔ مسلمان کون ہے اور کافر کون ہے
 ۲۲۔ مقامات ارشادیہ و مناقب عنایت



- ۱۔ نثر الیب
 ۲۔ نقش حیات
 ۳۔ نعمات الانس
 ۴۔ نجات المؤمنین
 ۵۔ نتائج التقلید
 ۶۔ نعمات العنبریہ
 ۷۔ نعمت عظمیٰ

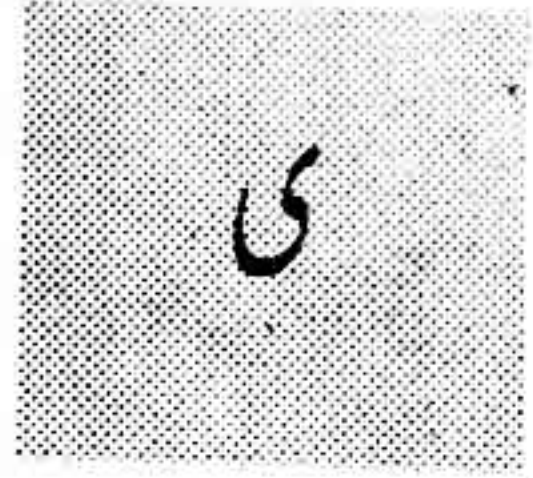


- ۱۔ وعظ بے نظیر



۱۔ ہفتاد اولیاء

۲۔ ہادی ہریانہ



۱۔ یانغ جنی

کل کتابیں ۱۷۳ سے زیادہ

خواب دیکھنے والوں کی فہرست

خواب نمبر	دیکھنے والے کا نام
۱-	مولانا سید سلیمان ندویؒ
۲-	مولانا سید حامد میاںؒ
۳-	پیر مہر علی شاہؒ
۴-	امام ابن عونؒ
۵-	مولانا محمد حبیب الرحمن خاں شروانیؒ
۶-	دو بزرگ
۷-	حاجی عبدالرحمن اٹاورؒ
۸-	شیخ تقی الدین الہلالیؒ
۹-	حسن بن محمد ابراہیمؒ
۱۰-	ایک بزرگ
۱۱-	ایک شخص
۱۲-	ایک شخص
۱۳-	ایک بزرگ
۱۴-	ایک شخص
۱۵-	ایک شخص
۱۶-	شیخ سعدی بخاری مجددی لاہوریؒ
۱۷-	مولوی سید خلیلؒ
۱۸-	صوفی محمد علیؒ
۱۹-	صوفی محمد علیؒ

صوفی محمد علیؒ	-۲۰
صوفی محمد علیؒ	-۲۱
عبدالسمیع پال اثر صہبائیؒ	-۲۲
عبدالسمیع پال اثر صہبائیؒ	-۲۳
عبدالسمیع پال اثر صہبائیؒ	-۲۴
عبدالسمیع پال اثر صہبائیؒ	-۲۵
عبدالسمیع پال اثر صہبائیؒ	-۲۶
صاحبزادہ حافظ علی احمد جانؒ	-۲۷
قاضی شریف الحسنؒ	-۲۸
سید احمد بن معمارؒ	-۲۹
علامہ عنایت اللہ خان شرقیؒ	-۳۰
ایک ثقہ آدمی	-۳۱
ایک مشہور بزرگ	-۳۲
ایک مولوی صاحب	-۳۳
راج عبدالقادر	-۳۴
حکیم محمد رمضان	-۳۵
مولوی حافظ محمد سلیمان	-۳۶
سید حضرت شاہ پیشاوری	-۳۷
ارباب صاحب	-۳۸
ایک نواب	-۳۹
صوفی نواب دینؒ	-۴۰
صوفی نواب دینؒ	-۴۱
مولانا حسرت موہانیؒ	-۴۲

مولانا حسرت موہانی	-۴۳
پروفیسر محمد الیاس برنی	-۴۴
پروفیسر محمد الیاس برنی	-۴۵
لالہ قمع بھان	-۴۶
سید قلندر علی شاہ سہروردی	-۴۷
مولانا محمد علی قاسمی حسینی	-۴۸
حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی	-۴۹
حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی	-۵۰
حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی	-۵۱
حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی	-۵۲
خواجہ حسن نظامی	-۵۳
خواجہ حسن نظامی	-۵۴
حمزہ بن حبیب	-۵۵
رنگریز لڑکا	-۵۶
ایک شخص	-۵۷
سید شاہ جنید قادری	-۵۸
ایک بزرگ	-۵۹
ایک مجوسی	-۶۰
امام صاحب	-۶۱
حضرت صدیق اکبر	-۶۲
میر نصیر احمد رومی	-۶۳
ایک شخص	-۶۴
مختلف لوگ	-۶۵

مولانا عبدالغفور عباسؒ	-۶۶
مولانا عبدالغفور عباسؒ	-۶۷
محمد نغمے خانؒ	-۶۸
محمد نغمے خانؒ	-۶۹
محمد نغمے خانؒ	-۷۰
محمد نغمے خانؒ	-۷۱
محمد نغمے خانؒ	-۷۲
رفیق معظم	-۷۳
بخاری صاحب کی اہلیہ	-۷۴
بابا جی غلام رسولؒ	-۷۵
بابا جی غلام رسولؒ	-۷۶
بابا جی غلام رسولؒ	-۷۷
بابا جی غلام رسولؒ	-۷۸
حضرت مولانا محمد زکریاؒ	-۷۹
حافظ محمد عبدالکریمؒ	-۸۰
حاجی نواب خانؒ	-۸۱
ایک دوست	-۸۲
حضرت خواجہ عبدالخالقؒ	-۸۳
حضرت خواجہ عبدالخالقؒ	-۸۴
حضرت خواجہ عبدالخالقؒ	-۸۵
حضرت خواجہ عبدالخالقؒ	-۸۶
حضرت خواجہ عبدالخالقؒ	-۸۷
حضرت خواجہ قادر بخشؒ	-۸۸

ہمشیرہ کریم بخش	-۸۹
مولوی ظہور الدین	-۹۰
ایک مجذوب	-۹۱
حضرت سائیں توکل شاہ	-۹۲
حضرت سائیں توکل شاہ	-۹۳
حضرت سائیں توکل شاہ	-۹۴
حضرت سائیں توکل شاہ	-۹۵
حضرت سائیں توکل شاہ	-۹۶
حضرت سائیں توکل شاہ	-۹۷
حضرت سائیں توکل شاہ	-۹۸
مولوی مولا بخش	-۹۹
ایک بزرگ	-۱۰۰
نور احمد لغد	-۱۰۱
مولوی عبدالکریم جیسوری	-۱۰۲
امام بخش راہوتی	-۱۰۳
حافظ صاحب	-۱۰۴
ایک شخص	-۱۰۵
ایک بزرگ	-۱۰۶
اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان	-۱۰۷
اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان	-۱۰۸
اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان	-۱۰۹
ایک شامی بزرگ	-۱۱۰
مولوی سید امیر احمد	-۱۱۱

ایک عالم	-۱۱۲
سید احمد اورسکی	-۱۱۳
مولانا حکیم نعمت اللہ	-۱۱۴
مہاراجہ کشن پرشاد	-۱۱۵
ایک مفتی صاحب	-۱۱۶
ایک مرید	-۱۱۷
حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی	-۱۱۸
حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی	-۱۱۹
شریف احمد ستہ	-۱۲۰
حافظ اشفاق رسول	-۱۲۱
ایک بزرگ	-۱۲۲
فضل احمد	-۱۲۳
سید احمد	-۱۲۴
ایک غریب الوطن	-۱۲۵
ایک صاحب	-۱۲۶
ایک صاحب	-۱۲۷
ایک صاحب	-۱۲۸
منشی علی سجاد	-۱۲۹
ایک معمر حافظ	-۱۳۰
ایک صاحب	-۱۳۱
الہیہ مولانا عبدالماجد دریا بادی	-۱۳۲
ذوالفقار خیاط	-۱۳۳
محمد نجم الحسن	-۱۳۴

غلام قادر	-۱۳۵
اہلیہ مولوی عبدالرحمن	-۱۳۶
محمد مصطفیٰ	-۱۳۷
سعادت حسین	-۱۳۸
محمد ابراہیم	-۱۳۹
ایک اہل حدیث	-۱۴۰
ملا جیون	-۱۴۱
عمر جی آ منجی	-۱۴۲
نور الحق	-۱۴۳
محمد عالم بلیاوی	-۱۴۴
محمد شریف ستہ	-۱۴۵
عزیز الرحمن	-۱۴۶
رشید احمد	-۱۴۷
دختر رشید احمد	-۱۴۸
عزیز الرحمن	-۱۴۹
ملا جیون	-۱۵۰
ملا جیون	-۱۵۱
ملا جیون	-۱۵۲
امیر حسین	-۱۵۳
سعید الرحمن	-۱۵۴
محمد حسن الدین	-۱۵۵
سید نوازش حسین	-۱۵۶
محمد شفیع	-۱۵۷

بشیر احمد	-۱۵۸
عبد المنان خان	-۱۵۹
محمد نجم الحسن	-۱۶۰
محمد نجم الحسن	-۱۶۱
ظفر احمد	-۱۶۲
ایک خاتون	-۱۶۳
مولوی وصی اللہ	-۱۶۴
فضل احمد	-۱۶۵
قاضی بشیر الدین	-۱۶۶
ایک صاحب	-۱۶۷
نذیر احمد کیرانوی	-۱۶۸
محمد عتیق اللہ	-۱۶۹
محمود حسین	-۱۷۰
عبد القیوم	-۱۷۱
نذیر احمد	-۱۷۲
نذیر احمد کیرانوی	-۱۷۳
شہاب الدین	-۱۷۴
شہاب الدین	-۱۷۵
الہی بخش شکار پوری	-۱۷۶
محمد اسماعیل	-۱۷۷
مفتی محمد حسن امرتسری	-۱۷۸
حافظ منشی شرافت اللہ	-۱۷۹
ایک درویش	-۱۸۰

والدہ سید اسد الرحمن قدسی	-۱۸۱
مولانا عبید اللہ سندھی	-۱۸۲
مولانا عبید اللہ سندھی	-۱۸۳
شیخ الہند مولانا محمود حسن	-۱۸۴
حافظ عبد اللہ غازی پوری	-۱۸۵
مولانا فرید الدین خان کاکوروی	-۱۸۶
مولانا محمد فضل شاہ	-۱۸۷
خان بہادر مولوی خدا بخش	-۱۸۸
خواجہ یحییٰ کبیر غرغشی	-۱۸۹
ایک مجذوب	-۱۹۰
ایک بزرگ	-۱۹۱
ایک دیندار شخص	-۱۹۲
مولانا رشید احمد گنگوہی	-۱۹۳
حضرت شیخ توکل شاہ	-۱۹۴
بادشاہ	-۱۹۵
محترمہ رضیہ لال شاہ	-۱۹۶
آپا صفری	-۱۹۷
علامہ ابوالقاسم قشیری	-۱۹۸
حضرت ابو محمد جریزی	-۱۹۹
حکیم عبد اللہ جیراج پوری	-۲۰۰
حضرت سید احمد میاں	-۲۰۱
حضرت سید احمد میاں	-۲۰۲
کرئل جان محمد	-۲۰۳

علامہ شعرانیؒ	-۲۰۴
حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ	-۲۰۵
حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ	-۲۰۶
حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ	-۲۰۷
حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ	-۲۰۸
ایک صاحب	-۲۰۹
منشی محمد وہاب الدین کاکورویؒ	-۲۱۰
منشی محمد وہاب الدین کاکورویؒ	-۲۱۱
ایک شخص	-۲۱۲
مولوی سید محمد علی کانپوری	-۲۱۳
مولوی کفایت اللہ	-۲۱۴
حافظ محمد ابراہیم گنگوہی	-۲۱۵
مخدوم سلطان شیخ حمزہؒ	-۲۱۶
نور محمد سروری قادریؒ	-۲۱۷
شیخ یعقوب صرنی عامی گنائیؒ	-۲۱۸
حضرت شاہ نجات اللہؒ	-۲۱۹
سلطان مختصود حواریؒ	-۲۲۰
شیخ محمد حسین سکنہ آبادیؒ	-۲۲۱
مولوی فضل امام	-۲۲۲
حاجی ولی محمد کشمیری پانی پتیؒ	-۲۲۳
علامہ مولوی سراج احمد	-۲۲۴
معظم خان	-۲۲۵
حضرت شاہ حسن	-۲۲۶

حضرت شیخ محمد ٹھٹھوی	-۲۲۷
مرغوب احمد	-۲۲۸
حضرت خواجہ محمد صدیق	-۲۲۹
سید احمد مدنی	-۲۳۰
خلیل احمد خان	-۲۳۱
قدرت اللہ بگرامی	-۲۳۲
ایک بزرگ	-۲۳۳
حضرت خواجہ نور محمد مہاروی	-۲۳۴
مخدوم آدم بن اسحاق	-۲۳۵
شریفہ بانو	-۲۳۶
صوفی خواجہ احمد بنگالی	-۲۳۷
حافظ مولانا محمد عنایت اللہ	-۲۳۸
حضرت مولانا سید شاہ غلام علی	-۲۳۹
حضرت حافظ محمد صابر علی	-۲۴۰
حضرت حافظ محمد صابر علی	-۲۴۱
سید شاہ محفوظ	-۲۴۲
حضرت شاہ عبداللہ	-۲۴۳
حاجی محمد آندی	-۲۴۴
مولانا محمد بخش رامپوری	-۲۴۵
مولوی ثناء اللہ سنبھلی	-۲۴۶
شیخ جلال الدین پانی پتی	-۲۴۷
مولوی عبداللہ جامی	-۲۴۸
مولوی محمد زماں خان	-۲۴۹

مولوی حقی نازلی	-۲۵۰
مولوی محمد مسیح الدین علوی	-۲۵۱
حضرت شاہ ابوالخیر	-۲۵۲
مولانا حامد علی	-۲۵۳
مولانا حافظ شاہ علی انور قلندر	-۲۵۴
سید محمد آصف قلندر	-۲۵۵
شاہ منصب علی قلندر	-۲۵۶
مولوی حافظ مظہر علی محدث	-۲۵۷
ملا حمید الدین محدث	-۲۵۸
مولانا حاجی امین الدین محدث	-۲۵۹
ایک بزرگ	-۲۶۰
مفتی صدر الدین	-۲۶۱
ایک بڑھیا	-۲۶۲
ایک شخص	-۲۶۳
والد شیخ ابوبکر جمالی	-۲۶۴
ایک صاحب	-۲۶۵
حضرت شاہ عبدالرحیم دہلوی	-۲۶۶
شیخ ابورضا محمد	-۲۶۷
حضرت مظہر جان جاناں	-۲۶۸
حضرت مظہر جان جاناں	-۲۶۹
حضرت مظہر جان جاناں	-۲۷۰
حضرت مظہر جان جاناں	-۲۷۱
بعض افغان	-۲۷۲

حضرت شاہ فخرالدین دہلویؒ	-۲۷۳
ایک مرید	-۲۷۴
ایک مرید	-۲۷۵
حضرت مولانا خالد کردیؒ	-۲۷۶
حضرت شاہ عبدالغنی نقشبندیؒ	-۲۷۷
محترمہ گوہر بیگم	-۲۷۸
حضرت شیخ سلیم چشتیؒ	-۲۷۹
حضرت شیخ سلیم چشتیؒ	-۲۸۰
والد حضرت باباجی شلبانڈی شریفؒ	-۲۸۱
باباجی شلبانڈی شریفؒ	-۲۸۲
مولانا فقیر محمدؒ	-۲۸۳
زینب الغزالی	-۲۸۴
مولانا محمد فاضل عثمانی مہاجر مکیؒ	-۲۸۵
محمد اسماعیل قریشی	-۲۸۶
ایک افغان	-۲۸۷
شیخ عثمان فوری	-۲۸۸
سید محمد ابوالموہب شاذلیؒ	-۲۸۹
سید محمد ابوالموہب شاذلیؒ	-۲۹۰
سید محمد ابوالموہب شاذلیؒ	-۲۹۱
سید محمد ابوالموہب شاذلیؒ	-۲۹۲
سید محمد ابوالموہب شاذلیؒ	-۲۹۳
سید محمد ابوالموہب شاذلیؒ	-۲۹۴
سید محمد ابوالموہب شاذلیؒ	-۲۹۵

سید محمد ابوالمواہب شازلیؒ	-۲۹۶
سید محمد ابوالمواہب شازلیؒ	-۲۹۷
سید محمد ابوالمواہب شازلیؒ	-۲۹۸
سید محمد ابوالمواہب شازلیؒ	-۲۹۹
سید محمد ابوالمواہب شازلیؒ	-۳۰۰
سید محمد ابوالمواہب شازلیؒ	-۳۰۱
سید محمد ابوالمواہب شازلیؒ	-۳۰۲
سید محمد ابوالمواہب شازلیؒ	-۳۰۳
حضرت معاذ رازیؒ	-۳۰۴
حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ	-۳۰۵
حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ	-۳۰۶
حسن بن موسیٰ المحضریؒ	-۳۰۷
ابراہیم نسفیؒ	-۳۰۸
ابو سلیمان حرانیؒ	-۳۰۹
شیخ محمد رادھو اور خواجہ احمد سیوی	-۳۱۰
مولانا مارتونگؒ	-۳۱۱
امام عبید اللہ ناصر الدین اور ابراہیم حسین	-۳۱۲
حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ	-۳۱۳

خواب

(۱) حضرت مولانا سید سلیمان ندوی قدس سرہ ۱۳۶۹ھ میں حج بیت اللہ کے لئے تشریف لے گئے تھے۔ مدینہ شریف پہنچ کر روضہ پاک (علی صاحبہا الف الف صلواتہ و الف الف سلام) کے سامنے کھڑے ہو کر فی البدیہہ حسب ذیل نعت کہی :-

آدم کے لئے فخریہ عالی نسبی ہے	مکی، مدنی، ہاشمی و مطلبی ہے
پاکیزہ تراز عرش و سما جنت فردوس	آرام کہ پاک رسول عربی ہے
آہستہ قدم، نیچی نگہ، پست صدا ہو	خوابیدہ یہاں جسد رسول عربی ہے
اے زائر بیت نبوی یاد رہے یہ	بے قاعدہ یاں جنبش لب بے ادبی ہے
کیا شان ہے اللہ رے محبوب نبی کی	محبوب خدا ہے وہ جو محبوب نبی ہے
بجھ جائے ترے چھینٹوں سے اے ابر کرم آج	جو آگ میرے سینے میں مدت سے دبی ہے

نعت اور استدعا نے شرف قبولیت پایا۔ رات آئی تو حضرت والاؑ کے لئے مطلع انوار اور شرف سعادت بن کر! سوئے ہوئے تھے کہ خواب میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ و فور شوق سے اپنے آپ کو قدوم رسالت پر ڈال دیا۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے شیدائی کو شفقت سے اٹھالیا۔ پھر ایک طویل دعا پڑھ کر سینہ پر دم کی۔ یہ گویا نفع سیکھنا تھا۔ سالک کی تمکین کا سامان کیا گیا اور یوں عاشق صادق کو منہ مانگی مراد عطا کی گئی۔ حضرت والاؑ کی آنکھ کھلی تو کلمات دعا ذہن میں تازہ اور محفوظ تھے۔ حضرت والاؑ نے اپنی اہلیہ کو بلا کر وہی دعا ان پر دم کی۔ اس کے بعد وہ دعا ذہن سے محو ہو گئی۔ مقصود غالباً یہی تھا کہ جو برکت حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے براہ راست حضرت سید سلیمان ندویؒ کو حاصل ہوئی تھی حضرت والاؑ کے واسطے سے آپ کی رفیقہ حیات بھی اس سے بہرہ یاب ہو جائیں۔

یہ کمال دلنوازی کا برتاؤ تھا جو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فدائی کے ساتھ ظہور میں آیا۔ اس واقعہ کے بعد حضرت والا کو تمکین کامل اور عبدیت مطلقہ حاصل ہو گئی۔ (تذکرہ سلیمان صفحہ ۲۱۱، ۲۱۲)

(۲) عالم ربانی، فاضل لائٹنی الحاج حافظ مولانا سید حامد میاں "مہتمم جامعہ مدینہ راوی روڈ لاہور نے ایک خواب دیکھا کہ جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرما رہے ہیں کہ مجھ پر "صلوٰۃ مفرع" بھیجا کرو۔ یہ خواب آپ نے اپنے مرشد گرامی شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کو لکھ کر بھیجا۔ یہ ۴ محرم الحرام ۱۳۶۹ھ کی بات ہے۔ تو حضرت مدنی قدس سرہ نے جواباً تحریر فرمایا کہ درود شریف کی کثرت کیجئے۔ جس میں "کما تحب وترضیٰ عدد ما تحب وترضیٰ" ہے۔ جس کی طرف اشارہ فرمایا وہ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی قدس سرہ العزیزؒ کا پسندیدہ ہے اور وہ یہ ہے "اللہم صلی علی سیدنا محمد وعلی آلہ واصحابہ کما تحب وترضیٰ عدد ما تحب وترضیٰ" لیکن نامعلوم کیوں اس درود شریف کی کثرت نہ کر سکے اور خود بخود حسب ذیل درود شریف کی طرف طبیعت مائل رہی اور رات کو سوتے وقت ایک ہزار مرتبہ اسی کو پڑھتے تھے "صلی اللہ علی النبی الامی" (ذکر جمیل از حضرت مولانا سید حامد میاں "صفحہ ۷۳ تا ۷۴)۔ حضرت مولانا سید حامد میاں "شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کے خلیفہ مجاز تھے۔ نہایت سادہ طبیعت، باعمل بزرگ، جید عالم اور پرکشش شخصیت کے مالک تھے۔ مجھ پر بہت شفقت فرماتے تھے۔ کوئی پندرہ سال قبل لاہور میں وصال فرما گئے۔ حضرت کے سب سے بڑے صاحبزادے مولانا رشید میاں اب جامعہ مدینہ کے مہتمم ہیں۔

(۳) حضرت پیر مہر علی شاہ "آف گولڑہ شریف طبعاً" شاعر تھے۔ اس لئے

بعض اوقات ان کے دلی جذبات شعر کی شکل میں وارد ہوتے تھے جنہیں ان کے ارادتمند فوراً قلمبند کر کے محفوظ کر لیتے تھے۔ مدینہ منورہ کے سفر کے دوران ایک عجیب واقعہ پیش آیا۔ رہزنوں کے خوف سے نماز کو مختصر کرنے کے لئے سنتیں چھوڑ دیں اور اسی مقام پر جس کا نام وادی حراء ہے تھوری سی دیر کے لئے آنکھ لگ گئی۔ دیکھا کہ ایک مسجد میں بحالت مراقبہ دو زانو بیٹھے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لا کر فرماتے ہیں کہ ”آل رسول کو سنت رسول ترک نہیں کرنی چاہیے“ حضرت پیر مرعلی شاہ لکھتے ہیں کہ میں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پنڈلیوں کو دونوں ہاتھوں سے مضبوط پکڑ کر آہ و نغاں کرتے ہوئے ”الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ“ کہنا شروع کر دیا اور عالم مدہوشی میں عرض کیا کہ آپ کون ہیں۔ جواب میں وہی فرمایا گیا کہ آل رسول کو سنت رسول ترک نہیں کرنی چاہیے۔ اسی طرح تین مرتبہ سوال و جواب ہوئے۔ (صفحہ ۱۳ تا ۱۴)

اس حالت میں آپ پر کیف و سرور اور سرخوشی و سرشاری کی جو کیفیت طاری ہوئی وہ الفاظ میں بیان کرنا ممکن نہیں۔ اس عالم میں دوران سفر آپ نے پنجابی زبان میں وہ مشہور و معروف نعت لکھی جو پنجابی کے نعتیہ ادب میں ایک عظیم شاہکار کی حیثیت رکھتی ہے اور جو اکثر محکم پلاسی یا اسٹوری میں گائی جاتی ہے۔ یہ پنجابی نعت میری کتاب ”زیارت نبی بحالت بیداری حصہ اول“ کے صفحہ ۶۲، ۶۳ پر موجود ہے مع اردو ترجمہ۔ یہاں اس مشہور پنجابی نعت کا منظوم اردو ترجمہ جسے جناب کرم حیدری نے کیا ہے پیش کیا جاتا ہے۔

کیوں دل مسکین ہے اداس بہت؟	ہے آج بجن کی پیاس بہت
آنکھوں سے لگی ہیں کیوں جھڑیاں؟	نس نس میں ہے شوق کی باس بہت
خوشبوئے زلف سے مسکی فضا	جب آنکھ لگی ---- دیدار ہوا

وہ نین ہوئے جب برق نشاں
 ماتھے پہ ہیں لائیں نورانی
 آنکھیں ہیں نشلی مدھ بھریاں
 جن سے مڑگاں کے تیر چلیں
 اور دانت ہیں موتیوں کی لڑیاں
 جاناں کہ جان جان کہوں
 جس شان سے ہے ہر شان عیاں
 بے نقش کی پاک صورت ہے
 کثرت میں ہے جو وحدت کا نشاں
 ہاں بلکہ حقیقت تک پہنچائے
 اتھلوں کو موتی ملیں کہاں
 جب نزع لگے، جب ہو محشر
 سب کھوٹے بھی ہونگے کھرے جہاں
 ارشاد فترضیٰ آس اپنی
 ہے واشفع شفع جو ورد زباں
 صورت پیاری دکھلاؤ سخن
 وہی میٹھی باتیں کرو جاناں
 اک نوری جھلک مانگیں سارے
 سب انس و ملک، حوریں، پریاں
 ان صدقے اترتی جانوں پر
 پھر آئیں خدایا وہ گھڑیاں
 ما احسنک ما اکملک
 گستاخ نظر جا شہری کہاں

نظارے نے مدہوش لیا
 کھڑا اک بدر ہے شعثانی
 زلفیں کالی اور مستانی
 دو ابرو مثال قوس لگیں
 لب لعل یمن کی سرخی دیں
 اس صورت کو میں جان کہوں
 سچ کہوں تو رب کی شان کہوں
 بے صورت سے یہ صورت ہے
 گویا بے رنگ کی صورت ہے
 یہ صورت بے صورت کو سمجھائے
 بے سوجھ مگر کب اس کو پائے
 یا رب ہو یہ صورت پیش نظر
 جب قبر میں ہو اور پل پہ گذر
 یعطیک ربک شان ان کی
 حق چاہے تو سمجھو بات بنی
 چہرے ہٹاؤ برد یمن
 جو صحرا وادی میں کی تھیں مٹھن
 آؤ حجرے سے مسجد کو پیارے
 ہیں آنکھیں بچھائے متوارے
 ان روتے ہوئے دیوانوں پر
 بے دام غلام انسانوں پر
 سبحان اللہ ما اجملک
 کہاں مر علی، کہاں تیری ثا

(پیر مر علی شاہ کے پنجابی اور فارسی کلام کا اردو ترجمہ از کرم حیدری۔)

لوک ورثہ اشاعت گھر۔ اسلام آباد۔ صفحہ ۶۳ تا ۶۹)

مسٹر محمد وسیم بیگ (لابیرین) کا میں شکر گزار ہوں جنہوں نے سکریٹریٹ ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ لابیری H-9 اسلام آباد کی یہ کتاب برائے استفادہ چند روز کے واسطے مجھے عنایت فرمائی۔

(۴) عبد اللہ نام۔ ابو عون کنیت۔ عبد اللہ بن درہ مزنی کے غلام تھے۔ آخر عمر میں رویاء میں سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ سجدہ شکر کے لئے مسجد میں گئے تو انتہائی مسرت میں گر پڑے۔ ایسی چوٹ لگی کہ پھر جانبر نہ ہو سکے اور رجب ۱۵۱ ھ م ۶۷۸ء میں واصل بحق ہوئے۔ جنازہ کے ہمراہ لوگوں کا بے پناہ ہجوم تھا۔

امام ابن عون "علمی اعتبار سے کوفہ کے اکابر علماء میں سے تھے۔ اگرچہ جملہ علوم میں دستگاہ رکھتے تھے۔ لیکن حدیث نبویؐ ان کا خاص موضوع تھا۔ زہد و ورع میں امتیازی درجہ رکھتے تھے عبادت محبوب مشغلہ تھا۔ نہایت خوش اخلاق، حلیم الطبع اور نرم خوتھے (صفحہ ۱۰۴ علماء سلف و نابینا علماء از نواب صدر یار جنگ مولانا حبیب الرحمن خاں شروانی۔ اکیڈمی آف ایجوکیشنل ریسرچ۔ کراچی)

(۵) ۱۶ صفر المظفر ۱۳۴۶ھ روز چہار شنبہ کی مبارک شب کو مراجعت مدینہ طیبہ کے بعد منزل بیرا شیخ اور مستورہ کے درمیان ایک بجے کے وقت میں ایک عظیم الشان رویا سے مشرف ہوا۔ بعونہ و نعمتہ تعالیٰ میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک کشادہ میدان میں برابر برابر دو خوش پوش بنگلے بنے ہوئے ہیں۔ ان کے احاطے جدا جدا ہیں۔ احاطوں میں درخت لگے ہیں جن میں بڑے بڑے درخت بڑے بھی ہیں۔ ایک بنگلے میں بطور مہمان حضرت سراج الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عاجز کا قیام ہے۔ اسی اثناء میں مع ایک رفیق حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے قیام کے بنگلے میں ورود فرمایا اس طرح کہ

جیسے کوئی کہیں جاتے جاتے مہمان پر سی کے لئے اس کی قیام گاہ پر ہوتا جائے۔ ایک کیت گھوڑا میانہ قد، خوبصورت، عربی النسل، زین کسا ہوا احاطے میں کھڑا تھا۔ حسب ارشاد سوار ہوا اس خیال و یقین کے ساتھ کہ یہ محض مہمان نوازی و غریب پروری ہے۔ ایک جانب دست راست مبارک سے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اس کی باگ پکڑی اور دست چپ سے دوسری جانب سے دوسرے بزرگ نے جو ذات اقدس سے صورتاً و لباساً الٹے تھے۔

جسم مبارک دبلا تھا، ریش مہاک دراز تھی، لباس مبارک اجلانہ تھا۔ دوسری جانب کے بزرگ بھی اسی صورت و لباس کے تھے۔ دل میں از خود خیال آیا کہ یہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہیں۔ یہ خیال برابر دل میں قوت سے آتا رہا کہ یہ محض عاجز نوازی اور غریب پروری ہے۔ میرے قیام کے بنگلے میں رونق افروزی بھی اسی مقصد سے فرمائی گئی۔ ورنہ اصل مقصد دوسرے بنگلے میں تشریف آوری کا تھا۔ غرض اس ہیئت مبارک سے گھوڑا احاطے سے باہر آیا اور سامنے کے میدان کی طرف چلا۔ اس وقت بھی خیال آیا کہ دوسرے بنگلے کے قریب کے راستے کو ترک فرما کر میدان کی جانب تشریف فرمائی بھی بہ خیال مذکورہ بالا ہے۔ گھوڑا چلتا تو آہستہ تھا مگر بڑے بناؤ اور قدیم روش کی چلبلی رفتار سے (جس کی اگلے شہسوار تعلیم دیتے تھے) چاروں ڈنڈے پھاڑتا ہوا کھیلتا چل رہا تھا۔ رفتار کے انداز بھی بدلتا جاتا تھا اور کئی طرح کے قدم ڈالتا مگر سب آہستہ۔

دوسرے صاحب گھوڑے کی رفتار کی برابر تعریف فرماتے جاتے اور رفتار کی اقسام کا نام ظاہر فرماتے مگر میں ان کا مخاطب نہ تھا۔ تمام راستے میں مجھ سے کوئی کلام نہیں فرمایا گیا۔ اسی طرح دور تک گھوڑا آگے بڑھتا گیا۔ اس کے بعد دوسرے بنگلے کی جانب مراجعت فرمائی ہوئی۔ اس اثناء میں سیدالکل، افضل الرسل، امام الاصفیاء فخر النسیں صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ الفاظ ارشاد فرمائے۔ ”انتظام گڑ بڑ ہے۔ جائزہ دلوا دیا جائے“

اس کے بعد دوسرے بنگلہ میں داخل ہوئے۔ میں گھوڑے سے نیچے اتر آیا۔ اس وقت بھی زبان مبارک اور رفیق مبارک کی زبان پر گھوڑے کی رفتار کی تعریف تھی۔ اس وقت میں نے رقت آمیز آواز سے عرض کیا ”یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میرے فخر کی بھی انتہا نہ رہی۔“

بہ آواز بلند فرمایا ”بے شک“ اس کے بعد بنگلہ کے اندر قدم رنجہ فرمایا۔ کمرے میں ایسا سماں تھا جیسے پکھری ہو۔ حاکم صدر میں کرسی پر تھا۔ میز سامنے تھی۔ اہل دفتر اور اہل معاملہ سے کمرہ بھرا ہوا تھا۔ حاکم کا چہرہ گورا تھا مگر میلا۔ داڑھی منڈھی ہوئی تھی۔ دونوں جانب صرف قلمیں، سرپر میلی پگڑی تھی۔ گردن جھکائے انگریزی لکھ رہا تھا۔ قریب پہنچ کر ارشاد فیض بنیاد ہوا۔ ”جائزہ دیدو“ ان الفاظ کے ادا ہوتے ہی حاکم معاہدہ سے قلم رکھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس کے بعد دوسرے کمرے میں تنہا گیا۔ وہاں بھی یہی سماں تھا۔ دل میں یہ خیال خود بخود پیدا ہوا کہ یہ نائب حاکم ہے۔ وہ نائب بھی مصروف تحریر تھا۔ شکل و صورت بھی وہی تھی۔ اسی حالت میں اس نے یہ چیز سنی کہ جائزہ دلوا دیا گیا۔ اس نے بھی فی الفور قلم روک کر ہاتھ سے رکھ دیا۔ اس کے بعد آنکھ کھل گئی۔ گھڑی دیکھی تو ایک بجاتا تھا۔ ہوا سرد چل رہی تھی۔ چاندنی کا دریائے نور میدان میں موجزن تھا۔ جلالت خواب سے متاثر ہو کر میں فوراً سجدہ شکر میں گرا۔ دیر تک حمد باری تعالیٰ کرتا رہا۔ سر اٹھایا تو معلوم ہوا کہ سجدہ مدینہ طیبہ کی جانب ہوا۔

غش کھا کے داغ یار کے قدموں پہ گر پڑا بے ہوش نے بھی کام کیا، ہوشیار کا

دوبارہ سجدہ شکر کعبہ محترم کی جانب کیا۔ خواب سے آنکھ کھلنے پر معاہدہ یہ خیال بھی آیا تھا کہ یہ خواب دو صاحبوں سے بیان کروں گا۔ ایک مولانا سید سلیمان اشرف صاحب سے اور دوسرے مولانا سید مناظر احسن گیلانی صاحب سے۔ اس کے بعد قلب و دماغ کا کیا عالم تھا یہ کون بتا سکتا ہے۔ میرے اس

شعر کو یاد کرو۔

خوشا نصیب کہ حسرت چلا مدینے کو نوید آنکھ کو ہو تہنیت ہو سینے کو

(.شکریہ "اردو ڈائجسٹ" لاہور۔ شمارہ جون ۱۹۶۷ء)

یہ خواب نواب صدر یار جنگ بہادر الحاج مولانا حبیب الرحمن خاں حسرت شروانی سابق صدر الصدور امور مذہبی سرکار نظام دکن نے دیکھا تھا۔ آپ محکم پور ضلع علی گڑھ کے مشہور رئیس تھے۔ مسلمانان ہند کے گذشتہ دور علم و مجالس کی یادگار تھے۔ آپ کی مشہور و معروف کتاب "علمائے سلف و نابینا علماء" کو بے حد مقبولیت حاصل ہے۔ قلعہ احمد نگر کی قید (از ۹ اگست ۱۹۴۲ء تا ۱۵ جون ۱۹۴۵ء) کے زمانے میں مولانا ابوالکلام آزاد کو دوستوں سے خط و کتابت کی اجازت نہ تھی اور نہ ہی مولانا کی کوئی تحریر باہر جا سکتی تھی۔ مولانا نے اس دور میں جو مکاتیب لکھے وہ ایک فائل میں جمع ہوتے رہے۔ آپ کی رہائی کے بعد ان کے مکاتیب کے مکتوب الیہ تک پہنچنے کی راہ باز ہوئی۔ یہ تمام مکاتیب "صدیق مکرم" کے خطاب سے شروع ہوئے ہیں۔ "یہ صدیق" تشدید کے ساتھ "صدیق" نہیں بلکہ بغیر تشدید کے "صدیق" ہے جس کے معنی دوست کے ہیں۔ صدیق مکرم سے مراد مولانا حبیب الرحمن خاں شروانی ہیں اور یہ تمام خطوط آپ کے نام لکھے گئے ہیں۔ مولانا آزاد کے ان خطوط کا مجموعہ "غبار خاطر" کے نام سے شائع ہو چکا ہے۔ نواب صاحب کے "کتب خانہ حبیب گنج" کی مردور عباسی کے مشہور عربی شاعر متبنی کے مصرع "و خیز جلیس فی الزمان کتاب" (کتاب انسان کا بہترین ساتھی ہے) پر مشتمل تھی۔

(۶) حجاز اور عراق کے دو بزرگوں نے ایک ہی وقت میں خواب دیکھا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرما رہے ہیں کہ مدینہ منورہ کی ایک بد رو پھٹ گئی ہے جس نے مجھے تکلیف پہنچا رکھی ہے۔ ان دونوں بزرگوں نے فوراً بذریعہ تار شاہ سعود کو اپنے خوابوں سے مطلع کیا۔ یہ ۱۹۵۱ء کی بات ہے۔ شاہ سعود یہ خبر پاتے ہی بذریعہ جہاز مدینہ شریف پہنچے۔ تحقیق کرنے پر

معلوم ہوا کہ واقعتاً ایک نالی جو قریب سے گذری ہے ایک مقام سے پھٹ گئی ہے۔ فوراً اس کو از سر نو تعمیر کرایا گیا اور کافی رقم خرچ کر کے وہ علاقہ نہایت خوبصورت بنا دیا گیا (حضرت مولانا صدرالدین رفاعی کاشمیری نے دوران درس قرآن 'مدنی مسجد' سیٹلائٹ ٹاؤن۔ راولپنڈی میں ۵ نومبر ۱۹۶۷ء کو اس خواب کا ذکر فرمایا تھا۔ مولانا کے اس درس میں خوش قسمتی سے میں بھی موجود تھا۔ ویسے یہ واقعہ جماعت اسلامی کے روزنامہ "تسنیم" اور سہ روزہ "کوثر" کے اندر بھی اس زمانہ میں شائع ہوا تھا)۔

(۷) حاجی عبدالرحمن اٹاور (میوات) کے ایک غیر مسلم بننے کے گھر میں پیدا ہوئے۔ بچپن میں خواب میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئے اور مولانا محمد صاحبؒ کے ہاتھ پر اسلام لائے۔ نظام الدین (دہلی) کے مدرسہ میں مولانا محمد صاحبؒ سے قرآن مجید کی تعلیم حاصل کی۔ حضرت مولانا خلیل احمد محدث سہارنپوری ثم مدنیؒ سے بیعت ہوئے۔ مولانا محمد صاحبؒ کے زمانہ میں ان کے دست راست اور خاص معتمد رہے۔ ان کے بعد مولانا محمد الیاسؒ کے تمام دینی کاموں میں ان کے قدیم ترین رفیق و معاون رہے۔ مولانا ان کی بابت نہایت بلند کلمات فرماتے تھے۔ اور اپنی تحریک کا روح رواں سمجھتے تھے۔ آپ میوات کے حکیم و عارف تھے۔ اللہ تعالیٰ نے دین کی بڑی دولتیں عطا فرمائی تھیں۔ آپ کا اصلی ذوق غیر مسلمین میں تبلیغ تھا جس میں آپ کو ملکہ حاصل تھا۔ ایک ہزار سے زیادہ غیر مسلم آپ کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے۔ سنگار میں نو مسلمین کے لئے ایک مدرسہ قائم کیا جس سے اولاد کی طرح محبت کرتے تھے۔ میوات کی رسوم کی اصلاح آپ کا کارنامہ ہے۔ ربیع الثانی ۱۳۶۳ھ میں انتقال ہوا (مولانا محمد الیاسؒ اور ان کی دینی دعوت صفحہ ۵۹ تا ۶۰) (سوانح حضرت مولانا محمد یوسف کاندھلویؒ صفحہ ۶۳)

میوات دہلی کے جنوب میں وہ علاقہ ہے جس میں زمانہ قدیم سے میوقوم آباد ہے جو انگریز مورخین کے خیال میں ہندوستان کی قدیم غیر آریں نسل سے

تعلق رکھتے ہیں اور ”سلا“ راجپوت ہیں۔ ”آئینہ اکبری“ سے معلوم ہوتا ہے کہ جادو راجپوت مسلمان ہونے کے بعد میواتی کہلائے لیکن یہ پتہ نہیں چلتا کہ یہ قوم کب اور کس کے ہاتھ پر مسلمان ہوئی۔ مسلمان ہونے کے باوجود ان کا اسلام سے دور کا بھی واسطہ نہ تھا۔ ناموں کے آخر میں ”سنگھ“ لگتا تھا۔ ہندو اور دوسری قوموں کے تہوار اس طرح مناتے تھے جیسے عید، بقر عید وغیرہ۔ تیس لاکھ کی مسلم آبادی کا یہ علاقہ دینی اور اخلاقی زبوں حالی میں بری طرح مبتلا تھا۔

مولانا محمد اسماعیل جنمناوی ثم کاندھلوی کی پہلی بیوی سے مولانا محمد صاحب تولد ہوئے اور دوسری بیوی سے بانی تبلیغی جماعت مولانا محمد الیاس جن کے صاحبزادے مولانا محمد یوسف کاندھلوی تھے۔

(۸) شیخ نقی الدین الہلالی مراکش کے سادات حسینی سے تھے۔ والد کا نام عبدالقادر سبل ماسہ (مراکش) وطن تھا۔ طبیعت تعلیم میں نہ لگتی تھی اور کتابیں سمجھ میں نہ آتی تھیں۔ جوانی میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی۔ آپ نے تعلیم حاصل کرنے کی تلقین فرمائی۔ دریافت کیا علم ظاہر حاصل کروں یا علم باطن۔ آپ نے ارشاد فرمایا علم ظاہر۔ اسی وقت سے طبیعت میں انقلاب آگیا اور بہت تھوڑے عرصہ میں درسیات کی تعلیم حاصل کر لی۔ پھر مصر و حجاز ہوتے ہندوستان آئے۔ ہندوستان میں مولانا عبدالرحمن مبارک پوری سے حدیث پڑھی۔ حجاز میں عرصہ تک تدریس کی خدمت انجام دی۔ پھر سلطان سے اختلاف ہو جانے کی بناء پر دوبارہ ہندوستان آگئے۔ یہ غالباً ۱۳۳۰ھ یا ۱۳۳۱ھ کا آغاز تھا۔ دارالعلوم ندوۃ العلماء میں ڈھائی تین سال رہ کر ادب عربی کی اعلیٰ کتابیں پڑھائیں۔ آپ کے تلامذہ میں مولانا مسعود عالم ندوی مولانا محمد ناظم ندوی۔ مولانا سید ابوالحسن ندوی وغیرہ ہیں۔ بون یونیورسٹی (جرمنی) سے پی، ایچ، ڈی کیا۔ دوسری جنگ عظیم میں برلن ریڈیو اسٹیشن سے عربی میں اتحادیوں کے خلاف تقاریر نشر کرتے رہے۔ جرمنی کی شکست کے بعد عراق

گئے۔ عرصہ تک وہاں دارالمسلمین میں استاد رہے۔ پھر اپنے وطن مراکش چلے گئے۔ اب مکناں (مراکش) میں مقیم و مشغول درس و افادہ ہیں۔ عربی کے بلند پایہ ادیب، نحو عربیت میں محقق اور امام کا درجہ رکھتے ہیں۔ نہایت باحمیت، صحیح الفکر، محنتی اور مجتہد ہیں۔ کچھ عرصہ سے بینائی زائل ہو چکی ہے۔ عمر ۸۰ سال سے زیادہ ہے۔ (سوانح حضرت مولانا محمد یوسفؒ از محمد ثانی حسنی صفحہ ۴۶۴ تا ۴۶۵)

(۹) حسن بن محمد ابراہیمؒ فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت بابرکت نصیب ہوئی۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ جو سنن کو مضبوطی سے حاصل کرنا چائے اسے ابو داؤد پڑھنی چاہیے (صفحہ ۲۹ سنن ابو داؤد شریف مترجم اردو جلد اول ترجمہ حضرت علامہ وحید الزمانؒ ناشران: قرآن محل۔ مقابل مولوی مسافر خانہ۔ کراچی)

(۱۰) ایک بزرگ نگاہ کے بارے میں احتیاط نہ کرتے تھے کہ بہت بوڑھے تھے۔ جن کو خواہش نہ ہو اس درجہ میں داخل ہو چکے تھے اس لئے ان کو عورتوں سے زیادہ اجتناب نہ تھا۔ ایک دوسرے بزرگ نے ان کو نصیحت کی مگر انہوں نے نہ مانا۔ ان بے احتیاط بزرگ نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور یہ مسئلہ دریافت کیا۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا ”اگر مرد جنید اور عورت رابعہ بھری ہو اور وہ دونوں ایک جگہ تنہا ہوں تو تیسرا ان کا شیطان ہوگا (صفحہ ۱۳۳ ”بد نظری کا علاج“ از حضرت مولانا محمد ہاشم ابن حسن جوگواڑی مظاہری زید مجددہ، خلیفہ مجاز شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا مہاجر مدنی“ - ناشر: مکتبہ الشیخ ۳ / ۳۶۷ بہادر آباد۔ کراچی)

ابلیس نے حضرت رابعہ بھریؒ اور حضرت حسن بھریؒ کی بابت کہا تھا کہ ایسے جلیل القدر ولی بھی اگر تہائی میں کچھ وقت گزاریں تو میں ان کا تقویٰ توڑ دوں گا۔ اسی وجہ سے اجنبیہ اور امرد کے ساتھ تہائی حرام ہے (لڑکا جس کی

داڑھی نہ نکلی ہو امرد کہلاتا ہے)

حضرت عمر فاروقؓ نے فرمایا اگر دو بوسیدہ ہڈیاں بھی خلوت اور تنہائی میں ہوں گی تو ایک دوسرے کا قصد کریں گی (بوسیدہ ہڈیوں سے مراد بوڑھا مرد اور بوڑھی عورت ہے)

حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ابلیس نے کہا تھا کہ کسی عورت کے پاس تنہائی میں نہ بیٹھا کیجئے اس لئے کہ جو مرد عورت کے ساتھ خلوت میں ہوتا ہے میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں تاکہ اس کو فتنہ میں ڈال دوں (کیمیائے سعادت از حضرت امام غزالیؒ)

ایک صاحب تو لفظ ”خواتین“ سے اس قدر الرجک تھے کہ اگر ان کے سامنے ”سواتین“ کہا جاتا تو فرماتے تین بچ کر پندرہ منٹ کہا کرو اس لئے کہ سواتین ہم وزن ہے خواتین کا۔ ذہن کو خواتین کی طرف منتقل کرتا ہے جن سے بچنے کی ضرورت ہے! یہ بھی زیادتی ہے جب کہ مسلمان تو ہر معاملہ میں درمیانی راہ اختیار کرتا ہے۔ خیر الامور او سلما۔

(۱۱) ایک مرتبہ قاہرہ میں زبردست طاعون پھیلا۔ وہاں ایک شخص نے اسی دوران حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ آپؐ نے اس کو یہ دعا تلقین فرمائی۔ اللھم یا لطیف لم تزل اللطف بنا فیما تزل انک لطیف لم تزل حی قیوم صمد باقی له کنف وافی۔
(خیر المونس جلد دوم صفحہ ۷۰-۳)

(۱۲) ایک شخص نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور ضعف معدہ کی شکایت کی۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ ہر روز نہار منہ ایک درم گلاب کے پھول لے کر کٹی ہوئی مصطکی میں لتھیڑ لے اور اس میں کلونجی کے سات دانے ڈال کر سات دن تک کھا۔ اس نے ایسا ہی کیا اور شفاء کلی حاصل کی (خیر المونس جلد دوم صفحہ ۲۲۹)

(۱۳) ایک بزرگ بصارت سے محروم ہو گئے۔ انہوں نے ایک رات حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ تیری آنکھیں اچھی ہو جائیں گی۔ پندرہ روز گذر گئے اور حالت جوں کی توں رہی۔ ان بزرگ نے پھر شرف زیارت حاصل کیا اور عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ نے ارشاد فرمایا تھا کہ میری آنکھیں اچھی ہو جائیں گی لیکن اب تک کچھ اثر معلوم نہ ہوا۔ اس پر آپ نے ارشاد فرمایا کہ ساہی (خارپشت، سیسی، ہج ہاگ) کا خون اور لومڑی کا پتہ اپنی آنکھوں میں لگا۔ خواب سے بیدار ہو کر حسب ارشاد عمل کیا۔ اسی وقت آنکھوں کی بینائی بحال ہو گئی (غیتہ ذوی الاحلام)

(۱۴) ایک شخص کے جسم میں سخت درد اٹھا۔ اس نے ایک بزرگ سے ذکر کیا۔ رات کو ان بزرگ کو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اسے حکم کر کہ شہد، کلونجی، پڑھا ہوا روغن زیتون (پڑھے ہوئے روغن زیتون کے لئے دیکھیں میری کتاب ”سیرت النبیؐ بعد از وصال النبیؐ حصہ اول“ کا صفحہ ۱۹۷ تا ۱۹۸) اور انڈے کی سفیدی سب کو ایک جگہ ملائے اور پھر درد کی جگہ اس کی مالش کرے۔ بعد کو مسور مع چھلکوں کے کالے دانے (کلونجی) کے ساتھ کوٹ کر اس جگہ چھڑکے۔ اس شخص نے ایسا ہی کیا اور درد جاتا رہا (خیرالموائس جلد دوم صفحہ ۳۳۷)

(۱۵) ایک شخص اتنا سخت بیمار ہوا کہ جو دیکھتا اس کو بھی ناامیدی ہو جاتی۔ اس حالت میں ایک شب جمعہ اس نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ بیان کرتا ہے کہ ایک بزرگ آئے اور میرے پاس بیٹھ گئے۔ اس کے بعد خلق کثیر داخل ہوئی۔ یہ لوگ آتے وقت تو پرندوں کے مشابہہ تھے۔ جب بیٹھتے تو آدمیوں کی صورت ہو جاتے۔ میری آنکھ دروازے کی طرف تھی۔ جب ان کا آنا موقوف ہو گیا تو جو بزرگ میرے سرہانے بیٹھے تھے

انہوں نے ہراٹھایا اور فرمایا کہ اس شہر میں تین آدمیوں کی عیادت مجھے مقصود تھی۔ ان میں سے ایک یہ ہے اور ہاتھ سے میری طرف اشارہ کیا۔ اور دوسرا صالح خلقتانی۔ میں اس سے پہلے ان کو نہیں پہچانتا تھا۔ اور ایک عورت ہے۔ اس کا نام نہیں بتایا۔ پھر اپنا دست مبارک میری پیشانی پر رکھا اور فرمایا ”بسم اللہ ربی اللہ حسبی اللہ توکلت علی اللہ اعتصمت باللہ فوضت امری الی اللہ ماشا اللہ لا قوہ الا باللہ“ پھر مجھ سے فرمایا کہ تو ان کلموں کو بہت پڑھا کر ان میں ہر بیماری سے شفا ہے۔ ہر برکت کی کشائش ہے۔ ہر دشمن پر فتح ہے اور ہر رنج کی دوا ہے۔ پہلے پہل ان کلمات کو ان ملائکہ علیہم السلام نے پڑھا جنہیں عرش اٹھانے کا حکم ہوا اور وہ قیامت تک ان کلموں کا ورد کرتے رہیں گے۔ پھر ایک آدمی نے جو ان بزرگ کے دائیں جانب بیٹھا تھا یا بائیں جانب کہا۔ ”یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) جو کوئی ان کلموں کو دشمن سے ملاقات کے وقت پڑھے؟ آپ نے ارشاد فرمایا واہ اس میں تو فتح و نصرت ہے۔ مجھے گمان ہوا کہ وہ حضرت ابو بکر صدیقؓ ہیں۔ پس میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا یہ حضرت صدیق اکبرؓ ہیں۔ اس پر آپ نے ارشاد فرمایا نہیں یہ حمزہ ہیں میرے چچا (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) پھر ان کی طرف اشارہ کیا جو آپ کی بائیں جانب بیٹھے تھے اور فرمایا یہ شہداء ہیں۔ پھر اپنے پیچھے اشارہ کیا اور فرمایا یہ صالحین ہیں۔ اس کے بعد آپ تشریف لے گئے۔ میں بیدار ہوا تو بیمار ہونا تو کجا پہلے سے بھی زیادہ تندرست تھا (محاسن المحسنین صفحہ ۵۶۶)

(نزہت المجالس کا اردو ترجمہ خیرالموائس مولوی عبدالہادی سنبھلی ثم دہلوی نے رجب ۱۳۵۳ھ میں کیا اور مجبائی پریس۔ دہلی نے اسے شائع کیا۔ صفحہ ۱۷۵)

(۱۶) شیخ سعدی بخاری مجددی لاہوری حضرت شیخ آدم بنوری قدس سرہ کے اجل خلیفہ تھے۔ ”جو اہر الاسرار“ میں شیخ سعدی کے احوال و اقوال تولد سے وفات تک لکھے ہیں۔ آپ نے بروز چہار شنبہ ۳ ربیع الاول ۱۱۰۸ھ مطابق ۲۰ اکتوبر ۱۶۹۶ء لاہور میں وصال فرمایا اور متصل محلہ عزیز پیر میں جو اب موضع

”مزنگ“ کے نام سے مشہور ہے دفن ہوئے۔ شیخ سعدی ”مناسک حج ادا کر کے مدینہ طیبہ پہنچے۔ کچھ دن بعد حضرت شیخ آدم بنوریؒ بھی مدینہ شریف پہنچ گئے مگر چونکہ شیخ سعدیؒ ان دنوں سخت بیمار تھے اس لئے پیر کی خدمت میں حاضر نہ ہو سکے۔ شیخ آدمؒ عیادت کو تشریف لائے اور شیخ سعدیؒ کو حالت نزع میں دیکھ کر کچھ فرمائے بغیر لوٹ گئے۔ اسی رات شیخ سعدیؒ نے حالت بے ہوشی میں نیند اور بیداری کے درمیان دیکھا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت صدیق اکبرؓ، حضرت عمر فاروق اعظمؓ اور سیدۃ النساء فاطمہ الزہراءؓ کے ساتھ تخت نورانی پر تشریف لائے ہیں اور شیخ سعدیؒ ان چاروں بزرگوں کے سامنے دست بستہ کھڑے ہیں کہ ناگاہ قلم، دوات و کاغذ غیب سے ظاہر ہوا اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صدیق اکبرؓ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ اے ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) عمر سعدی کی جو فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کا فرزند معنوی ہے ختم ہو گئی ہے۔ اب ہم نے اسے پچاس برس اور عمر عطا کی۔ اس کاغذ پر تحریر کر دو۔ پھر قدرے سکوت کے بعد فرمایا کہ ہم نے اسے پانچ سال اور بخشے تاکہ وہ پچپن سال دنیا میں اور رہے اور طالبان حق کی ہدایت میں مصروف ہو۔ ابھی یہ واقعہ پورا نہ ہوا تھا اور شیخ سعدیؒ اسی عالم بے ہوشی میں بستر پر پڑے تھے کہ حضرت آدم بنوریؒ عیادت کو تشریف لے آئے اور سرہانے کھڑے ہو کر شیخ حامد سے فرمایا کہ اس رات سعدی کو حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے ۵۵ سال اور عمر عنایت فرمادی ہے ورنہ اس کی عمر تو ختم ہو چکی تھی۔ شیخ سعدیؒ اپنے شیخ کی یہ آواز سن کر نیند سے بیدار ہوئے۔ ان کے قدموں پر سر رکھ دیا اور اپنے آپ کو بالکل تندرست پایا۔ (بزرگان لاہور صفحہ ۱۱۴ تا ۱۱۵) (ریاض الفکر معروف بہ ”دفتر حقیقت“ دوسرا گلزار صفحہ ۱۸۴)

(۱۷) مولوی سید خلیل صاحب ”مرید شاہ وارث علی لکھنویؒ نے حضرت شاہ صاحبؒ سے درخواست کی کہ مجھے بھی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کی زیارت نصیب ہو جائے۔ شاہ صاحب نے کچھ پڑھنے کو بتا دیا، مولوی صاحب پڑھتے رہے مگر تین رات مسلسل حضرت مولانا سید سلیمان ندوی ہی کی زیارت ہوئی جس پر مولانا صاحب حیران رہ گئے۔ شاہ صاحب نے اس پر بلوغ پیرایہ میں فرمایا ”غنیمت ہے کہ تم نے ان کو دیکھ لیا“ مراد یہ ہے کہ ان کی رویت حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے قائم مقام ہے اور یہ کہ وہ اس دور میں ناسین رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) میں سے ہیں۔ ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذوالفضل العظیم۔ (تذکرہ سلیمان از غلام محمد صاحب بی۔ اے عثمانیہ۔ صفحہ ۲۹۰ تا ۲۹۱)۔ حضرت علامہ سید سلیمان ندوی ”علامہ ہند مولانا شبلی نعمانی“ کے شاگرد رشید اور حضرت مولانا اشرف علی تھانوی کے خلیفہ اجل تھے۔

(۱۸) امام الاولیاء صوفی محمد علی کا نام غیب سے وارد ہوا یعنی ”صوفی محمد علی“ اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں بشارت ہوئی تو خطاب ہوا ”امام الاولیاء۔ آپ کی پیدائش ۱۸۸۵ء میں محلہ شیخاں ریاست ساہن پور ضلع بجنور (یو۔ پی۔ بھارت) میں ہوئی۔ گوشت کھانا اس لئے ترک کر دیا کہ اکثر لوگ ذبح کرنے اور فروخت کرنے والے بے نمازی ہیں۔ آپ کا پتہ ہے۔ صوفی محمد علی صاحب۔ حجرہ مسجد دارالسلام۔ ہاؤسنگ سوسائٹی۔ کراچی۔ (اللہ کی آواز مخلوق کے لئے“ یعنی حالات امام الاولیاء صوفی محمد علی صاحب۔ صفحہ ۲) (میں نے یہ خواب قریب ۳۰ سال قبل قلمبند کیا تھا۔ صوفی صاحب اگر زندہ ہوئے تو ان کی عمر ۱۰۹ سال کے قریب ہونی چاہیے)

(۱۹) امام الاولیاء صوفی محمد علی صاحب ایک روز سو رہے تھے۔ اس زمانہ میں مزدوری کرتے تھے۔ خواب دیکھا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے ہیں اور صوفی صاحب جب آپ کی طرف دیکھتے ہیں تو آپ اپنی نگاہ نیچی کر لیتے ہیں اور جب حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صوفی صاحب کی طرف دیکھتے ہیں تو صوفی صاحب نگاہ نیچی کر لیتے ہیں۔ صوفی صاحب نے کہا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ

علیہ و آلہ وسلم میرے کام سے خوش ہو رہے ہیں اور میں کام کر رہا ہوں۔
آپؐ مسکرا رہے ہیں اور خوش ہو رہے ہیں۔ اتنے میں صوفی صاحب کی آنکھ
کھل گئی۔ (اللہ کی آواز مخلوق کی کے لئے صفحہ ۱۹)

(۲۰) ۲۱ جنوری ۱۹۵۶ء بروز شنبہ امام الاولیاء صوفی محمد علی صاحب نے
خواب دیکھا کہ میں قرآن مجید پڑھ رہا ہوں اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم میرے داہنی جانب مجھ سے بالکل ملے بیٹھے ہیں۔ میں نے عرض کیا یا رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس لفظ کا کیا مطلب ہے۔ آپؐ نے فرمایا ”لغو“ اور
میری آنکھ کھل گئی۔ مجھے اس کا بڑا افسوس ہوا کہ مجھے کچھ اور عرض کرنے کی
مہلت نہ ملی۔ میں نے سوچا کہ ”لغو“ کا کیا مطلب ہے۔ یہ تو علماء واضح کر سکتے
ہیں۔ میری سمجھ کے مطابق اس کا مطلب یہ ہے کہ مبلغ اسلام کو غصہ نہ کرنا
چاہیے بلکہ نرمی اور محبت سے پیش آنا چاہیے۔ غصہ کے ساتھ تبلیغ اسلام لغو
ہے۔ کیونکہ غصہ کرنا لغو ہے۔ اس سے سیکھنے والا پریشان ہو جاتا ہے۔ مجھے پہلے
بھی فرشتوں کے ذریعہ ہدایت ہوئی تھی کہ تم غصہ سے کیوں بات کرتے ہو۔
محبت اور نرمی سے اسلام سکھایا کرو ورنہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سے تمہاری شکایت کر دی جائے گی۔ اب اگر تم کسی سے غصہ سے بات کرو گے
تو وہ تمہیں تکلیف پہنچائے گا۔ اور اگر محبت سے بات کرو گے تو وہ تم سے سیکھ
جائے گا اور اس طرح اللہ تعالیٰ تمہارا مقصود پورا کر دے گا۔ (اللہ کی آواز
مخلوق کے لئے صفحہ ۲۱ تا ۲۲)

(۲۱) امام الاولیاء صوفی محمد علی صاحب نے بیان کیا کہ ایک ہندو نے
ایک مسلمان کے بیل کو کھیت میں چرنے کی وجہ سے بہت مارا۔ اس کا ایک پاؤں
ٹوٹ گیا۔ بیل گر گیا اور چلنے پھرنے سے معذور ہو گیا۔ شام کو بیل کا مالک آیا
اور اس کی یہ حالت دیکھ کر بغیر گھاس دانہ دئے چلا گیا۔ میں دوسرے روز نماز
فجر کے بعد تلاوت کئے بغیر دیگر مزدوروں سے ایک گھنٹہ پہلے اس موقع پر پہنچا

اور گھاس کاٹ کر بیل کے آگے ڈال دی۔ تین دن تک برابر ایسا کرتا رہا پھر دعا کی کہ اے اللہ اس بیل کی روح قبض کر لے کیونکہ پرسوں سے میرا کام ختم ہو جائے گا اور میں یہاں نہ آسکوں گا اور اس طرح کوئی اس کو گھاس نہ ڈالے گا اور اسے تکلیف ہوگی۔ دوسرے دن گیا تو دیکھا کہ بیل مرچکا ہے۔ اس واقعہ کے بعد مجھ کو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت ہوئی۔ میرا سر آپ کے سر مبارک کے بالکل قریب تھا۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ ایک تو تمہارے داہنی جانب اور دو تمہارے پیچھے اور ایک بائیں جانب یہ فرشتے تمہاری نگرانی بھی کرتے ہیں۔ اور حفاظت بھی۔ تب میں نے دائیں بائیں اور پیچھے مڑ کر دیکھا اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے سچ فرمایا (مطلب یہ ہے کہ کھانا پہننا کیسا ہے، مخلوق خدا کے ساتھ برتاؤ کیسا ہے۔ اور حفاظت سے مراد جان کی حفاظت ہے) غرض اس جانور کی خدمت کا یہ صلہ اللہ تعالیٰ نے مجھے دیا۔ (اللہ کی آواز مخلوق کے لئے صفحہ ۷۸)

(۲۲) جناب عبدالسمیع پال اثر صہبائی۔ ایڈووکیٹ۔ لاہور۔ مشہور شاعر، نعت گو اور ایک کامیاب وکیل تھے۔ والد بزرگوار کا نام احمد دین پال تھا۔ سیالکوٹ کے محلہ میانہ پورہ میں پیدا ہوئے تھے۔ آپ ان خوش بختوں میں سے ہیں جن کو کم از کم پانچ مرتبہ حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت بابرکت کا شرف حاصل ہوا تھا۔ مجھ کو یہ خواب عرصہ ہوا مرحوم کی بیگم صاحبہ نے مرحوم کی ڈائری سے نقل کر کے عنایت فرمائے تھے اور غالباً یہ خواب پہلی مرتبہ اس کتاب میں شامل کئے جا رہے ہیں۔

کمش پوری ریٹ ہاؤس، کوہ مری، کمرہ نمبر ۵ میں قریب تین بجے بعد دوپہر بتاریخ ۶ مئی ۱۹۵۸ء بروز منگل خواب میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت بابرکت سے مشرف ہوا۔ آپ کے لبوں پر لطیف تبسم تھا۔ الحمد للہ علی ذالک۔

(۲۳) جناب اثر صہبائی فرماتے ہیں کہ میں اپنے کمرہ میں خاموش کچھ سوچ رہا ہوں کہ یکدم دروازہ کھلتا ہے اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم داخل ہوتے ہیں اور السلام علیکم فرماتے ہیں۔ چہرہ انور سے نور کی شعاعیں پھوٹ رہی ہیں۔

(۲۴) جناب اثر صہبائی تحریر فرماتے ہیں کہ مقام سیالکوٹ، مسجد مولوی ابراہیم صاحب، محلہ میانہ پورہ۔ اس مسجد میں ایک تالاب ہے جو کہ خواب میں بھرا ہوا نظر آیا اور اس پر قبریں بنی ہوئی ہیں۔ تین چار تو کچی مٹی کی ہیں اور ایک قبر نہایت خوبصورت ہے۔ اس پر نقش و نگار بنے ہوئے ہیں۔ میں دریافت کرتا ہوں کہ یہ قبر کس کی ہے۔ آواز آتی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ و سلم کی اور ساتھ ہی دیکھتا ہوں کہ اس کے سرہانے کی جانب سید الانجمنین، سید الاورعین، سید الخاضعین، سید المادحین، صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ و بارک و سلم زندہ کھڑے ہیں۔ کالے رنگ کی واسکٹ پہنے ہوئے ہیں۔

(۲۵) جناب اثر صہبائی تحریر فرماتے ہیں کہ ایک نہایت گھنا جنگل ہے۔ کامل سکوت ہے۔ کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم ایک خالی چارپائی پر بیٹھے قرآن کریم کی تلاوت فرما رہے ہیں۔ آواز اس قدر شیریں ہے کہ آج بھی تصور کرتا ہوں تو جھوم جھوم جاتا ہوں۔

(۲۶) یہ خواب جناب اثر صہبائی نے بیماری کی حالت میں دیکھا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم بیٹھے وضو فرما رہے ہیں اور ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا برابر بیٹھی آٹا گوند رہی ہیں۔ میں اور میری بیوی پاس کھڑے ہیں۔

(۲۷) ایک مرتبہ (فقیر) محمد امیر شاہ قادری مصنف ”تذکرہ علماء و مشائخ سرحد“ حضرت شیخ الحدیث صاحبزادہ حافظ علی احمد جان قدس سرہ کے سامنے بیٹھے

حدیث شریف پڑھ رہے تھے کہ آپ پر ایک وجدانی کیفیت طاری ہو گئی۔ فرمایا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمہارا یہ حدیث شریف کا پڑھنا سن رہے تھے اور بہت خوش ہوئے۔ ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء (تذکرہ علماء و مشائخ سرحد جلد اول۔ صفحہ ۲۵۷)

(۲۸) قاضی شریف الحسن صاحب عرف انہوں بلگرامی ۳۵ سال سے علیگڑھ مسلم یونیورسٹی گزٹ کی ایڈیٹری کے فرائض انجام دے رہے ہیں۔ یونیورسٹی کے پہلے وائس چانسلر صاحبزادہ آفتاب احمد خاں صاحب شاگرد رشید سر سید احمد خاں صاحب سے لے کر کرنل بشیر حسین زیدی صاحب تک کا دور دیکھ چکے ہیں۔ ۲۳ اکتوبر ۱۹۰۱ء کو بلگرام (یو۔ پی۔ بھارت) میں پیدا ہوئے۔ دو مرتبہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار پر انوار سے مشرف ہو چکے ہیں۔ لکھتے ہیں کہ خدائے بزرگ و برتر کے طفیل نو اور دس رجب المرجب ۱۳۷۲ھ مطابق چار و پانچ اپریل ۱۹۵۲ء کی درمیانی شب میں ۳/۱/۲ بجے جبکہ دنیا میں سپیدئی صبح نمودار ہو چکی تھی اور وہ صبح شنبہ کی تھی عالم رویاء میں اپنے آقائے نامدار، اشرف الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار پر انوار سے اچھی طرح اور بڑے ہی اطمینان کے ساتھ مشرف ہوا اور بحمد اللہ قدم بوسی بھی ہوئی۔ میں نے دیکھا کہ ایک میدان میں آپ زمین پر بیٹھے سفید اینٹوں سے جن کی موٹائی قریب دو انچ، چوڑائی چار انچ اور لمبائی چھ انچ ہے اپنے دست مبارک سے ایک مسجد بنا رہے ہیں جس کی دیوار تقریباً دو فٹ سے کچھ زیادہ اونچی بن چکی ہے۔ میں نے دل میں اس دیوار کو اس خیال سے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک سے بن رہی ہے چومنے کا ارادہ کیا اور آگے بڑھا لیکن مسجد کے قریب پہنچ کر آپ کے قدم مبارک پر جھک گیا۔ آپ نے اپنا قدم مبارک عین شفقت سے نہیں ہٹایا بلکہ شاید ذرا سا آگے بڑھا دیا۔ پہلے دل بے قرار نے آپ کے پیروں پر ماتھا رگڑنے کا مشورہ دیا لیکن پھر سوچا ممکن ہے آپ میری اس حرکت سے اپنا پائے مبارک ہٹالیں۔

ایسا نہیں کیا بلکہ بڑے اطمینان سے میں نے اپنے دونوں ہاتھوں میں پائے مبارک تھام لیا اور اس کے اوپری اٹھے ہوئے حصے پر بڑے ہی اطمینان اور اشتیاق سے اپنے ہونٹوں کو اچھی طرح گڑو کر بوسہ دیا۔ آپ خاموش کچھ اس انداز سے بیٹھے رہے جیسے یہ عزت مجھے دانستہ بخشی جا رہی ہے۔ حصول قدمبوسی کے بعد میں نے کچھ عرض کیا جس کے الفاظ تو یاد نہیں البتہ مطلب یہ تھا کہ میں روز قیامت سے ڈرتا ہوں۔ اس پر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے درخشندہ پیشانی سے فرمایا ”اچھا وقت آنے دو“ اس موقع پر چند وجیہہ بزرگان دین سیاہ عباد چونغہ پننے آپ کے قریب خاموش کھڑے رہے۔ (تاریخ خطہ بلگرام مولفہ قاضی شریف الحسن بلگرامی صفحہ ۳۴۶۔ اکتوبر ۱۹۶۰ء میں یہ کتاب علی گڑھ میں شائع ہوئی تھی)

(۲۹) سعودی عرب کی حکومت کے ابتدائی دور میں انقلابی حالات سے متاثر ہو کر سید احمد بن معمار العطاس مدنی مدظلہ العالی مختلف ممالک میں قیام فرماتے ہوئے ہندوستان تشریف لائے۔ بعض سیاسی وجوہ کی بناء پر مدینہ طیبہ آپ کی واپسی مشکل ہو گئی تھی۔ ایک مرتبہ راولپنڈی تشریف فرما ہوئے تو اچانک گولڑہ شریف کی طرف ایک غیبی کشش محسوس فرمائی۔ قبلہ عالم حضرت مر علی شاہ صاحب کی زیارت فرما کر مختصر قیام کے بعد رخصت ہو گئے۔ مدنی صاحب فرماتے ہیں کہ یہاں سے جانے کے بعد مجھے کشادہ کار معلوم ہونے لگی اور گوہر مقصود پالینے کی توقع پیدا ہو گئی۔ دوبارہ حاضری کا خیال دل میں تھا کہ ایک دن احمد آباد (گجرات کاٹھیا وارڈ۔ بھارت) میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت بابرکت سے مشرف ہوا۔ ہر دو آستین مبارک چڑھی ہوئی تھیں جیسے آپکو وضو فرمانا ہو۔ میں نے عرض کیا کہ پانی حاضر کروں۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں گولڑہ میں وضو کروں گا۔ وہاں مجھے دیگر انبیاء علیہم السلام کے ساتھ مر علی شاہ کا جنازہ پڑھنا ہے۔ آنکھ کھلی تو میں نے خواب اور تاریخ اپنی ڈاری میں لکھ لی۔ کچھ دن بعد میرے ترجمان دوست نے مجھ سے کہا کہ فلاں تاریخ کو

گوڑے والے پیر صاحب کا انتقال ہو گیا ہے۔ آپ صاحبزادہ صاحب کو تعزیت کا خط لکھ دیں۔ یہ سن کر میں نے نوٹ بک دیکھی تو انتقال کی وہی تاریخ تھی جس میں خواب دیکھا تھا۔ آپ کے وصال کے بعد پھر گوڑہ شریف حاضر ہوا۔ دل کافی پریشان تھا کہ افسوس آنجناب سے مدعا عرض نہ کر سکا۔ ایک دن ظہر کے بعد لیٹا ہوا تھا کہ حضرت قبلہ عالم کے دیدار پر انوار سے مشرف ہوا۔ آپ نے بکمال شفقت مجھے ایک سنہری تختی عنایت فرمائی جس پر کچھ حروف تحریر تھے جو دیکھتے ہی دیکھتے مجھے یاد ہو گئے۔ بعد ازاں حضرت شاہ غلام محی الدین (قبلہ بابو جی یعنی سجادہ نشین) صاحب میرے کمرے میں تشریف لائے اور تخلیہ میں وہی وظیفہ جو تختی پر لکھا تھا عنایت فرما کر اجازت بخشی۔ چنانچہ اس کے تھوڑے عرصہ بعد ہی اللہ تعالیٰ نے مجھے بخیریت مدینہ طیبہ واپس پہنچا دیا جوں ہی وہاں پہنچا سلطان عبدالعزیز وائی نجد و حجاز کی طرف سے بلاوا آ گیا۔ دل میں کچھ اضطراب پیدا ہوا اسی اثناء میں کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت قبلہ عالم "میرے ساتھ ہیں اور فرما رہے ہیں کہ گھبرانے کی ضرورت نہیں۔ چنانچہ جب سلطان مذکورہ کے سامنے پہنچا تو وہ نہایت اعزاز و اکرام سے پیش آئے اور میرے خلاف بعض سیاسی شکایات کے بے بنیاد ہونے کا اعتراف کرتے ہوئے معذرت خواہ ہوئے اور کسی خاطر خواہ منصب کی بابت خود ہی پیش کش کی جو میں نے اس وقت قبول نہ کی البتہ ۱۳۸۲ھ میں حکومت سعودیہ کی دوبارہ تحریک پر میں نے مجلس منتظمہ حرم نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی رکنیت قبول کر لی جو مدینہ عالیہ میں ایک نہایت اعلیٰ منصب ہے۔ قبلہ مدنی صاحب کو جو عقیدت و محبت حضرت قبلہ عالم گوڑوی قدس سرہ اور آپ کے فرزند جلیل قبلہ بابو جی کے ساتھ ہے اس کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ باوجود نہایت مصروفیت مرکز اسلام مدینہ طیبہ سے بار بار گوڑہ شریف فرما ہو چکے ہیں۔ (فیوضات مدینہ از نیاز مند درگاہ مہریہ"۔ فیض احمد عنی عنہ مدرس جامعہ غوثیہ گوڑہ شریف صفحہ ۵۲۲)

(۳۰) رمضان المبارک کے روزے رکھنے کے بعد عید الفطر کے تین دن چھوڑ کر ۱۱ جولائی ۱۹۵۱ء سے علامہ عنایت اللہ خاں مشرقی بانی ”خاکسار تحریک“ نے مسلسل روزے اور شرعی فاتحے ۱۲۱ دن یعنی ۱۸ اکتوبر تک بطور احتجاج رکھنے شروع کر دیئے تاکہ رحمت حق جوش میں آئے اور بے گناہ کی داد رسی ہو۔ ان روزوں میں آپ نے کوئی ٹھوس غذا نہ کھائی جس کی وجہ سے ۱۱ سیر وزن کم ہو گیا تھا۔ میانوالی جیل کی اس قید تنہائی میں علامہ ”سچائی کا نام بلند کرنے کے جرم میں ایک تنگ و تاریک کوٹھری میں پڑے رحمت ایزدی کا انتظار فرما رہے تھے کہ سچائی کی آواز کی حفاظت کے لئے مالک دو جہاں کیا سامان پیدا فرماتے ہیں۔ اسی پریشانی کے عالم میں ایک رات حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے شرف ملاقات بخشا اور حکم دیا کہ اب اپنا پیغام شعر کی شکل میں امت کو دو۔ اس پر علامہ نے یہ اشعار کہے:-

بے قلم شعر سنا شعر زوہ امت کو کیا عجب سن لے کہ دار فنا جا پہنچی
تیری تحریر ہے قرآن کی چلتی تصویر تہمت شعر تو تھی تاہ خدا جا پہنچی
مدح خواں رب علا کا ہے جھجک تجھ کو کیا تیری ہر ٹیس برب علا جا پہنچی
جاگ کم رات کو، اللہ پہ رکھ اپنی آس
رب نے بھیجا ہے تجھے فیہ شفاء للناس

(”المشرقی“ از عظمت اللہ بھٹی۔ مکتبہ بشارت۔ گجرات۔ صفحہ ۱۶۵)

علامہ مشرقی ۲۵ اگست ۱۸۸۸ء بمقام امرتسر میں پیدا ہوئے اور ۲۷ اگست ۱۹۶۳ء بروز منگل بوقت ۹ بجے شب البرٹ و کٹر وارڈ۔ میو ہسپتال لاہور میں اپنے معبود حقیقی سے جا ملے۔ آٹھ مرتبہ گرفتار ہوئے اور مجموعی طور پر دس برس جیل خانہ میں رہے۔ آخری عمر میں سرطان کے موذی مرض میں مبتلا ہوئے جو جان لیوا ثابت ہوا۔ ”تحریک خاکسار“ آپ کی یادگار ہے۔ تحریک آزادی ہند کے صف اول کے رہنما اور انگریزی اقتدار کے سخت دشمن تھے۔ آپ

کراؤٹ کالج کیمبرج کے ا۔نٹلر ”الاصلاح“ کے مدیر اعلیٰ اور ”تذکرہ“ کے مصنف تھے۔ ۱۹۲۳ء میں طے ہوا کہ ”تذکرہ“ کو عثمانیہ یونیورسٹی حیدرآباد دکن میں درسی کتاب بنا دیا جائے جس کے واسطے ایک ہزار کتابیں علامہ کو دس ہزار روپیہ دے کر حاصل کرنے کی کوشش کی گئی مگر انہوں نے روپیہ لینے سے انکار کر دیا اور کہا میں ”تذکرہ“ کو سعدیؒ کی ”گلستان“ اور ”بوستان“ بنانا نہیں چاہتا۔ ۱۹۲۶ء میں ”تذکرہ“ نوبل پرائز کے لئے پیش کیا گیا۔ کمیٹی نے کہا کسی یورپ کی زبان میں اس کا ترجمہ پیش کرو۔ علامہ نے یہ کہہ کر منع کر دیا کہ نوبل پرائز کمیٹی اگر ۹ کروڑ انسانوں کی زبان کو تسلیم نہیں کرتی تو میں اس کا کسی یورپی زبان میں ترجمہ کرنا بھی پسند نہیں کرتا۔ شیخ سنوسی امیر طرابلس نے ”تذکرہ“ دیکھ کر کہا۔ تم نے مجھے قرآن مجید کا نور دے دیا۔ اس کی باقی جلدیں بھی جلد پوری کرو۔ تمہارا فرض ہے کہ قرآن پاک کو جیسا تم نے سمجھا ہر ہر مسلمان تک پہنچا دو۔ غرض ”تذکرہ“ کا تذکرہ، مصر، عراق، شام، عرب، ایران، مراکش، ترکی بلکہ پوری اسلامی دنیا کے گوشہ گوشہ میں ہونے لگا تھا۔ سر ضیاء الدین، وائس چانسلر علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، علامہ مشرقی اور چیف جسٹس سر شاہ محمد سلیمان، یہ تینوں اپنے دور کے مسلمانوں میں چوٹی کے حساب داں تھے جنہوں نے ہندو کا یہ باطل زعم جھوٹا ثابت کر دیا تھا کہ مسلمان حساب نہیں جانتا۔ ان تینوں بزرگوں کی حساب دانی کا شہرہ پوری دنیا میں تھا۔

(۳۱) مجھے ایک ثقہ اور معتبر آدمی نے فرمایا جو اہل سنت والجماعت میں سے ہیں اور لائلپور (فیصل آباد) کے رہنے والے ہیں اور ۱۳۷۲ھ میں حج کر کے آئے ہیں۔ تبلیغی سلسلہ میں ملک شام بھی گئے تھے۔ وہاں کے بزرگوں اور اولیائے کرام کی زیارت کا شرف حاصل کیا۔ وہاں کے ایک بہت بڑے عالم اور ولی باخدا نے خواب میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کا شرف حاصل کیا۔ آپ نے فرمایا کہ ”اللہ تعالیٰ نے دین اسلام کو بلند کرنے اور چمکانے کا ارادہ کر لیا ہے“ پس اے مسلمانو! محبت اور اخلاص سے تعلیم

تبلیغ، جہاد اور ذکر الہی وغیرہ دینی کام ذوق و شوق سے انجام دیتے رہو۔ اللہ تعالیٰ کی مدد تمہارے ساتھ ہے۔ ("مسلمان کون ہے اور کافر کون ہے" از مولانا محمد ادریس کاندھلوی صفحہ ۷۷)

(۳۲) علاقہ کابل کے ایک مشہور بزرگ بٹا پاکستان کی ابتداء میں کراچی تشریف لائے تھے۔ انہوں نے بتایا کہ ایک مرتبہ میں مسجد نبوی (علی صاحبہا الف الف صلوة و الف الف سلام) میں معتکف تھا میں نے دیکھا کہ نصف شب کے بعد ایک شخص تکرونی آئے اور روضہ اقدس (علی صاحبہا صلوة و سلاما) کے سامنے پہنچ کر سلام عرض کیا تو روضہ اطہر کے اندر سے جواب سلام کی آواز آئی جس کو میں نے اپنے کانوں سے سنا اور ہر رات یہی سلسلہ میں دیکھتا رہا۔ (ذکر اللہ اور درود و سلام کے فضائل و مسائل از حضرت مولانا مفتی محمد شفیع مفتی اعظم پاکستان صفحہ ۵۴)

(۳۳) مظفر گڑھ کے ایک مولوی صاحب کو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی زیارت باسعادت حاصل ہوئی۔ وہ اس طرح کہ ایک جلسہ گاہ کے صدر مقام پر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں۔ آپ نے مولوی صاحب کو بلا کر فرمایا احمد علی (مولانا لاہوری رحمۃ اللہ علیہ) کو میرا سلام کہنا اور کہنا کہ ختم نبوت کا کام خوب جم کر کرے" (خدام الدین بیادگار شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی شیرانوالہ دروازہ لاہور ۲۲ فروری ۱۹۶۲ء صفحہ ۱۶)

(۳۳) فیض باغ لاہور کا ایک راج عبدالقادر ایک دن رمضان المبارک میں جامع مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور میں سویا ہوا تھا۔ وہ خواب میں دیکھتا ہے کہ دفتر "خدام الدین" کے پاس اوپر والے حجرہ میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم تشریف فرما ہیں اور حضرت مولانا احمد علی "دوزانو بالکل سامنے بیٹھے ہیں اور آپ کے زانو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے

زانوئے مبارک سے ملے ہوئے ہیں۔

عبدالقادر کہتے ہیں کہ میں اپنے دوست کو جو اکثر مجھ سے جھگڑتا تھا لے گیا۔ ہم دونوں بھی اس مبارک مجلس میں بیٹھ گئے۔ میرا دوست مجھ سے کان میں سرگوشی کے انداز میں کہتا ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھ لو۔ چنانچہ آپ دریافت فرماتے ہیں کہ اے عبدالقادر کیا بات ہے؟ میں نے عرض کیا کہ یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ امت کے موجودہ فرقوں میں سے کون حق پر ہے؟ اس پر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت مولانا احمد علیؒ کی طرف اشارہ فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ یہ جو کچھ کہتے ہیں حق ہے۔ (خدا م الدین ۲۲ فروری ۱۹۶۳ء صفحہ ۲۶)

(۳۵) سکھر کے حکیم محمد رمضان صاحب ایک مرتبہ حضرت مولانا احمد علیؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ مجلس ذکر کے بعد حضرت کے گھر جاتے ہوئے یہ درخواست کی کہ حضرت مجھے خواب میں تمام اولیاء اللہ کی زیارت کا شرف حاصل ہو چکا ہے مگر حضرات حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی زیارت سے تاحال محروم ہوں۔ میں سکھر سے صرف اسی لئے حاضر ہوا ہوں کہ آپ دعا فرمادیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے یہ سعادت بھی عطا فرمادے۔ حضرت مسکرائے اور گھر کی طرف روانہ ہوئے۔ گھر کے بیرونی دروازے پر پہنچ کر اپنے خادم مولوی محمد صابر صاحب سے ارشاد فرمایا کہ حکیم صاحب کو میرے حجرے میں بستر پر سلا دو۔ چنانچہ صابر صاحب نے تعمیل ارشاد کی مگر حکیم صاحب بجائے حضرت کی چارپائی پر سونے کے حضرت کی رضائی میں فرش پر سو گئے۔ حکیم صاحب فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ سید الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لائے ہیں اور آپ کے ہمراہ حضرات سبطین کریمین، حسنین جمیلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ہمارے حضرت لاہوریؒ بھی ہیں۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک چارپائی پر رونق افروز ہو گئے اور آپ کے پاس حضرات حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی تشریف فرما ہو گئے۔ حضرت مولانا لاہوریؒ نے حکیم صاحب سے فرمایا

کہ یہ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ اس خواب سے بیدار ہو کر حکیم صاحب نے حضرت مولانا احمد علی لاہوری نور اللہ مرقدہ سے بیعت کا شرف حاصل کیا (”مرد مومن“ یعنی شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری نور اللہ مرقدہ کی سوانح حیات از عبد الحمید خاں صاحب۔ فیروز سنز (پرائیویٹ) لمیٹڈ۔ ستمبر ۱۹۶۳ء ایڈیشن صفحہ ۱۷۵)

(۳۶) مولوی حافظ محمد سلیمان صاحب انبالوی نابینا ہونے کے باوجود دارالعلوم دیوبند کے فارغ التحصیل اور ساتوں قراتوں میں قرآن مجید کے حافظ اور قاری ہیں۔ شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنی کے خاص الخاص شاگردوں میں سے ہیں۔ قیام پاکستان کے بعد موضع لالو پور متصل منڈی کاموں کے میں سکونت اختیار کی۔ حافظ صاحب کا بیان ہے کہ مجھے ”ہمہ اوست یا ہمہ از اوست“ ”امکان کذب باری تعالیٰ“ عصمت انبیاء اور تقدیر۔ ان چار مسائل میں کچھ الجھن تھی۔ ان کو سمجھنے کے لئے پورے ہندوستان کے بڑے بڑے علماء سے گفتگو کی لیکن اطمینان نہ ہوا۔ بالآخر کیلیانوالہ شریف میں حضرت سید نور الحسن شاہ صاحب سے ملا۔ آپ دو روز تک ان مسائل پر گفتگو فرماتے رہے حتیٰ کہ میرا اطمینان ہو گیا اور جب میں اپنے گاؤں واپس پہنچا تو رات کو خواب میں دیکھا کہ مسجد نبوی (علی صا جہا الف الف صلوة و الف الف سلام) میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مع صحابہ اکرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین تشریف فرما ہیں۔ بعدہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت شاہ صاحب کو ایک چغہ دیا اور فرمایا کہ حافظ صاحب کو پہنا دو۔ چنانچہ شاہ صاحب نے اٹھ کر وہ مجھے پہنا دیا۔ اس واقعہ کے بعد یک لخت میری طبیعت نے پلٹا کھایا اور ایک انقلاب شروع ہو گیا۔ (مسئلہ استمداد موتی کے متعلق گفتگو حافظ صاحب کی شاہ صاحب سے ہونا اور رات حافظ صاحب کا کنویں میں گرنا اور حافظ صاحب نے جوں ہی شاہ صاحب کی امداد کا خیال کیا آپ کو محسوس ہوا کہ کسی نے پکڑ کر باہر نکال دیا صبح اذان فجر ہوئی اور موزن نے حافظ صاحب

کے کپڑے نچوڑے اور شاہ صاحبؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو شاہ صاحبؒ نے مسکرا کر فرمایا کہ حافظ صاحب تو آج کنویں میں چھلانگیں لگاتے پھر رہے ہیں۔ اس طرح یہ مسئلہ استمداد حل ہوا) (انشرح الصدور یعنی سوانح حیات حضرت سید نور الحسن شاہؒ از سید منیر حسین شاہ جو کالوی۔ خادم آستانہ عالیہ۔ کیلیانوالہ شریف ضلع گجرانوالہ۔ صفحہ ۲۴۱)

حضرت سید نور الحسن شاہ صاحبؒ تہجد کی نماز کے بعد تین ہزار مرتبہ درود خضریٰ (صلی اللہ علی حبیب محمد وآلہ وسلم) پڑھ کر صبح کی نماز تک مراقب رہتے تھے۔ پنجاب کے عظیم بزرگوں میں آپ کا شمار تھا۔ ۲ ربیع الاول ۱۳۷۲ھ مطابق ۲۰ نومبر ۱۹۵۲ء شب جمعہ ساڑھے گیارہ بجے بعمر ۶۳ سال ۱۱ھ وصال فرمایا۔ عمر: تاریخ وصال اور وقت وصال میں آپ کی مطابقت اپنے شیخ جناب قبلہ شیر محمد صاحب شرقپوریؒ کے ساتھ انتہائی کمال پر ہے۔ اسی لئے آپ کے مرشد نے اپنی زندگی میں کئی مرتبہ فرمایا کہ جس کو مجھے دیکھنا ہو وہ ان کو دیکھے۔ آپ کے بڑے صاحبزادے سید محمد باقر علی شاہ (۱۹ اکتوبر ۱۹۳۰ء بروز جمعرات پیدا ہوئے) کیلیانوالہ شریف میں اب آپ کے جانشین ہیں۔ آپ کو عالم رویا میں لیلۃ القدر کی رویت نصیب ہوئی ہے۔ آپ نے اس وقت پانچ دعائیں مانگی تھیں جن میں ایک یہ ہے کہ جس وقت بھی میں کوئی نیک دعا مانگوں وہ بارگاہ ایزدی میں قبول ہو۔

(۳۷) ایک مرتبہ سید حضرت شاہ پشاورؒ جو پشاور کے علاقہ کے پٹھان ہیں حضرت سید نور الحسن شاہ صاحبؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے ان کو ایک درود شریف پڑھنے کے لئے فرمایا۔ ایک دو دن درود شریف پڑھنے کے بعد انہوں نے خواب میں دیکھا کہ میں اور میرا بیٹا ایک جگہ بیٹھے ہیں۔ ایک دریا عظیم الشان بہ رہا ہے۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ میرے پاس تشریف فرما ہیں۔ حضرت صدیق اکبرؓ نے فرمایا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ بیٹا مسکین آدمی ہے۔ آپ نے فرمایا

جس صحبت میں یہ ہیں ان کے لئے وہ کافی ہے۔ تھوڑی دیر بعد آپ آگے تشریف لے گئے تو اسی دریا سے حضرت سید نور الحسن شاہ صاحب "تشریف لے آئے۔ آپ کے پیچھے آپ کے ہزاروں متعلقین آ رہے تھے۔ آپ نے میرے قریب آ کر دریافت فرمایا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کس طرف تشریف لے گئے ہیں۔ میں نے عرض کیا اس طرف۔ چنانچہ آپ مع متعلقین حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے تشریف لے گئے (الشرح الصدور صفحہ ۳۶۱)

(۳۸) حضرت حاجی عبدالرحیم نقشبندی (۱۲۷۴ھ تا ۱۳۶۹ھ) ساکن کوئٹہ محسن خاں پشاور کے ایک مرید ارباب صاحب فرماتے ہیں کہ حاجی صاحب کی توجہ کاملہ اور نظر عنایت سے روزانہ صبح نماز سے پہلے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، پیران پیر حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی اور امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی کی زیارت نصیب ہو جاتی ہے۔ (تذکرہ علماء و مشائخ سرحد جلد اول صفحہ ۲۲۹)

(۳۹) حیدر آباد دکن کے ایک نواب صاحب مدینہ طیبہ تشریف لے گئے۔ ایک دن دل چاہا کہ وہی کھائیں مگر وہاں کا وہی پسند نہ آیا اور کہنے لگے کہ ہمارے حیدر آباد دکن کے وہی کی بات مدینہ شریف کے وہی میں نہیں۔ رات کو انہیں تنبیہ ہوئی کہ جب ہمارے شہر کا وہی پسند نہیں تو پھر یہاں رہنے کی کیا ضرورت ہے۔ پس جب تک مدینہ منورہ میں رہنے کی سعادت نصیب ہو وہاں کی ہر چیز کا احترام کیجئے اور وہاں کی ہر چیز کی تعریف کیجئے اور اسے اچھا کہئے۔ (حج معظم از الحاج قاضی ابوالعظیم سید عبدالغفار دام اللہ فیوضہ)

(۴۰) قبلہ عالم حضرت خواجہ صوفی نواب دین صاحب ۱۹۵۶ء میں حج بیت اللہ کے لئے تشریف لے گئے۔ خانہ کعبہ کے طواف کے بعد جب میدان عرفات میں پہنچے تو نماز ظہر کے بعد تسبیح میں مشغول ہوئے۔ تھکاوٹ کی وجہ سے

لیٹ گئے۔ خواب میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معہ جملہ انبیاء علیہم السلام و اولیاء کرام کے دیکھا کہ جبل رحمت پر تشریف فرما ہیں۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”آپ کو قطیعت مبارک ہو۔ امسال کاج آپ کی وجہ سے قبول ہوا ہے۔ (جمال از صلاح الدین صاحب بی۔ اے۔ صفحہ ۲۴۴)

حضرت خواجہ صوفی نواب دین قدس سرہ بروز جمعہ ۲۸ صفر المظفر ۱۳۱۹ھ مطابق یکم فروری ۱۹۰۱ء موضع کھبہ ریاست جموں و کشمیر میں پیدا ہوئے۔ مادر زاد ولی تھے۔ ۲۹ برس کے سن میں راولپنڈی تشریف لائے اور حضرت حافظ محمد عبدالکریم سے بیعت ہوئے۔ ۹ ماہ آپ کے ہمراہ رہے۔ ۷ مارچ ۱۹۳۱ء کو اجازت و خلافت عطا ہوئی۔ حافظ صاحب نے آپ کو اپنی فرزندگی میں بھی قبول کیا۔ موہڑی شریف (ضلع گجرات) میں آپ کا مستقل قیام رہتا تھا۔ سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ سے تعلق تھا۔ آپ کے مریدوں کی تعداد لاکھوں تک ہے۔

(۳۱) قبلہ عالم حضرت خواجہ صوفی نواب دین ۱۹۵۶ء کے حج کے بعد مدینہ منورہ پہنچے۔ فرمایا کہ گنبد خضراء (علی صاحبہ صلوٰۃ و سلاما) پر نگاہ پڑتے ہی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ جب روضہ اطہر (علی صاحبہ صلوٰۃ و سلاما) کے قریب پہنچا تو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑی شفقت سے مرحبا ”اهلا“ و ”سلا“ فرمایا۔ میں نے آپ کے نور سے شریعت، طریقت، حقیقت اور معرفت کی صحت کروائی اور میرے لطائف خمسہ منور ہو گئے۔ پھر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے مجھے اور میری شریعت کو تمام انبیاء علیہم السلام اور ان کی شریعتوں پر فضیلت دی ہے اسی طرح امام اعظم ابوحنیفہ (رحمۃ اللہ علیہ) کو دیگر تمام ائمہ رحمہم اللہ پر اور طریقت میں حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی کو دیگر اولیائے طریقت پر فضیلت دی ہے۔ یہی سیدھا اور مضبوط راستہ ہے۔ پھر آپ کو نورانی خلعت پہنائی گئی

(۴۲) رئیس المتقرنین مولانا سید فضل الحسن حسرت موہانیؒ کو ۱۲ اور ۱۳ مارچ ۱۹۴۲ء کی درمیانی شب میں پہلی بار حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی۔ مولانا فرماتے ہیں کہ ۱۲ مارچ کو بیگم حسرت موہانی مرحومہ کا فاتحہ تھا۔ حسب معمول میں نے بتاسوں پر نیاز دے کر بچوں کو تقسیم کر دیئے۔ میرا تجربہ یہ ہے کہ ہر ماہ ۱۱، ۱۲ اور ۱۳ تاریخیں واقعات اور حوادث زندگی کے لئے نہایت درجہ اہم ہیں۔ چنانچہ ۱۲ اور ۱۳ تاریخ کی درمیانی شب زیارت نصیب ہوئی۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک تہ بند لپیٹے ہوئے تھے اور جسم مبارک پر ایک کوٹ ناقیض تھی۔ شکل مبارک کا ایک ایک حصہ میری نظر میں اس وقت تک موجود ہے۔ ایک قلعہ نما عمارت میں پہلی حاضری کا اتفاق ہوا اور وہیں شناسائی کی دولت نصیب ہوئی۔ قلعہ کے باہر میدان میں ایک بڑی جماعت کے ساتھ نماز ہو رہی تھی۔ ایک رکعت ختم ہو چکی تھی۔ میں آپؐ سے دور تھا مگر میں نے دوڑ کر آپؐ ہی کے قریب جماعت میں شرکت کی اور پہلی رکعت نہ ملنے کی پروا نہ کی۔ بعد نماز کرسیوں پر حاضرین کی جماعت بیٹھی رہی۔ آپؐ نے اپنے سامنے کی ایک قاب سے نارنگی کی دو پھانکیں مجھ کو خاص طور پر عنایت فرمائیں۔ سب لوگوں نے اس لطف پر مجھ کو مبارک باد دی۔ میرے خیال میں یہ پھانکیں اس کی علامت ہیں کہ آپؐ کو مجھ فقیر کے ذریعہ درویشی کی اشاعت منظور ہے۔

۱۳ مارچ کو دن بھر اس خواب کا اثر دل پر رہا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ آپؐ کو شاید آزادی ہند اور مسلمین ہند کا کام مجھ سے لینا ہے۔ اب مجھ کو یہ بھی یاد آتا ہے کہ پہلے حج کے موقع پر جبل احد پر میں نے چلہ اس غرض سے کیا تھا کہ انگریزوں کی حکومت کا ہندوستان سے خاتمہ ہو جائے۔ رات کے خواب کی نسبت یہ دو باتیں اور یاد آئیں۔ (۱) یہ کہ نماز جماعت اور اجلاس عام سے پہلے ہی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر مجھ پر پڑ چکی تھی اور آپؐ

نے خوب پہچان کر توجہ کے لیے مجھے مخصوص کر لیا تھا (۲) اجلاس عام میں جب پہلے الش ایک رکابی میں جملہ حاضرین میں تقسیم کی گئی اور ہر شخص کو چند دانہ ہائے انار نصیب ہوئے۔ مجھ کو بھی ملے۔ نارنگی کی پھانکیں صرف مجھ کو ملیں۔ یہ واقعہ ۲۵ صفر ۱۳۶۱ھ کو پیش آیا۔ جو میرے مرشد حضرت مولانا عبدالوہاب فرنگی محلی لکھنؤی قدس سرہ کی تاریخ عرس بھی ہے۔ آپ پدر بزرگوار مولانا عبدالباری فرنگی محلیؒ وجد بزرگوار مولانا جمال میاں فرنگی محلی کے تھے (کلیات حسرت موہانی) یعنی مولانا فضل الحسن حسرت موہانی کے مکمل ۱۳ دیوان مع حالات و تبصرہ۔ ناشر = شیخ غلام علی اینڈ سنز۔ لاہور۔ صفحہ ۲۸ تا ۲۹ منقول از حسرت موہانی مصنفہ پروفیسر عبدالشکور صاحب ایم۔ اے۔ سابق پرنسپل حلیم مسلم کالج۔ کانپور

(۴۳) حضرت مولانا حسرت موہانیؒ کو ۲ اور ۳ اپریل ۱۹۴۲ء کی درمیانی شب میں قریب ۱۱ اور ۱۲ بجے کے درمیان دوبارہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی۔ ایک مربع کمرہ میں آپؐ استراحت فرما رہے تھے۔ صورت قاضی محمد حامد حسرت فیض آبادی سے مشابہ تھی۔ فرط شوق میں جب دست بوسی کے لئے قریب ہوا تو آپؐ نے لیٹے ہی لیٹے دست مبارک میری طرف بڑھا دیا اور میری اس بیباکی کو گستاخی پر محمول نہ فرمایا بلکہ بہ تبسم کچھ نصیحتیں فرمائیں جو مجھ کو یاد نہ رہیں (کلیات حسرت موہانی صفحہ ۴۹)

مولانا حسرت موہانیؒ جامع الاضداد تھے۔ شاعر بھی ادیب بھی۔ نمازی بھی سیاسی لیڈر بھی۔ تہجد گزار عابد بھی، کمیونسٹ بھی، صوفی بھی۔ متشرع بھی، رند و قلندر بھی۔ بے مایہ درویش بھی، مہاراجوں سے تعلقات بھی۔ کمال درجہ کے خود دار بھی اور انتہائی بے تکلف بھی۔ مذہبی بھی اور بے نیاز از پردہ بھی۔ (آپکی بیوی اور بیٹی پردہ نہ کرتی تھیں) آزاد خیال بھی۔ عرسوں کے دلدادہ بھی اور اسمبلی کے بیباک ممبر بھی۔ حج بیت اللہ اور دیار حرم کے دلدادہ بھی اور ہر دوار اور گڑھ مکہ ٹیشور کے میلوں کے فدائی بھی۔ سیاسی اسٹیج پر زبردست مقرر

بھی اور قوالوں کی محفلوں میں صوفی گریاں بھی۔ غیر لطیف، معیار زندگی بھی اور لطیف ترین سخن پروری بھی۔ مشق سخن بھی اور جیلوں میں چکی کی مشقت بھی۔ ایک بار فرمایا میرے نزدیک ایک شعر میں جتنی خوبیاں ہونی چاہیں اس شعر میں موجود ہیں۔

پہلے تو آ کے شیخ نے دیکھا ادھر ادھر پھر سر جھکا کے داخل میخانہ ہو گیا شاعر نے اس شعر میں پوری انسانی نفسیات سمو کے رکھ دی ہیں۔

جھانسی (یو۔ پی۔ بھارت) والے ڈاکٹر انوار احمد خان مرحوم کے والد اور کرنل افتخار احمد خان مرحوم کے دادا عبداللہ خاں صاحب تحصیلدار میرے سب سے بڑے خالوتھے۔ یہ اور مولانا حسرت موہانی دوران تعلیم علی گڑھ (مسلم یونیورسٹی) میں ایک ہی کمرہ میں رہا کرتے تھے۔ میرے کان پور کے دوران قیام، مولانا مجھ (مصنف کتاب حذا) سے بھی بہت مانوس ہو گئے تھے۔
حق مغفرت کرے عجب آزاد مرد تھا

(۴۴) الحاج پروفیسر صلاح الدین محمد الیاس برٹی نے ایک مرتبہ خواب دیکھا کہ کوئی قدیم وسیع اور عالیشان مسجد ہے قلعہ سی معلوم ہوتی ہے۔ رات کا وقت ہے۔ چاندنی چٹکی ہوئی ہے۔ عجب نور کا عالم ہے۔ اسلامی فوجیں پرے جمائے کھڑی ہیں اور مسلمان بکثرت جمع ہیں۔ بڑا اہتمام ہے۔ ہم بھی ایک طرف کھڑے ہیں کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی ایک جماعت ساتھ ہے۔ عجب شان ہے۔ صحن مسجد میں ایک مقام پر تشریف فرما ہوئے۔ وفور اشتیاق سے چاروں طرف لوگوں کا ہجوم ہوا لیکن زیارت شریف دشوار ہو گئی۔ ایک دوسرے پر اچکنے لگے۔ گرنے لگے۔ اس وقت دل میں خیال آیا کہ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم تو کریم ہیں رؤف ہیں، رحیم ہیں۔ صاحب خلق عظیم ہیں۔ پھر کیا تامل ہے۔ اس مجمع کو چیرتا پھاڑتا آگے بڑھا اور خدمت اقدس (صلی اللہ علیہ وسلم) میں دست بستہ عرض کیا کہ مشتاقوں کا ہجوم ہے لیکن زیارت بابرکت سے محروم ہیں۔ اگر قریب

ہی فلاں مرتفع مقام پر آپ تشریف فرما ہوں تو غلاموں کے دلوں کے ارمان نکل جاویں۔ سب زیارت شریف سے اپنی روحوں کو تازہ کریں، دلوں کو زندہ کریں، آنکھوں کو منور کریں۔ الحمد للہ معروضہ قبول ہوا اور حاضرین کی آرزو پوری ہوئی۔ اس خدمت گاری کے صلہ میں اس غلام کو بھی خاص و عام کی خوشنودی حاصل ہوئی۔ فالحمد للہ علی احسانہ (صراط الحمید جلد دوم از پروفیسر الیاس برنی صفحہ ۱۳۰۔ در مطبع برقی اعظم جاہی۔ حیدر آباد دکن طبع شد)

(۴۵) الحاج پروفیسر صلاح الدین محمد الیاس برنی ایم۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی (علیگ) نے ایک مرتبہ بڑا مفصل خواب دیکھا جس کا ایک اہم جز مختصراً یہ ہے کہ مدینہ منورہ سے دو سوار پہنچے کہ بارگاہ اقدس میں تمہاری طلبی ہوئی ہے۔ ہمارے ساتھ چلو۔ ایک بڑا جہاد ہوا چاہتا ہے۔ اس میں تمہاری شرکت بھی ضروری ہے۔ چنانچہ میں خوشی خوشی ساتھ ہو لیا۔ عجب طریق سے حاضر ہوا۔ شرف قد مبوسی حاصل ہوا۔ بہت اظہار خوشنودی ہوا۔ سرفرازی ہوئی۔ شب کا وقت تھا۔ اول وقت کھانے پینے اور آرام لینے میں بسر ہوا۔ اس کے بعد کچھ عبادت کا سلسلہ شروع ہو گیا ڈھلتی رات جہاد کا سماں بندھا۔ خوب چاندنی کھلی تھی۔ ریگستان تھا۔ ریت چمک رہی تھی۔ چاروں طرف پہاڑوں کا سلسلہ تھا۔ اسلامی فوجوں نے پرے جمائے۔ سب پیدل تھے۔ سفید لباس تھا۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوج کی کمان خود فرما رہے تھے۔ اس غلام کو حکم ہوا کہ پشت مبارک کی جانب بالکل قریب رہے۔ ادھر یہ انتظامات ہوئے کہ ادھر پہاڑی دروں سے ایک سیاہ فام بد صورت قوم برآمد ہوئی مگر نہایت خونخوار نظر آتی تھی۔ تلواریں نکل آئیں اور چلنی شروع ہوئیں۔ خوب گھمان کا معرکہ تھا۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار مبارک میں عجب معجزہ نظر آیا کہ دست مبارک میں دیکھو تو وہی طول عرض مگر جب چلے تو کھینچ کر کہیں سے کہیں پہنچے۔ اور دور آگے تک صفایا کر دے۔ بجلی سی تڑپ رہی تھی۔ مسلمان بھی شہید ہوئے مگر کفار کے کشتوں کے پستے لگ گئے اور

میدان مسلمانوں کے ہاتھ رہا۔ اس غلام کی تلوار نے بھی کچھ کمی نہیں کی۔ خوب فرض غلامی ادا کیا۔ پشت مبارک کی طرف سے جو کفار بڑھنا چاہتے تھے منہ کی کھاتے اور جہنم رسید ہوتے۔ لیکن بالاخر اپنے پر بھی کسی کافر کی ضرب کاری پڑی اور شہادت نصیب ہوئی۔ فی الفور تو زخم کی تکلیف کافی محسوس ہوئی لیکن اس عالم سے رخصت ہونے کے بعد راحت ہی راحت تھی اور رخصت ہونا بھی کیا کہئے۔ وہیں کے وہیں سب کچھ دیکھ رہے تھے۔ سن رہے تھے، سمجھ رہے تھے صرف بولنے کی طاقت نہ تھی۔ چنانچہ ختم جہاد پر حضرت رسول اللہ صلی علیہ وسلم شہداء کے قریب تشریف لائے۔ ان کو دیکھ کر تبسم فرماتے اور ہاتھ پکڑ کر اٹھاتے تو زندہ ہو کر اٹھ بیٹھتے۔ اپنے اوپر بھی سرفرازی ہوئی۔ فتح کی خوشی میں مجاہدین کا جلوس بڑی دھوم دھام سے چشم زون میں مکہ مکرمہ پہنچا اور حرم شریف میں اجتماع ہوا۔ حضرت رسول اللہ صلی علیہ وسلم کی جانب سے خوب کھانا و کپڑا اور سیم و زر تقسیم ہوا۔ اس غلام کو بھی بہت کچھ انعامات ملے اور بحکم اقدس صلی اللہ علیہ وسلم خوش و خرم گھر واپس آیا۔ (صراط الحمید جلد سوم - صفحہ ۱۳۴ تا ۱۳۵) مشہور زمانہ ”قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ“ نامی کتاب آپ ہی کی تصنیف ہے۔

(۴۶) لالہ تیج بھان ریٹائرڈ سپرنٹنڈنٹ اکاؤنٹنٹ جنرل پنجاب نے جو گورنمنٹ گرلز اسکول۔ لاہور کے بالمقابل رہتے تھے۔ ”روزنامہ شمس“ ملتان کو حسب ذیل بیان برائے اشاعت ارسال فرمایا تھا۔

میں رات کو عموماً اور علی الصبح خصوصاً جب کبھی اپنے کمرہ سے باہر آتا ہوں تو کافی دیر تک آسمان کی طرف دیکھتا ہوں۔ اس سے مجھے بہت مسرت حاصل ہوتی ہے۔ ۲۵ جنوری ۱۹۳۶ء کو صبح چار بجے حسب معمول جب کمرہ سے باہر آیا تو عجیب روح پرور منظر دیکھا۔ دیکھا کہ آسمان کے جنوب مغربی گوشہ میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نامی ”محمد“ نہایت واضح اور جلی حروف میں لکھا ہے جس نے قرب و جوار کو روشن کر دیا ہے۔ طرز تحریر عربی تھی۔ اسم گرامی کے گرداگرد بدلیوں کا ہجوم تھا جو سفید اور نورانی تھیں۔

اسم گرامی کے نیچے ایک بیضوی محراب میں ایک شکل نظر آئی جو بہت نورانی تھی۔ رفتہ رفتہ اس نے ایک انسانی شکل اختیار کر لی۔ ریش مبارک سیاہ تھی، سر پر عمامہ، چہرہ مبارک نہایت وجیہہ و منور، آنکھیں بڑی بڑی اور مسحور کن، کشادہ پیشانی، قد درمیانی، پاؤں نظر نہ آئے۔ میں فوراً کمرہ میں لوٹ گیا کہ اپنی عینک لاؤں لیکن اس عرصہ میں وہ دلفریب منظر میری نگاہوں سے پنہاں ہو گیا (اخبار انقلاب، لاہور ۱۳ مارچ ۱۹۳۶ء ۱۳۵۴ھ) (اسلامی تبلیغی انسائیکلو پیڈیا یعنی تحقیق المذہب مولفہ منشی محمد شفیع امرتسری۔ کوچہ ڈوگراں۔ شاہ عالمی دروازہ۔ لاہور ۱۹۵۲ء صفحہ ۲۶ تا ۲۷)

(۳۷) ”علم لدنی (علم الہی)“ کے مولف سید محمد ریاض الدین سروردی کے شیخ طریقت الحاج حضرت شیخ سید قلندر علی شاہ سروردی قدس سرہ نے ایک مرتبہ فرمایا کہ ایک شب میں نے خواب دیکھا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہ نفس نفیس غریب خانہ پر تشریف لائے اور مکان کی اوپر والی منزل کی ایک چھت پر چارپائی پر لیٹ گئے۔ ابھی تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ کسی نے نیچے سے دروازہ کھٹکھٹایا۔ میں نے جھانک کر دیکھا اور دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ شیر خدا حضرت علی کرم اللہ وجہہ مع خاتون جنت حضرت بی بی فاطمہ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا تشریف لائے ہیں۔ دونوں مقدس ہستیوں نے دریافت فرمایا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہاں تشریف لائے ہیں؟ میں نے عرض کیا جی ہاں۔ ابھی ابھی تشریف لائے ہیں اور اوپر چارپائی پر آرام فرما ہیں۔ آپ بھی تشریف لے چلے۔ چنانچہ دونوں بزرگ ہستیاں اوپر تشریف لے آئیں اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چارپائی پر بیٹھ گئیں۔ میں ادب سے پاس کھڑا رہا۔ چند منٹ کچھ باتیں ہوئیں اور اس کے بعد خاتون جنت صلوٰۃ اللہ علیہا نے ۱۹۳۷ء کے فسادات کا سارا نقشہ بیان فرمایا۔ لوٹ، مار، قتل عام، آگ لگانا، غرض جو جو کچھ ہونے والا تھا آپ نے سب کا ذکر فرمایا اور ساتھ ہی میری جانب اشارہ فرمایا کہ آپ کوئی فکر نہ کریں۔ انشاء اللہ

حفاظت میں رہیں گے۔ یہی ہوا کہ میں بالکل محفوظ رہا۔ (علم لدنی یا علم الہی صفحہ ۱۰۱ تا ۱۰۲)

(۳۸) مولانا محمد علی قاسمی حسینی فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنیؒ کے وصال سے چھ سات روز قبل میں نے ایک خواب دیکھا کہ ایک مختصر سا حجرہ ہے اس میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک چوکی پر چت لیٹے ہوئے ہیں۔ اتنے میں ایک صاحب مسئلہ دریافت کرنے آئے۔ میں چونکہ دروازہ پر نگرانی کر رہا تھا اس لئے میں نے جواب دیا کہ اس وقت تو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آرام فرما رہے ہیں۔ پھر کسی وقت آئے۔ انہوں نے اپنا سوال کچھ دیر بعد پھر دہرایا۔ اس پر میں نے ان سے کہا آپ بھی عجیب آدمی ہیں مسئلہ پوچھنے پر بضد ہیں اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آرام کا خیال نہیں کرتے۔ اسی اثناء میں ایک اور صاحب آگئے۔ میں ان سے باتیں کرنے لگا تو یہ صاحب چپکے سے کھسک کر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب پہنچ گئے۔ میری نظر جوان پر پڑی تو میں نے ان کو پکڑ لیا مگر اب جو دیکھا تو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بجائے حضرت مولانا مدنیؒ وہاں چت لیٹے ہوئے ہیں اور چہرہ پر مردنی کے آثار ہویدا ہیں۔ اس خواب کی تعبیر کے لئے میں نے حضرت مولانا مدنیؒ کو خط لکھا۔ جواب آیا۔ وظیفہ پر مداومت کریں۔ میں دعا کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ اس خط کے بعد ہی حضرت والا شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنیؒ اس دارفانی سے عالم جاودانی کی طرف رحلت فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون (شیخ الاسلام نمبر صفحہ ۱۶۴)

(۳۹) شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی قدس سرہ نے فرمایا کہ جب میں کراچی سے گنگوہ شریف کے لئے سفر کر رہا تھا اور گاڑی ملتان کے قریب سے گذر رہی تھی تو خواب میں دیکھا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ

و سلم اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تشریف لائے ہیں اور ہر دو صاحبان کے ہاتھ اپک دوسرے سے ٹھیک ”یعنی ایک کا ہاتھ دوسرے کے ہاتھ میں اس طرح ہے کہ ایک کی انگلیاں دوسرے کی انگلیوں میں جالی کی طرح پھنسی ہوئی ہیں۔ جیسے کہ بے تکلفی اور انتہائی دوستی میں ساتھ چلتے وقت دو دوست ہتھیلی میں ہتھیلی اور انگلیوں میں انگلیاں ڈال لیتے ہیں“ کئے ہوئے ہیں۔ (نقش حیات حصہ اول صفحہ ۹۲ تا ۹۳)

حضرت مدنی نے اپنی خود نوشت سوانح حیات ”نقش حیات“ جلد اول میں فرمایا کہ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی فرماتے تھے کہ اکابر نے ارشاد فرمایا کہ قریب سو برس سے ہندوستان میں برکات ذکر و شغل اٹھ گئی ہیں یا اٹھتی جا رہی ہیں۔ وہ فیض جو زمانہ قدیم میں حاصل ہوتا تھا اب نہیں ہوتا۔ حریم شریفین میں یہ فیض اب بھی بدرجہ اتم موجود ہے۔

(۵۰) شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنی قدس سرہ نے فرمایا کہ مکہ معظمہ سے روانہ ہونے کے بعد چوتھے روز جبکہ قسیمہ سے رابع کو قافلہ جا رہا تھا میں نے اونٹ پر سوتے ہوئے خواب دیکھا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ہیں۔ میں قدموں پر گر گیا۔ آپ نے میرا سر اٹھا کر فرمایا کیا مانگتا ہے۔ میں نے عرض کیا کہ جو کتابیں پڑھ چکا ہوں وہ یاد ہو جائیں اور جو نہیں پڑھی ہیں ان کو سمجھنے کی قوت حاصل ہو جائے۔ تو آپ نے ارشاد فرمایا۔ تجھ کو دیا۔ (نقش حیات حصہ اول صفحہ ۸۰)

(۵۱) شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی قدس سرہ العزیز نے فرمایا کہ ایک مرتبہ خواب میں دیکھا کہ مسجد نبوی (علی صاحبہا صلوة و سلاما) میں چار زانو بیٹھا ہوا ہوں اور حضرت گنگوہی بائیں جانب تشریف فرما ہیں اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم داہنی جانب سے تشریف لائے اور آپ کے دست مبارک میں کوئی کتاب ہے۔ (نقش حیات حصہ اول صفحہ ۹۵)

(۵۲) شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی قدس سرہ نے ایک مرتبہ دیکھا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد نبوی (علی صاحبہا صلوة و سلاما) کے شمالی دروازہ باب مجیدی کے باہر بجانب شمال منہ کئے ہوئے (قبلہ مدینہ منورہ اور مسجد نبوی سے جنوب کی جانب ہے) مسجد سے نکل کر کھڑے ہیں اور آپ کے لپ (دونوں ہاتھوں کا مجموعہ) میں بیٹھے کدو کے بیج بھر رہے ہیں۔ میں سامنے حاضر ہوا جب قریب پہنچا تو آپ نے لپ کو نیچے سے کھول دیا۔ کچھ بیج گرے جو میں نے اپنے دامن میں لے لئے۔ ان کی مقدار قریب تیس عدد تھی (مدینہ منورہ میں بیٹھے کدو کے بیج بکثرت ہوتے ہیں۔ لوگ ان کو بھاڑ میں بھنوا کر دکانوں پر فروخت کرتے ہیں اور ان کا مغز کھاتے ہیں)۔ دوران قیام مدینہ شریف یہ خواب دیکھا تھا۔ (نقش حیات حصہ اول صفحہ ۹۰)

(۵۳) مصور فطرت حضرت خواجہ حسن نظامی قدس سرہ کی عمر صرف دس سال کی تھی جب پہلی مرتبہ آپ کو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت بابرکت کا شرف حاصل ہوا۔ صبح اٹھ کر انہوں نے خواب کا ذکر اپنے مولوی صاحب سے کیا۔ جنہوں نے تعبیر دی کہ تم بڑے ہو کر اپنے مذہب کی خدمت کرو گے (ادبائے اردو صفحہ ۱۹۶-۱۹۵۳ء میں فیروز سنز۔ لاہور نے شائع کیا)

حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب طرز ادیب تھے۔ علامہ اقبال نے فرمایا کہ اگر میں حضرت حسن نظامی کی سی اردو لکھ سکتا تو شاعری نہ کرتا۔ ۱۹۰۵ء میں علامہ خواجہ صاحب سے ملنے گئے اور دہلی میں درگاہ محبوب الہی کے سامنے کھڑے ہو کر فرمایا۔

بھلا ہو دونوں جہاں میں حسن نظامی کا ملا ہے جس کی بدولت یہ آستاں مجھ کو خواجہ صاحب کا نام علی حسن نظامی تھا۔ آپ محبوب الہی حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء کے خواہر زادہ اور مولانا سید بدر الدین اسحاق کی نسل سے

تھے جو حضرت بابا فرید الدین گنج شکر کے داماد تھے۔ حضرت مر علی شاہ گولڑوی سے بیعت اور ان کے خلیفہ تھے۔ حضرت مولانا عبدالحلیم شرر کی کتابوں سے لکھنا سیکھا اور بار بار اس کا اظہار فرمایا۔ نفسیات کے عالم نہیں لیکن فطرتاً اس کے ماہر تھے۔ فرمایا کہ والدین کے انتقال کے بعد شادی ہونے تک (پہلی شادی ۱۸ برس کی عمر میں ہوئی) زندگی ایسی پرالم اور درد انگیز تھی کہ خدا دشمن کو نہ دکھائے۔ (بیوی کا پیرا مشہور ہے یعنی روپیہ بیوی کی قسمت سے آتا ہے)۔ ڈپٹی نذیر احمد خواجہ حسن نظامی اور موجودہ دور میں احسان دانش یہ تین ایسی ہستیاں ہیں جنہوں نے اپنے بچپن کے حالات اور شہرت حاصل کرنے سے پہلے کی دکھ بھری زندگی من و عن بیان کی ہے اور کسی بات کے اظہار میں ذرا شرم و جھجک محسوس نہیں کی۔ سویزر لینڈ کے ”روسو“ کے اعتراف، اقرار اور اقبال (CONFESSIONS) کا بڑا چرچا ہے انگریزی زبان میں لیکن ان بزرگوں کی حقائق بیانی کے سامنے اس کی کوئی حیثیت نہیں۔ شادی کے بعد تو دولت، شہرت اور عزت خواجہ صاحب کے گھر کی بانڈیاں بن گئیں۔ بڑے بڑے نواب اور راجہ آپ کی صحبت کے لئے بے قرار رہنے لگے۔ نواب رامپور مہینہ میں کئی بار بلاتا اور روزانہ پانچ سو روپیہ نذر گزارتا۔ یہی حال نواب حیدر آباد دکن کا تھا۔ خواجہ صاحب کی شخصیت میں مقناطیسی کشش تھی اور زبان و قلم میں جادو! شاہ خرچ تھے۔ جیب سے بٹوہ نکالتے اور سب خرچ کر ڈالتے اور فرماتے اسے خالی نہ کروں گا۔ تو یہ بھرے گا کیسے۔ فرماتے افلاس جہالت کی جڑ ہے اور ارتداد کی بھی۔ اگر مولانا محمد الیاس کی تبلیغی جماعت مسلمانوں کے افلاس دور کرنے کی جانب توجہ دینے لگے تو بڑی خدمت انجام دے۔ ۲۵ دسمبر ۱۸۷۶ء کو پیدا ہوئے اور ۳۱ جولائی ۱۹۵۵ء کو وصال فرمایا اور دہلی میں درگاہ خواجہ نظام الدین اولیاء میں دفن ہوئے۔ مصنف کتاب ہذا کو ہندوستان کی کئی عظیم ہستیوں سے ملنے کا موقع ملا جن میں نواب بہادر یار جنگ اور خواجہ صاحب کو کبھی نہیں بھول سکتا۔

(۵۴) ۱۹۲۴ء کے روزنامہ میں مصور فطرت خواجہ حسن نظامی نے لکھا کہ مسلمانوں کو محرم کے غم سے کچھ فائدہ اٹھانے کی حکمت بتائی جائے اور چار تبلیغی اعلان کئے۔ اول میں غم کا منظر دکھایا۔ اس کے بعد اسلام کی ترغیب اور اسلام پر قائم رہنے کی تحریک کی۔ ان اعلانات کو پڑھ کر ماتم کرنے والے مسلمانوں کو خیال ہوگا کہ یہ ہمارا غم کرنا اور رونا سب ہمارے ہی لئے ہے اسلام کو یا مسلم قوم کو اس سے کوئی فائدہ نہیں ہوتا لیکن اگر ہم غم کا اظہار اس طرح کریں جیسا کہ ان تبلیغی اعلانات میں ہے تو بہت بڑے فائدے مسلمانوں کو حاصل ہوں اور سالانہ ماتمی مجلسیں وہ کام کریں جو بڑی بڑی کانفرنسیں نہیں کر سکتیں۔ پس ماتم اس پیرائے میں کرو کہ ماتم نتیجہ خیز بن جائے (منع کرنے سے تو ضد گھٹا نہیں بڑھا کرتی ہے)۔ محرم الحرام کے ان اعلانات پر خواجہ صاحبؒ کو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت با برکت حاصل ہوئی تھی۔ غور فرمائیے محض ان اعلانات پر خواجہ صاحبؒ اس قدر عظیم دولت سے نوازے گئے اور اگر واقعی مسلم قوم اور ملت اس پروگرام اور ان اعلانات پر عمل پیرا ہو جائے تو اس کو کیا کچھ عطا نہیں ہوگا۔ بالخصوص ”پنجتن پاک“ کی رضا تو کہیں گئی ہی نہیں، جو بذات خود اتنی بڑی دولت ہے کہ دوسری تمام دولتیں اس کے مقابلہ میں بچ اور گرد ہیں۔ محرم الحرام کے ان اعلانات کو اپنا کر خود فائدہ حاصل کیجئے اور اسلام کے لئے نتیجہ خیز بنائیے۔ خواجہ صاحب لکھتے ہیں ”خواب میں دیکھا کہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے ہیں۔ ایک حبشی غلام مور چھل چھل رہا ہے۔ اس نے کہا۔ میاں اٹھو۔ سرکار تمہارے پاس تشریف لائے ہیں میں گھبرا کر کھڑا ہو گیا۔ جوتیاں پاؤں سے ٹولیں مگر نہ ملیں۔ ننگے پاؤں ہاتھ جوڑے خدمت میں پہنچا۔ حضرتؒ کے ہاتھ میں میرے تازہ تبلیغی اعلان تھے جو محرم کے واقعات پر پرسوں شائع ہوئے ہیں۔ فرمایا بیٹا میں نے انہیں پڑھ لیا ہے۔ تم نے بہت اچھا لکھا ہے۔ اب تم اس دنیا سے میری طرف آنے والے ہو۔ چلو

تمہاری قبر دکھا دوں۔ یہ فرمانا تھا کہ مکان کی شکل بدل گئی۔ ایک عالیشان مکان پیش نظر تھا جس میں چاندی کا تخت بچھا ہوا تھا اور بہت سے آدمی دست بستہ کھڑے تھے۔ اس تخت پر ایک بزرگ سبز لباس پہنے تشریف فرما تھے۔ ان کے بال بہت سفید تھے۔ زلفیں بھی سفید برف تھیں۔ ہوا تیز چل رہی تھی اور زلفیں اڑ رہی تھیں۔ حضرت امام حسینؑ نے تخت کے سامنے پہنچ کر سلام علیک یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کہا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کمزور آواز میں جواب دیا ”وعلیکم السلام یا حسین“ (رضی اللہ عنہ) اس کے بعد حضرت امام حسینؑ نے میرے اعلانات تخت پر رکھ دیئے۔ اور ہاتھ باندھ کر کھڑے ہو گئے۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلانات پر نظر ڈالی اور پھر مجھے دیکھا مگر زبان مبارک سے کچھ نہ فرمایا۔ تھوڑی دیر بعد تازی تازی کھجوروں کا خوان آیا اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجوریں اپنے دست مبارک سے تقسیم فرمائیں۔ مجھے بھی قریب بلا کر کھجوریں دیں اور آہستہ سے فرمایا ”عمرک عمری ورماحک رماحی“ (تیری عمر میری عمر اور تیرا نیزہ میرا نیزہ ہے)۔ حاضرین نے آمین کا نعرہ بلند کیا (سوانح خواجہ حسن نظامیؒ نوشتہ حضرت ملا واحدی دہلویؒ۔ نظام المشائخ ۴۱/۸ جیک لائسنز۔ کراچی سے شائع ہوئی صفحہ ۱۹۵ تا ۱۹۶)

(۵۵) حمزہ بن حبیب زیات قاریؒ نے خواب میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں کچھ قرآن کریم پڑھا۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ جس طرح تو نے اس وقت پڑھا اسی طرح میرے اوپر نازل ہوا ہے (نعمات الانس)

(۵۶) حضرت مولانا شاہ عبدالرحمن سندھی لکھنوی قدس سرہ فرماتے ہیں کہ سندھ میں ایک رنگریز (کپڑے رنگنے والا) آنکھوں کی بصارت سے محروم ہو گیا۔ اس نے کثرت درود شریف اختیار کی۔ ایک روز خواب میں حضرت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوا۔ درخواست کی کہ آنکھوں میں روشنی آجائے۔ بیدار ہوا تو آنکھیں روشن تھیں۔ (انوار الرحمن)

(۵۷) ملتان میں ایک شخص مفلسی سے تنگ آ کر درود شریف کا کثرت سے ورد کرنے لگا اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب میں التجا کی ایک لاکھ روپیہ چاہیے۔ ایک دفعہ خواب میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص سے فرمایا کہ ایک لاکھ روپیہ لیگایا نعمت حفظ قرآن۔ اس شخص نے عرض کیا حافظ ہونا چاہتا ہوں۔ آپ نے فرمایا سوا پارہ ہر روز ایک مرتبہ قرآن پاک دیکھ کر پڑھ لیا کرو اور شام کو تراویح میں سنا دیا کرو۔ راوی کہتا ہے کہ اس شخص نے ایسا ہی کیا اور حافظ قرآن ہو گیا۔ (انوار الرحمن)

(۵۸) قطب الاقطاب سید شاہ جنید قادریؒ جنہیں پیران پیر محی الدین حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی بارگاہ سے بنگال کی قلیت عطا ہوئی۔ حضرت شیخ محی الدین ابن عربیؒ فتوحات مکیہ کے باب ۳۸۳ میں فرماتے ہیں کہ قطب کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کل عالم موجودات کو فساد سے محفوظ رکھتا ہے۔ ۹۳۶ھ میں آپ حسن پورا و شرکی کے حسنی سادات گھرانے میں پیدا ہوئے اور ۲۴ رمضان المبارک ۹۹۹ھ کو وصال فرمایا۔ آج بھی آپ کا مزار مرجع خلائق ہے۔ روضہ غازی پور اسٹیشن سے متصل ہے۔ آپ کی قلیت کی پیشین گوئی حضرت شاہ ابوالفتح چشتیؒ نے فرمائی تھی۔ آپ کے والد سید حسن اور دادا سید تاجن زاہد امراء میں سے تھے۔ ابراہیم لودھی کے عہد میں ابتدائی دور سیر و شکار میں گذرا مگر عین عالم شباب میں آپ پر ایک کیفیت طاری ہوئی اور جملہ علوم متداولہ حاصل کئے اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں بشارت ہوئی کہ زیارت حرمین شریفین، مدینہ طیبہ اور بغداد شریف کا سفر کرو۔ پس آپ تینوں مقامات پر تشریف لے گئے۔ بغداد شریف میں حضرت پیران پیر کی روح

پاک نے بہ نفس نفیس آپ کو تعلیم فرمائی۔ اور سلسلہ حسینیہ قادریہ میں بیعت کے مجاز ہوئے۔ خرقہ اور دیگر تبرکات لے کر غازی پور تا سرحد بنگال کی قطیعت عطا ہونے کے بعد غازی پور تشریف لائے اور یہاں خانقاہ آستانہ جنید و مسجد تعمیر کرائی اور ایک عالم کو ہدایت دیتے رہے۔ تمام زندگی خدمت خلق میں گزار دی۔ آپ کی زندگی، آپ کی موت، آپ کی نمازیں سب رب کا کائنات کے لئے تھیں جس نے آپ کو مقام قطیعت عطا فرمایا تھا (اقتباس الانوار)

(۵۹) ایک بزرگ عارضہ جذام میں ایسے مبتلا ہوئے کہ لوگوں نے اپنے سے جدا کر کے انہیں ایک جزیرہ میں چھوڑ دیا۔ ایک رات کچھ لوگ ان سے ملنے آئے تو ان کو بالکل تندرست دیکھ کر بہت حیرت زدہ ہوئے اور وجہ دریافت کی۔ فرمایا کہ میں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ آپ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے فرمایا کہ اس کا مرض دور کرو۔ انہوں نے اپنا دست مبارک میرے بدن پر پھیرا تو فوراً مجھ کو صحت حاصل ہو گئی (بخیتہ ذوی الاحلام)

(۶۰) ایک علوی خاندان بلخ میں رہتا۔ خوش حال تھا کہ سربراہ کا انتقال ہو گیا۔ تنگدستی کا دور آ گیا۔ بیوہ علویہ لعن طعن سے بچنے کے لئے لڑکیوں کو لے کر دوسرے شہر میں چلی گئی۔ سخت سردی کا موسم تھا۔ بچیوں کو مسجد میں بٹھا کر انکے کھانے کا انتظام کرنے شہر چلی گئی۔ شہر کا ”میسر“ مسلمان تھا۔ اس سے داستان غم کسی۔ ”میسر“ نے کہا گواہ لاؤ کہ تم واقعی علوی عورت ہو۔ اس نے کہا میں شہر میں اجنبی ہوں۔ یہاں مجھے کوئی نہیں جانتا۔ اس پر ”میسر“ نے منہ موڑ لیا۔ پھر ایک مجوسی سے حال بیان کیا۔ اس نے کہا مع لڑکیوں کے میرے مکان پر آ جاؤ۔ پھر انہیں نفیس کھانے کھلائے اور بہترین لباس پہنایا۔ آدھی رات کو ”میسر“ نے خواب دیکھا کہ قیامت قائم ہے اور ایک محل ہے۔ سبز یا قوت جس میں جڑے ہیں۔ اس نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ محل

کس کے لیے ہے۔ آپ نے فرمایا مسلمان کے لیے ہے۔ میر نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں مسلمان ہوں۔ آپ نے فرمایا میرے پاس گواہ لاؤ کہ واقعی تم مسلمان ہو۔ وہ یہ سن کر حیران رہ گیا۔ پھر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ عورت علوی تیرے پاس آئی تھی تو تو نے بھی یہی کہا تھا کہ میرے پاس گواہ لاؤ کہ واقعی تو علوی عورت ہے۔ جب خواب سے بیدار ہوا نہایت خوفزدہ اور پریشان تھا۔ جب معلوم ہوا کہ وہ عورت مجوسی کے یہاں ہے تو مجوسی سے کہا میں یہ علویہ مع اس کی لڑکیوں کے تجھ سے مانگتا ہوں۔ اس نے کہا یہ بہت مشکل ہے۔ کہا مجھ سے ہزار دینار لے لے۔ اس نے کہا میں انہیں دے نہیں سکتا۔ وہ محل جو آپ نے خواب میں دیکھا ہے میرے لئے بنایا گیا ہے۔ میں مع اہل و عیال اس علویہ کے ہاتھ پر مسلمان ہو چکا ہوں۔ میں نے بھی رات اسی طرح خواب میں دیکھا جس طرح تم نے دیکھا۔ اور مجھے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ علویہ عورت اور اس کی لڑکیاں تیرے پاس ہیں۔ میں نے عرض کیا جی ہاں، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو آپ نے ارشاد فرمایا ”یہ محل تیرا اور تیرے گھر والوں کے لئے ہے۔ تو اور تیرے گھر والے سب جنتی ہیں۔ (کتاب الکبائر)

(۶۱) تاج محمد قیام پاکستان سے قبل تھانہ بڑے گاؤں (ضلع گجرانوالہ) میں تعینات تھے۔ لکھتے ہیں کہ گاؤں کی جامع مسجد کے امام کا سب بہت احترام کرتے تھے۔ مسجد سے ملحق ایک ترکھان (بڑھئی) محمد دین کا مکان تھا۔ یہ شریف آدمی تھا مگر نماز پڑھنے نہ آتا تھا۔ امام صاحب اسے کہہ کہہ کر جب مجبور ہو گئے تو ایک روز انہوں نے اعلان کر دیا کہ کل کلاں اگر یہ وفات پا جائے تو کوئی اس کی نماز جنازہ نہ پڑھے۔ یہ بات گاؤں والوں نے پلے باندھ لی۔ کچھ عرصہ بعد محمد دین کی واقعی وفات ہو گئی۔ گھر والے اور برادری کے چند لوگ جمع ہو گئے۔ مجبور ہو کر یہ قریبی گاؤں سے مولوی صاحب کا بندوبست کرنے کا سوچ رہے تھے کہ مسجد سے نوبت کے بجنے کی آواز آئی (ان دنوں مائیک نہیں تھا۔ ڈھول بجا کر

اعلان کیا جاتا تھا)۔ پھر امام صاحب نے اعلان کیا کہ ہمارا ایک نیک ہمسایہ محمد دین ترکھان فوت ہو گیا ہے۔ اس کی نماز جنازہ میں ضرور سب کو شرکت کرنی ہے۔ لوگ اعلان سن کر حیران ہوئے اور کچھ عمر رسیدہ لوگوں نے اس تبدیلی کی وجہ دریافت کی۔ امام صاحب نے حلقاً بیان کیا کہ میں مسجد کے حجرہ میں لیٹا ہوا تھا کہ میری آنکھ لگ گئی۔ خواب میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار ہوا۔ آپ نے حکم دیا کہ میں فوراً اٹھ کر محمد دین کی نماز جنازہ پڑھاؤں۔ میں نے خواب ہی میں آپ سے عرض کیا کہ محمد دین تو کبھی مسجد میں نماز پڑھنے نہیں آیا۔ اس پر آپ نے ارشاد فرمایا کہ عرصہ ہوا ایک روز سخت آندھی اور بارش تھی۔ محمد دین اپنے گھر کی چھت کے مک (گاؤں میں چھتوں پر بڑے بڑے سوراخ کئے جاتے تھے جو ہوا اور روشنی کی آمد کا کام دیتے تھے آندھی اور بارش میں انہیں مٹی کے کوندوں یا کنالیوں سے ڈھک دیتے تھے) ڈھکنے آیا تو اسے مسجد کے مکوں کا خیال آ گیا اور اس نے پہلے انہیں جا کر ڈھانپ دیا کہ کہیں مسجد کی صفیں اور محلے (جانمازیں) بھیگ نہ جائیں۔ اللہ پاک کو اس کی یہ معمولی سی نیکی پسند آگئی۔ اور اس نے محمد دین کے تمام گناہ معاف کر دیے۔ (سچ ہے اللہ پاک تو ہمیں بخشنے کے لئے ادھار کھائے بیٹھے ہیں۔ بہانے تلاش فرما رہے ہیں۔ پھر بھی کوتاہی ہماری جانب سے ہو تو اس میں قصور کس کا ہے۔)

وہ کرشمے شانِ رحمت نے دکھائے روزِ حشر

چیخ اٹھا ہر بے گناہ میں بھی گنہگاروں میں ہوں

امام صاحب نے کہا اس پر میں نے فوراً اللہ تعالیٰ سے معافی مانگی اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی فوری تعمیل کرتے ہوئے اعلان کر دیا۔ (انسان کی معمولی سی معمولی نیکی بھی رائیگاں نہیں جاتی۔ زندگی بڑی نعمت ہے۔ ہمیں ان قیمتی لمحات کو ضائع کرنے کی بجائے ان سے فائدہ حاصل کرنا چاہیے۔) (جمعہ میگزین روزنامہ۔ نوائے وقت ۱۹/۷/۹۱ راولپنڈی)

(۶۲) حضرت صدیق اکبرؓ کے عہد خلافت میں کوفہ کا ایک نہایت فاسق و

فاجر شخص جس کا نام زراد تھا انتقال کر گیا جسکے کفن دفن میں حضرت صدیق اکبرؓ نے بھی شرکت کی۔ دفنا چکے تو اس کی ماں روتی ہوئی آئی کہ لڑکے کا چہرہ دکھا دو۔ مجبوراً مٹی الگ کر کے چہرہ دکھایا تو قبر روشنی سے منور تھی۔ سب کو نہایت درجہ حیرت ہوئی۔ رات حضرت صدیق اکبرؓ نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ آپ کے نزدیک نہایت ہی خوبصورت شکل میں یہ شخص بھی بیٹھا تھا۔ آپ نے فرمایا گو یہ شخص نہایت ہی فاسق و فاجر تھا مگر گناہ کے بعد خوف خدا سے اتنا روتا تھا کہ اس کی دونوں آنکھیں تر ہو جاتی تھیں۔ اللہ پاک نے اس کے رونے اور خوف کی وجہ سے اسکے تمام گناہ معاف فرما کر یہ منصب عالی عطا فرما دیا۔ سبحان اللہ

رحمت یہ چاہتی ہے کہ اپنی زبان سے کھدے گنہگار کہ تقصیر ہو گئی

(جامع الحکایات)

(۶۳) میر نصیر احمد رومیؒ روم کے صحیح النسب سید اور بڑے شیخ تھے۔ ایک روز حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اطہر (علی صاحبہ صلوٰۃ و سلاما) پر بیٹھے تھے۔ دیکھا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں کہ اے نصیر سر زمین ہند میں ایک ولی اللہ ظاہر ہوا ہے تو اس کے ہاتھ پر جا کر توبہ کر۔ چنانچہ نصیر دشوار گزار منزلیں طے کرتے لاہور آئے اور حضرت مجدد الف ثانی کی خدمت میں حاضر ہو کر شرف ارادت سے مشرف ہوئے۔ (سیرت امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی صفحہ ۹۱)

(۶۴) ایک شخص ہر وقت اٹھتے بیٹھتے ”صلی اللہ محمد صلی اللہ محمد“ پڑھا کرتا تھا اور دنیاوی کاموں سے معطل اور بیکار ہو کر رہ گیا تھا۔ اس کی بیوی کو بہت غصہ آتا۔ ایک دن کہنے لگی۔ کم بخت تم کیا ہر وقت صلی اللہ محمد صلی اللہ محمد کہا کرتے ہو۔ اس کو چھوڑو اور آدمی بن کر کما کر لاؤ۔ مگر وہ ہر وقت درود شریف پڑھنا نہ چھوڑتا کیونکہ اللہ اللہ کرنے اور کثرت درود شریف میں جو مزہ

ہے وہ دنیا کی کسی چیز میں نہیں۔ جسے یہ دولت حاصل ہو جائے پھر اس کی نگاہوں میں کوئی دوسری دولت نہیں چھٹی۔ یہ شخص مہاجن کا بھی ایک سو روپیہ کا مقروض تھا۔ ایک روز اس نے ان کے ساتھ زبان درازی کی۔ یہ دربار الہی میں رونے لگے اور اظہار حال کیا کہ اے اللہ تو دانا و مینا ہے۔ بیوی سے عاجز اور مہاجن سے لاچار ہو گیا ہوں۔ تو بے وسیلوں کا وسیلہ ہے۔ بے سہاروں کا سہارا اور حاجتمندوں کا حاجت روا ہے۔ میرے حق میں کوئی بہتر صورت حال نکال دے۔ چونکہ عاجزی اور گریہ و زاری دربار خداوندی میں بے حد پسند ہے دریائے رحمت جوش میں آگیا اس پر نیند غالب آگئی۔ خواب میں دیکھا کہ ایک نہایت ہی حسین و جمیل بزرگ پیار سے فرما رہے ہیں کہ کیوں بے قرار ہو۔ مت گھبراؤ تمہارے سب کام ٹھیک ہو جائیں گے۔ میں خود تمہارا مددگار ہوں۔ انہوں نے دریافت کیا کہ آپ کون ہیں۔ فرمایا میں وہی ہوں جن پر تم درود بھیجتے ہو۔ تم صبح بادشاہ کے وزیر کے پاس جانا اور اس کو اس کے وظیفہ کی مقبولیت کی خوش خبری سنانا۔ یہ صبح وزیر اعظم سے ملا اور پیام پہنچایا جس کو سن کر اس نے اپنی جیب سے تین سو روپیہ نکال کر انعام دیا اس نے وہ روپیہ لا کر بیوی کو دے دیا اور ایک سو روپیہ مہاجن کو دینے عدالت گیا۔ مہاجن نے کہا ضرور اس نے چوری کی ہے۔ اس نے کہا وزیر اعظم سے معلوم کر لو۔ حاکم سے وزیر اعظم نے کہا خبردار جو اس کے ساتھ ذرا بھی بے ادبی کی ورنہ عمدہ سے معزول کر دئے جاؤ گے۔ مہاجن کو جب معلوم ہوا کہ حاکم اور وزیر اعظم دونوں اس کے حق میں ہیں تو یقیناً اللہ تعالیٰ بھی اس کے ساتھ ہے اور یہ کہہ کر وہ سو روپیہ واپس کر دیئے۔ (حق تو ہے کہ جو اللہ کا ہو جاتا ہے پھر ہر چیز اس کی اطاعت کرتی ہے) (انیس الوا عظیم)

(۶۵) چند برس قبل مسجد نبوی (علی صاحبہا صلوة و سلاما) کے منتظمین نے خواتین کے ہمراہ بچوں کو اندر جانے سے روک دیا تھا۔ چھوٹے بچوں کی مائیں مشکل میں گرفتار ہو گئیں کہ وہ بچوں کو کس کے سپرد کر

کے آئیں جبکہ ان کی اکثریت مسافروں کی ہوتی ہے۔ وجہ یہ بتائی گئی کہ بچے مسجد کے خواتین کے حصے میں بچھے ہوئے قالینوں کو خراب کر دیتے ہیں۔ خواب میں کسی کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان سے کہو اپنے قالین اٹھا لیں اور میری امت کے بچوں کو میرے پاس آنے سے نہ روکیں۔ بچوں سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت مشہور ہے۔ جب مختلف لوگوں کو دو تین مرتبہ خواب میں یہ ہدایت ملی تو کسی نے ہمت کر کے یہ بات متعلقہ لوگوں تک پہنچا دی جس کے بعد بچوں کا داخلہ شروع کر دیا گیا۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں کون شخص حکمران بن کر حاضر ہونے کی جرات کر سکتا ہے۔ جو لوگ اپنے مقام اور مرتبہ کی وجہ سے یہاں خصوصی مراعات حاصل کرتے ہیں ان کو دوسرے مسلمان سخت ناراضگی سے دیکھتے ہیں۔ ہمارے حکمران ان مقدس مقامات کی زیارت کے لئے ضرور جائیں لیکن اپنے خرچ پر۔ یہ خود ان کے حق میں بہتر ہے۔ اس طرح ان کی دعاؤں میں بھی اثر ہوگا۔ ورنہ پاکستانی حکام اور حکمرانوں سے سعودی عرب کے عمائدین بھی تنگ آ گئے ہوں گے کہ ان کے استقبال کے علاوہ ان کے تحفظ کا بھی خصوصی بندوبست کرنا پڑتا ہے اور جب بیت اللہ شریف کے گرد ان کے طواف کے وقت اس حصہ کو خالی کرا لیا جاتا ہے یا مدینہ منورہ میں مسجد نبوی (علی صاحبہا صلوة و سلاما) کے حصہ ریاض الجنۃ میں کسی دوسرے کو اس وقت عبادت کی اجازت نہیں دی جاتی تو اس وقت وہاں اپنے خون پسینے کی حلال کمائی پر جانے والے تمام مسلمانوں کے دلوں پر جو گذرتی ہے اس کا حال اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔ (غیر سیاسی باتیں از جناب عبدالقادر حسن۔ ”سرکاری خرچ پر دعائیں“ ”روزنامہ جنگ“ راولپنڈی مورخہ ۱۵ رمضان المبارک ۱۴۱۳ھ مطابق ۲۶ فروری ۱۹۹۳ء)

(۶۶) حضرت مولانا عبدالغفور عباسی ہزاروی ثم مدنی قدس سرہ نے مدینہ منورہ پہنچنے کی داستان خود سنائی، فرمایا کہ ایک رات رسول کریم رؤف و رحیم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ فرما رہے تھے۔ ”عبدالغفور دور دور تک گھومتے ہو۔ ہمارے در پر بھی حاضری دو“ ان دنوں مولانا بیوی کے علاوہ دو بچوں کے والد بھی تھے۔ حضرت سرور کائنات، فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم مل چکا تھا۔ رخت سنباندھنے کے سوا کوئی چارہ نہ تھا۔ لیکن عالم یہ تھا کہ ایک وقت کا کھانا کھانے کے بعد دوسرے وقت کے کھانے کی فکر دامن گیر رہتی تھی۔ اسی دوران ایک شب خواب میں دیکھا کہ خانہ کعبہ کا طواف کرنے کے بعد حجر اسود کو بوسہ دے رہے ہیں جس سے شہد بہہ رہا ہے اور وہ یہ شہد چاٹ رہے ہیں۔ آنکھ کھلی تو یقین ہو گیا کہ قدرت کی طرف سے امداد مل رہی ہے اور حجاز مقدس جانے کی ہدایت ہے۔ دوسری شب خواب میں دیکھا کہ دستر خوان بچھا ہوا ہے جس پر قسم قسم کی نعمتیں رکھی ہوئی ہیں۔ آنکھ کھلی تو یقین تھا کہ یہ مدینہ منورہ ہے جہاں اللہ تعالیٰ کی تمام نعمتیں میسر ہیں۔

جب حجاز مقدس پہنچے تو جیب میں صرف پانچ روپے تھے لیکن مدینہ طیبہ میں تمام رکاوٹیں دور ہوتی چلی گئیں۔ ایک صاحب نے تیس ہزار ریال کی مالیت کا مکان مولانا کو اس شرط پر دے دیا کہ جب پیسے ہوں ادا کر دیجئے گا۔ چنانچہ اس مکان میں منتقل ہونے کے بعد رقم ادا کر دی۔ اہلیہ کے انتقال کے بعد مولانا نے مدینہ منورہ میں دوسری شادی کر لی۔ مولانا تربیلا ڈیم کے نزدیک ایک گاؤں جبہ میں ۱۸۹۳ء میں پیدا ہوئے تھے۔ والد ماجد حضرت مولانا شاہ سید جید عالم اور قیہ تھے۔ گھر کے نزدیک دریائے سندھ کے کنارے پتھروں کی ایک مسجد تھی جس میں مولانا کی تعلیم کا آغاز ہوا۔ تین بھائی اور تھے بڑے بھائی مولانا معصوم تین چھوٹے بھائیوں سمیت دہلی چلے گئے جہاں مدرسہ امینیہ میں مولانا عبدالغفور داخل ہو گئے۔ اس مدرسہ کے حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ سے آپ نے سند فراغت حاصل کی۔ پھر پانچ برس یہیں درس دیتے رہے اور

ضلع مظفر گڑھ کے معروف روحانی پیشوا حضرت فضل علی قریشی مسکین پوری سے بیعت ہو کر سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں خلافت حاصل کی۔ اتباع سنت اور قاطع بدعت کی وجہ سے آپ کو مدینہ طیبہ میں ممتاز مقام حاصل تھا۔ چاروں فقہی مسالک میں آپکے خلفاء و عقیدت مند موجود ہیں۔ فرماتے تھے کہ اللہ تک پہنچنے کے اتنے ہی راستے ہیں جتنے کہ انسان ہیں لیکن یہ تمام راستے سنت نبویؐ کے پل پر سے گذرتے ہیں۔ بغیر اتباع سنت کوئی مقصد حاصل نہیں ہو سکتا۔ فرمایا کہ اگر ایک مسلمان متابعت نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) میں داڑھی رکھتا ہے تو اسے ایک سو شہیدوں کے برابر ثواب ملتا ہے۔ ۷۳ برس کی عمر پر کریم ربیع الاول ۱۳۸۹ھ مطابق ۱۸ مئی ۱۹۶۹ء شب ہفتہ وصال فرمایا اور جنت البقیع میں حضرت عثمان غنیؓ کے جوار میں مشائخ سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ شاہ احمد سعیدؒ شاہ عبدالغنیؒ وغیرہ کی قبور کے پاس جگہ ملی (۱۲ عاشقان رسولؐ از اشفاق حسین قریشی صفحہ ۳۰ تا ۳۵ سے ماخوذ۔ یہ مبارک کتاب مجھے میرے بچے قدردان اور محبوب دوست جناب پروفیسر محمد سرور شفقت آف کیڈٹ کالج۔ حسن ابدال نے عنایت فرمائی جس کے لئے میں انکا شکر گزار ہوں)

(۶۷) ایک رات خواب میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت بابرکت سے مشرف ہوا۔ آپ نے ارشاد فرمایا ”عبدالغفور اللہ تعالیٰ سے تجارت کا سلسلہ شروع کرو۔“ بیدار ہوئے تو سمجھ گئے کہ اشارہ کس جانب ہے۔ چنانچہ تھوڑا بہت جو بھی پاس ہوتا اسے فقرا و مساکین کو کھانا کھلانے پر صرف کر دیتے۔ اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے ان کی آمدنی میں کئی گنا اضافہ فرما دیا تھا۔

آخری سانس لینے سے پہلے موجود اعزہ کو ہدایت فرمائی کہ حرم نبوی (علی صاحبہا الف الف صلوة و الف الف سلام) کے کبوتروں کو روزانہ دو بالٹی دانہ ڈالنا کبھی نہ بھولنا۔ (۱۲ عاشقان رسولؐ صفحہ ۳۳ تا ۳۴)

(۶۸) اشفاق حسین قریشی صاحب مصنف ۱۲ عاشقان رسولؐ تحریر فرماتے

ہیں کہ میں مدینہ طیبہ میں سکے والی گلی (ثقیفہ رصاص) میں محمد نحمے خاں صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے مجھے تین سو ریال دے کر فرمایا کہ جاؤ ایک بکرا خرید لاؤ۔ اللہ کے نام پر ذبح کرنا چاہتا ہوں۔ ابھی ابھی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مع صحابہ کرام تشریف لائے تھے۔ میں نے آپ کی خدمت اقدس میں عرض کیا کہ میری حالت بری ہے۔ اٹھنا بیٹھنا تک دشوار ہے۔ حرم شریف میں حاضری مشکل ہو گئی ہے۔ یہ بکرا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت پاک کی خوشی میں ذبح کرنا چاہتا ہوں۔“

چنانچہ بازار سے میں بکرا خرید کر لے آیا اور مکان کی ڈیوڑھی پر ذبح کرا کر اڑوس پڑوس میں تقسیم کر دیا۔ یہ تھے محمد نحمے خاں جن کا نام والدین نے ”محمد“ رکھا تھا لیکن عزیز واقارب میں نحمے خاں کے نام سے معروف تھے۔ زرگر خاندان سے تعلق تھا۔ کوچہ میاں سلطان، وہلی دروازہ لاہور میں مکان تھا۔ جہاں سے علامہ اقبال روڈ گڑھی شاہو منتقل ہو گئے تھے۔ رجحان طبع ٹیکنیکل امور کی جانب تھا۔ الیکٹریکل انجینئرنگ انسٹی ٹیوٹ سنٹرل انڈیا سے سند حاصل کرنے کے بعد مختلف شہروں میں ڈیزل جنریٹروں اور بجلی کے کاموں کو سرانجام دے کر روزی کما تے رہے۔ (۱۲ عاشقان رسول صفحہ ۴۴)

(۶۹) نو برس کی عمر میں پہلی مرتبہ محمد نحمے خاں کو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت بابرکت کا شرف حاصل ہوا تھا۔ بس تب ہی سے روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر حاضری کے لئے بے قرار رہنے لگے تھے۔ ایسی سچی لگن نے آپ کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے مدینہ طیبہ کا باسی بنا دیا۔ یہاں تک کہ وفات کے بعد بھی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جوار میں جنت البقیع میں قیامت تک کے لئے محو استراحت ہیں۔ آپ ۱۸۷۱ء میں پیدا ہوئے اور ۱۹۸۰ء میں وفات پائی (۱۲ عاشقان رسول صفحہ ۴۴ تا ۴۵)

(۷۰) ایک شب محمد نحمے خاں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت

پاک کی سعادت نصیب ہوئی۔ آپ نے انہیں ایک خط دے کر حکم فرمایا کہ یہ خط سعودی عرب کے حکمران ملک عبدالعزیز کو پہنچا دیا جائے۔ آنکھ کھلی تو ایک مفید ورق ہاتھ میں تھا جو بالکل کورا تھا۔ تحریر نظر نہیں آ رہی تھی۔ انہوں نے اسے تہہ کر کے واسکٹ کی جیب میں رکھ لیا اور ایک قافلہ کے ہمراہ یہ خط سلطان عبدالعزیز کو پہنچانے کے لئے روانہ ہو گئے۔ ابھی چند منزلیں طے ہوئی تھیں کہ ایک اونٹ سوار قافلے کے قریب آیا اور دریافت کیا کہ قافلے میں ”محمد“ نام کا کوئی شخص ہے۔ تمھے خاں نے کہا کہ میرا نام ”محمد“ ہے۔ چنانچہ یہ سوار انہیں اپنے ساتھ لے گیا اور سلطان عبدالعزیز کی خدمت میں حاضر کر دیا۔ سلطان نے ان سے وہ خط طلب کیا جو خواب میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں دیا تھا۔ تمھے خاں نے وہ خط سلطان کو دے دیا۔ خط وصول کرنے کے بعد سلطان عبدالعزیز نے تمھے خاں کو ہدایت کی کہ وہ واپس مدینہ طیبہ لوٹ جائیں اور وہاں جا کر بجلی کی تنصیب کا کام شروع کر دیں۔ معاون عملہ اور بجلی کا سامان بھیجا جا رہا ہے۔ چنانچہ وہ مدینہ منورہ لوٹ آئے اور یہاں کی گلیوں، سڑکوں اور حرم نبوی (علی صاحبہا صلوة و سلاما) میں بجلی کی تنصیب کا کام شروع کر دیا۔ کام ختم ہونے پر سلطان نے محمد تمھے خاں کا ماہانہ وظیفہ مقرر کر دیا اور جب بھی مدینہ منورہ تشریف لاتے تو انہیں انعام و اکرام سے الگ نوازتے تھے۔ (۱۲ عاشقان رسول صفحہ ۴۹)

(۷۱) ایک مرتبہ ایک پاکستانی نے منت سماجت کر کے محمد تمھے خاں کو راضی کر لیا کہ دونوں مل کر کاروبار کریں۔ روپیہ محمد تمھے خاں کا ہو اور محنت پاکستانی کی۔ محمد تمھے خاں نے خاصی بڑی رقم ان کے سپرد کر دی اور انہوں نے ایسی گھی کے کئی کنسترن تمھے خاں کے مکان کی چلی منزل میں لا کر رکھ دیئے۔ اسی رات محمد تمھے خاں کو خواب میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی۔ آپ نے خفا ہو کر فرمایا ”تمھے خاں جو کچھ تمہیں مل رہا ہے کیا تم اس سے مطمئن نہیں۔ یہ نیچے کیا ڈال لیا ہے“ بس پھر کیا تھا۔ نیند اڑ گئی۔ وضو کیا

اور روتے ہوئے حرم نبوی (علی صاحبہ صلوٰۃ و سلاما) کی طرف لپکے۔ نصف شب ہونے کی وجہ سے دروازے بند تھے۔ پس باب السلام کی ڈیوڑھی پر بیٹھ کر نوافل ادا کرتے رہے تا آنکہ تہجد کی اذان کے ساتھ باب السلام کھلا۔ وہ سیدھے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اقدس (علی صاحبہ صلوٰۃ و سلاما) پر حاضر ہوئے۔ اور جس جانب آپ کے پائے مبارک ہیں بیٹھ کر زار و قطار رونے لگے۔ بار بار معافی مانگتے رہے۔ نماز فجر ادا کرتے ہی گھی لانے والا شخص کو ڈھونڈ نکالا۔ اور جب تک تمام کنستراٹھوانہ دیئے چین سے نہ بیٹھے (۱۲) عاشقان رسول

(۷۲) محمد نحمے خاں "نصف شب بیدار ہوتے۔ وضو کرتے۔ چھ نوافل ادا کرنے کے بعد تلاوت کلام پاک میں مشغول ہو جاتے۔ جہاں جہاں اللہ کی رحمتوں کا ذکر آتا وجد میں آ جاتے۔ جہاں عذاب الہی کا تذکرہ ہوتا تو زار و قطار رونے لگتے۔ سجدے میں گر کر استغفار کرتے۔ فرمایا کرتے تھے کہ سجدے میں گر کر اللہ کی بارگاہ میں گڑ گڑا کر دعا مانگنے کا لطف ہی نرالا ہے۔ تہجد کی نماز کے لئے اذان ہوتی تو حرم نبوی (علی صاحبہ صلوٰۃ و سلاما) چلے جاتے اور وہاں تہجد پڑھتے۔ فجر کی نماز بھی وہیں ادا کرتے۔ گھر لوٹتے تو کھجور کی گٹھلیوں کا ڈھیر لگا لیتے اور آیت الکریمہ پڑھنا شروع کر دیتے حتیٰ کہ اشراق کا وقت ہو جاتا۔ اشراق کے نوافل ادا کرنے کے بعد ناشتہ کا اہتمام ہوتا جو مصاحب موجود ہوتے وہ بھی ناشتہ میں شریک ہوتے۔ کھانے کا ذوق رکھتے تھے اس لئے ناشتہ اور کھانے پر طرح طرح کے کھانے ہوتے جن سے مصاحب بھی لطف اندوز ہوتے۔ ناشتہ کے بعد آرام کرنے کے لئے لیٹ جاتے۔ دوپہر کا کھانا نماز ظہر کے بعد تناول فرماتے۔ عصر سے مغرب تک مختلف دینی مسائل پر موجود لوگوں سے محو گفتگو رہتے۔ نماز مغرب کے بعد اوامین کے نوافل ادا کرتے۔ عشاء کی نماز اول وقت ادا کرتے۔ رات کو کھانا نہیں کھاتے تھے۔ البتہ کوئی مہمان ہوتا تو اس کے ساتھ تھوڑا سا کھا لیتے تھے۔ فرماتے تھے کہ میں حضرت رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم کو چلتا پھرتا دیکھتا ہوں۔ کبھی کبھی نواحِ مدینہ منورہ میں غزوہ احزاب کی یادگار مسجد فتح میں چلے جاتے اور کئی کئی دن اور کئی کئی راتیں اسی مسجد میں عبادت میں گزار دیتے تھے۔ طبیعت میں جلال بھی تھا اور جمال بھی۔ مدینہ طیبہ میں حاضر ہونے والے اس شخص پر برس پڑتے جو ڈاڑھی منڈا (کلین شیو) ہوتا۔ فرماتے کس منہ سے اس مقدس شہر میں آئے ہو۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل پیرا نہیں ہو اور آپ کے روضہ مبارک پر حاضری دینا چاہتے ہو۔ فرمایا کرتے

جاگنا ہے جاگ لے افلاک کے سائے تلے

حشر تک سوتا رہے گا خاک کے سائے تلے

پانچ نکاح کئے لیکن اولاد صرف دو بیویوں سے ہوئی۔ آخری نکاح ضعیفی کے عالم میں کیا۔ یہ ہی اہلیہ شب و روز ان کی خدمت میں مصروف رہتی تھیں۔ ۱۰۹ سال عمر پائی (۱۲ عاشقان رسول صفحہ ۵۱ تا ۵۳)

(۷۳) نواکھالی (بنگلہ دیش) کے رفیق معظم بتاتے ہیں کہ انہیں راہِ حق کی جستجو ہوئی تو ایک رات خواب میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی اور انہوں نے خواب میں آپ کے دست مبارک پر بیعت کر لی اور اس کے بعد وہ مدینہ منورہ چلے گئے جہاں حکم ملا کہ منظور حسین سے بیعت ہو جاؤ۔ بس حکم ملا۔ اتہ پتہ نہ دیا۔ سرگرداں تھے۔ اضطراب بڑھتا جا رہا تھا۔ ایک روز مسجد نبوی میں نماز فجر کے بعد اچانک ایک صاحب ان کے سامنے آکھڑے ہوئے اور فرمایا ”میں منظور حسین ہوں“ تین روز رفیق معظم کو اپنے پاس رکھا۔ چوتھے روز فرمایا ”رفیق معظم قبلہ پیر سائیں کا فیض پوری دنیا کے لئے ہے۔ پیر سائیں اس وقت حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے جب فیصلہ ہوا کہ تمہیں میرے پاس بھیجا جائے۔ چنانچہ اسی فیصلہ کے مطابق تم مجھ تک پہنچے ہو اور پھر حضرت منظور حسین نے انہیں بیعت کر لیا۔

حضرت شیخ منظور حسین سندھی نقشبندی ”ضلع خیرپور کے گاؤں کوٹ ڈجی میں ۱۳۲۸ھ میں پیدا ہوئے۔ اعلیٰ تعلیم خیرپور میں حاصل کرنے کے بعد محکمہ تعلیم میں ملازم ہو گئے۔ نیک سرشت تھے۔ دین کی طرف غیر معمولی رغبت تھی۔ مرشد حق کا یہ متلاشی آخر کار رام پور (یوپی۔ بھارت) پہنچا جہاں بزرگ کامل محمد مجتبیٰ جنہیں لوگ ”پیر سائیں“ کہہ کر مخاطب کرتے تھے ان سے ملاقات ہو گئی۔ اسی روز بیعت کے مراحل طے ہو گئے اور مرید و مرشد کا رشتہ پختہ تر ہوتا چلا گیا یہاں تک کہ ایک روز مرشد نے مرید منظور حسین کو حکم دیا کہ وطن مالوف کو چھوڑ کر اس شہر کو اپنا وطن بنا لو جو باعث تخلیق کائنات حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا وطن ہے۔ پس حضرت منظور حسین نے رخت سفر باندھا اور ہمیشہ کے لئے مدینہ شریف کے ہو رہے۔ ۱۴۰۹ھ میں وہیں وصال فرمایا۔ تدفین جنت البقیع میں ہوئی۔ آپ کے حلقہ ارادت میں بے شمار لوگ تھے۔ فرمایا کرتے تھے فقر میں شریعت ہے، طریقت ہے، حقیقت ہے۔ شریعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمائی ہوئی باتیں ہیں۔ طریقت آپ کے عمل میں لائی ہوئی باتیں ہیں جبکہ حقیقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے احوال ہیں۔ فرمایا علم بے عمل اور صورت بے سیرت کسی کام کی نہیں۔ عمل ہی ایک ایسی چیز ہے جو سالکوں کو بلندیوں پر لے جاتا ہے۔

خیرپور میں حضرت محمد مجتبیٰ عرف پیر سائیں کا مزار مبارک مرجع خلایق ہے۔ (۱۲ عاشقان رسول صفحہ ۸۶ تا ۹۱ سے ماخوذ)

(۷۴) ”بخاری صاحب“ کے نام سے پکارے جانے والے قاری سید عبدالعزیز عالم شباب میں بخارا سے پیدل افغانستان آئے اور وہاں سے ہندوستان۔ مدرسہ فرقانیہ لکھنؤ سے قرأت میں سند حاصل کی اور درس نظامی مکمل کر کے یہیں استاد مقرر ہو گئے۔ ۱۳۷۰ھ میں پہلا حج کیا۔ دیار حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے ساتھ جو سب سے بڑا سرمایہ ساتھ لائے وہ حرمین شریفین کی بے پناہ محبت تھی۔ رفیقہ حیات بھی عابدہ و زاہدہ تھیں۔ انہیں ایک شب خواب میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی۔

اور بشارت ملی کہ وہ جلد ہی حج کی سعادت سے بہرہ ور ہوں گی۔ اس کے بعد غیب سے سامان ہو گیا۔ قاری صاحب نے فیصلہ کیا کہ اب دیار ہند واپس نہ جائیں گے اور باقی زندگی مدینہ طیبہ میں گزار دیں گے۔ بظاہر ناممکن سی بات تھی۔ جیب ہمیشہ خالی رہتی تھی۔ تھی داماں ہونے کے باوجود کسی سے سوال نہ کرتے تھے لیکن دنیا کی ہر ضرورت اللہ کی بارگاہ سے خود بخود پوری ہو جاتی تھی۔ جوان بیٹا ایک حادثہ میں موت کی آغوش میں چلا گیا تو جیسے غم کا پہاڑ ٹوٹ پڑا مگر بڑے ہی صبر و استقلال کے ساتھ اس سانحہ کو برداشت کیا یہاں تک کہ ایک روز خود بھی جنت البقیع کے عظیم الشان قبرستان میں ابدی نیند جا سوئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون (۱۲ عاشقان رسول صفحہ ۳۶ تا ۳۹ سے ماخوذ)

(۷۵) ایک مرتبہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں حکم دیا کہ مدینہ منورہ کی بلیوں کو خوراک بھی مہیا کرو۔ اس حکم کی تعمیل میں بابا جی خاکی کینوس کے تھیلے گلے میں ڈالے مدینہ طیبہ کی گلیوں میں گھوم کر ان تھیلیوں سے گوشت اور پھپھڑے نکال نکال کر وہاں کی بلیوں کو ڈالتے۔ وہ بھی بابا جی سے اس قدر مانوس ہو گئی تھیں کہ ان کی آمد سے پہلے ہی راستہ میں جمع ہو جاتی تھیں۔ بابا جی کو کوئی بلی بیمار نظر آتی تو اسے اٹھا کر اپنے مکان پر لے آتے۔ اس کا علاج کرتے اور صحت کے بعد اسے اسی علاقے میں چھوڑ آتے جہاں سے اٹھا کر لائے تھے۔ ضعیفی نے آگھیرا تو چھوٹی سی ایک ریڑھی خرید لی اور تھیلیوں کے بجائے اس پر گوشت اور پھپھڑے ڈال کر یہ خدمت سرانجام دیتے۔ ایک شب ایک تیز رفتار کار کی زد میں آ کر زخمی ہو گئے چنانچہ خود چل پھر نہ سکتے تھے۔ پس بابا جی نے ایک شخص کو دو ریال یومیہ پر یہ کام سپرد کر دیا۔ وہ بلیوں کو پھپھڑے اور کبوتروں کو دانہ ڈالتا اور بیمار بلیوں کا علاج کراتا (۱۲ عاشقان رسول صفحہ ۷۷ تا ۷۸)

بابا جی غلام رسول عوام الناس میں بابا جی بلیوں والے مشہور ہو گئے تھے۔ جالندھر (مشرقی پنجاب۔ بھارت) میں ۱۸۸۶ء میں پیدا ہوئے اور مدینہ طیبہ

میں ایک سو سال کی عمر پا کر ۱۹۸۶ء میں وصال فرمایا۔ جنت البقیع میں دفن ہیں۔ والد گرامی ولی محمد المعروف بلہادرزی تھے۔ جناب سید محمد عبدالعزیز شرقی المدنی کے والد بزرگوار مولانا حکیم سید فضل محمد جالندھری نے بابا جی کی بسم اللہ شریف کرائی تھی۔ بابا جی کو بچپن سے بزرگان دین کے مزارات پر حاضری کا شوق تھا۔ ایک دن حضرت شاہ علیم اللہ کے مزار پر حاضر تھے کہ ندا آئی۔ مانگو کیا مانگتے ہو۔ بابا جی اس وقت جالندھر کے اسکول میں زیر تعلیم تھے۔ کہنے لگے دعا فرمائیے میں امتحان میں کامیاب ہو جاؤں۔ ندا آئی اس سے بھی بڑھ کر یہ خوشخبری ہے کہ تم روزانہ ہمارے کبوتروں کو دانہ ڈالتے ہو اللہ تعالیٰ تمہیں مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے کبوتروں کو دانہ ڈالنا نصیب کرے گا اور ایسا ہی ہوا کہ بابا جی ہمیشہ ہمیشہ کے لئے مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے ہو کر رہ گئے۔

(۷۶) حضرت سید بدر عالم میرٹھی مہاجر مدنی مدینہ منورہ میں بیماری کی وجہ سے صاحب فراش تھے۔ ایک روز اپنے ایک عزیز کے ذریعہ بابا جی غلام رسول کو اپنے پاس بلایا اور ان سے فرمایا کہ شدید علالت کی وجہ سے میں خود مکہ معظمہ جا کر حج ادا نہیں کر سکتا۔ آپ میرا حج بدل ادا کریں۔ بابا جی نے فرمایا کہ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں عرض کروں گا اور اجازت طلب کروں گا۔ چند دن بعد بابا جی مولانا سید بدر عالم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور فرمایا کہ حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس سے اجازت نہیں ملی۔ آپ کوئی اور بندوبست کر لیں۔ بعد میں مولانا سید بدر عالم نے مصاحبین سے کہا اندازہ تو لگاؤ کہ بابا جی غلام رسول کا کیا مقام ہے (۱۲) عاشقان رسول صفحہ ۷۹ تا ۸۰)

(۷۷) ابھی مدینہ منورہ میں ہی تھے کہ ایک شب بابا جی غلام رسول نے خواب دیکھا کہ ایک شخص حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کر رہے ہیں کہ مجھے بابا جی غلام رسول کو کچھ عرصہ کے لیے بیت المقدس

لے جانے کی اجازت مرحمت فرمائیں۔ میں انہیں اپنے ہمراہ رکھوں گا۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت مرحمت فرمادی باباجی کی آنکھ کھلی تو بے حد مسرور تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت بابرکت کے ہمراہ انبیاء علیہم السلام کی سر زمین بیت المقدس جانے کی اجازت بھی مل گئی۔ جو بڑی سعادت ہے۔ یہ غیبی اجازت ملنے کے بعد باباجی مولانا محمد اسماعیل غزنوی کا رقعہ لے کر شیخ المسلمین عبدالرحمن کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ انہوں نے پاسپورٹ وغیرہ کی تمام پابندیاں ختم کرا دیں جس کے نتیجہ میں باباجی مدینہ منورہ سے پیدل روانہ ہوئے۔ خیبر، تبوک، مدائن سے ہوتے ہوئے بیت المقدس پہنچ گئے۔ پھر وہاں معمول بن گیا۔ دن بھر روزہ رکھتے اور رات کو بیت المقدس میں عبادت کرتے۔ دو وقت کا کھانا لنگر سے مل جاتا۔ دوسری ضروریات پوری کرنے کے لئے نہایت قلیل معاوضہ پر بیت الخلاء صاف کرتے۔ یوں پانچ برس دیار انبیاء کرام میں گذر گئے۔ مقام الخلیل میں حضرت ابراہیمؑ حضرت یعقوبؑ اور حضرت یوسفؑ کے مزارات پر جھاڑو دیتے۔ موقع ملتا تو حضرت داؤد علیہ السلام حضرت سلیمان علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مزارات پر بھی حاضری دیتے اور رورو کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعائیں کرتے۔

(۷۸) ایک رات پھر خواب میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی باباجی غلام رسول کو زیارت نصیب ہوئی۔ حکم ملا کہ اب بیت المقدس سے کوچ کرو اور مدینہ منورہ چلے آؤ۔ حکم کی تعمیل کی اور مدینہ طیبہ لوٹ آئے۔ یہاں شیخ فضل الہی کے لنگر کے انچارج مقرر ہوئے۔ اقامت گاہ بھی مل گئی۔ دو وقت کھانے کے علاوہ ۲۵ ریال ماہانہ معاوضہ ملے ہوا۔ باباجی یہ رقم بھی غریب و مساکین میں تقسیم کر دیا کرتے تھے۔ شیخ فضل الہی کے انتقال کے بعد لنگر کا یہ سلسلہ ختم ہو گیا لیکن باباجی نے ہمت نہ ہاری اور حضرت پیر جماعت علی شاہؒ کے قائم کئے ہوئے ”جماعت خانہ“ سے لنگر جاری کرا دیا باباجی اس لنگر سے کھانے کے علاوہ تسمیعیں اور ٹوپیاں بھی تقسیم کرتے تھے (۱۲ عاشقان رسول صفحہ ۷۶)

بابا جی بیت المقدس سے جب مدینہ منورہ روانہ ہونے لگے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مزارات مبارک پر حاضری دی۔ دونوں مقامات سے انہیں ایک جیسا پیغام ملا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہمارا سلام عرض کرنا کیوں کہ وہ ہم سب نبیوں کے سردار ہیں (۱۲ عاشقان رسول صفحہ ۷۹)۔

بیت المقدس میں ایک روز بابا جی ایک مزار کے گرد جھاڑیاں صاف کر کے ستانے بیٹھے ہی تھے کہ نفل ادا کرنے کا خیال پیدا ہوا اور نفل ادا کرنے کے لئے نیت باندھی ہی تھی کہ کسی کے آنے کی آہٹ سنائی دی۔ اس کے ساتھ ہی آواز آئی۔۔۔ السلام علیکم یا سیدنا عزیر علیہ السلام۔ جواب میں آواز آئی۔ وعلیکم السلام یا سیدنا عیسیٰ علیہ السلام۔۔۔ غرض یہ شان تھی بابا جی کی کہ انہیں دو جلیل القدر پیغمبر کی آوازیں سننے کا اعزاز بھی حاصل ہوا (۱۲ عاشقان رسول صفحہ ۷۳)۔

(۷۹) شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلوی ثم مدنی فرماتے ہیں کہ میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی میرے ساتھ تھے۔ انہوں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی کہ زکریا کو آپ کی خدمت اقدس میں حاضری کا بڑا اشتیاق ہے جبکہ میرا جی چاہتا ہے کہ ان سے ابھی کچھ کام لیا جائے۔ اس کے بعد فرماتے ہیں کہ میں حیرت میں پڑ گیا کہ میں ناکارہ کس کام کا ہوں۔ سوچتا رہا۔ کچھ دنوں بعد خیال آیا کہ ”ذکر“ کی لائن ٹوٹ گئی ہے۔ ہندوستان اور پاکستان کی اکثر خانقاہیں برباد ہو گئی ہیں۔ اس لئے شاید حضرت گنگوہی کا یہی منشاء ہے کیونکہ ذکر و شغل ان خانقاہوں کا اہم مشغلہ تھا۔ آخر وقت میں حضرت گنگوہی نے آنکھوں کی معذوری کی وجہ سے پڑھنا پڑھانا چھوڑ دیا تھا لیکن ذکر و اذکار کا اہتمام بہت زیادہ ہو گیا تھا۔ اس لئے بندہ معذوری کے باوجود لندن، افریقہ، پاکستان، جہاں کہیں بھی خانقاہ قائم کرنے کا وعدہ ہوا جس حال میں ہوں پہنچنے کی کوشش کرتا ہوں تاکہ ذکر کا کام اللہ تعالیٰ کے فضل سے کچھ چل جائے اور سرخروئی نصیب ہو۔ (۱۲ عاشقان رسول صفحہ ۷۱ تا

(۷۲) ”فضائل ذکر“ حضرت شیخ الحدیث کی مشہور کتاب ہے۔

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا ضلع مظفر نگر (یو پی۔ بھارت) کے مشہور قصبے کاندھلہ میں ۱۱ رمضان المبارک ۱۳۱۵ھ مطابق ۱۲ فروری ۱۸۹۸ء بروز جمعرات پیدا ہوئے۔ ۱۳۸۸ھ سے مستقلاً ”مدینہ منورہ ہی میں مقیم ہو گئے تھے اور سعودی و طینت حاصل ہو گئی تھی۔ ۲۴ جولائی ۱۹۸۲ء مطابق یکم شعبان ۱۴۰۲ھ کو وصال فرمایا اور جنت البقیع میں دفن کئے گئے۔ اردو اور عربی میں آپ کی تصانیف کی تعداد ایک سو سے زیادہ ہے۔ قرآن مجید کے بعد کوئی کتاب کثرت اشاعت میں شیخ الحدیث کی فضائل کی کتابوں کی اشاعت کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ اب تک ان کے سات غیر ملکی اور گیارہ ملکی زبانوں میں تراجم ہو چکے ہیں جن کے لاکھوں نسخے پوری دنیا میں شائع ہوتے رہتے ہیں۔ ذکر جہر کی مجالس کا اہتمام کرنے کی آپ بہت ترغیب فرماتے تھے۔ فرمایا اگر تم تبلیغ کی کوشش کے ساتھ ساتھ ذکر پر بھی مداومت رکھو گے تو انشاء اللہ عجیب و غریب برکات دیکھو گے۔ جو کچھ کرو اللہ کو راضی کرنے کے لئے کرو۔ اللہ کا نام کتنی ہی غفلت سے لیا جائے! اثر کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ میرے دوستو مالک کے سامنے جھک جاؤ تو ساری چیزیں تمہارے سامنے جھک جائیں گی۔ فرماتے تھے ابھی وقت ہے جو کچھ آخرت کے بینک میں جمع کرنا ہے جمع کر دو۔

(۸۰) حضرت حافظ عبدالکریم کا روضہ عید گاہ راولپنڈی میں مرجع خلافت ہے۔ آپ نے فرمایا کہ جب پہلی مرتبہ حج سے فارغ ہو کر مدینہ منورہ جانے کی تیاری کی تو بعض وجوہات کی بنا پر حکومت نے حاجیوں کو وہاں جانے سے روک دیا جس کی وجہ سے طبیعت بے چین ہو گئی۔ خیال آیا کہ شاید حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقیر سے ناراض ہیں۔ اس حیرانی و پریشانی میں نیند اڑ گئی۔ ہر وقت گریہ زار رہتا۔ ایک رات تہجد کے وقت حالت مراقبہ میں دیکھا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ہیں اور بڑی مہربانی اور شفقت سے

فرما رہے ہیں کہ ”حافظ صاحب گھبرائیں نہیں اس وقت واپس جانا ہی مناسب ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ آپ کو پھر بلائیں گے۔ اس سے طبیعت کو سکون و آرام نصیب ہوا اور حسب ارشاد واپس آ گیا۔ کچھ عرصہ بعد حاجی نور دین ”سوداگر چرم“ ساکن پشاور راولپنڈی آئے اور فرمایا کہ ہم حج کو جا رہے ہیں آپ بھی ہمراہ تشریف لے چلیں۔ میں نے کہا ابھی میرا ارادہ نہیں۔ جب حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بلائیں گے تب جاؤں گا چنانچہ وہ بمبئی پہنچ گئے اور مجھے دوبارہ آنے کو کہا۔ میں نے بذریعہ تار وہی جواب دے دیا۔ اسی رات تہجد کی نماز کے بعد اسی خیال میں سو گیا۔ خواب میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی۔ آپ نے بڑی شفقت سے میرے سر پر بوسہ دیا اور فرمایا ”یا حافظ تعالیٰ“ (حافظ صاحب آ جاؤ) پس میں فوراً تیاری کر کے حج کے لئے روانہ ہو گیا۔ جب جہاز وسط سمندر میں پہنچا تو زبردست طوفان آ گیا اور جہاز کے تہ خانوں میں آگ لگ گئی۔ جہاز کھڑا کر دیا گیا۔ سب تہجان پریشان ہو کر واویلا کرنے لگے۔ میں نے سب کو مخاطب کر کے کہا کہ اب مال و دولت اور بال بچوں کو یاد کرنے کا وقت نہیں۔ اللہ تعالیٰ کو یاد کرو تاکہ غفلت میں جان نہ نکلے اور خاتمہ بالآخر ہو۔ اس کے بعد جہاز کی بالائی منزل پر پہنچ کر نماز میں مشغول ہو گیا۔ پھر مراقبہ کیا تو حضرت پیران پیر شیخ عبدالقادر جیلانی تشریف لائے اور فرمایا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو سلام علیک فرماتے ہیں اور آپ کے آنے کی مبارکباد دیتے ہیں۔ چنانچہ اس سے مجھے جہاز کی خیریت کا یقین ہو گیا اور کہا اے لوگو مبارک ہو۔ آگ بجھ گئی۔ اس وقت شعلے بدستور اٹھ رہے تھے۔ لوگ کہنے لگے حضور آگ اسی طرح ہے۔ میں نے کہا بجھ گئی ہے۔ میرا یہ کہنا تھا کہ یک دم زور سے ایک دھماکا ہوا جس سے آگ کے شعلے آسمان کی طرف اڑ گئے اور جہاز خیر و عافیت سے منزل مقصود پر پہنچ گیا۔ آپ کی یہ کرامت دیکھ کر بہت سے لوگ بیعت ہو گئے۔ (شمال نقشبند

از صلاح الدین صاحب بی۔ اے۔ صفحہ ۲۲۷)

(۸۱) حاجی نواب خاں ولد عمر خاں راجپوت ساکن میر محمد علاقہ قصور جو اہل حدیث مشرب تھے بیان کرتے ہیں کہ مجھے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی خواہش تھی۔ مولوی عزیز الدین صاحب امام مسجد پتوکی نے مجھے ترغیب دی کہ حضرت میاں شیر محمد صاحبؒ کی خدمت میں شرقپور جاؤں۔ پس میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اظہار مدعا کیا اور یہ بھی کہا کہ میں نے سنا ہے کہ آپ مکہ شریف میں کبھی کبھی نماز ادا فرماتے ہیں۔ آپ نے نفی میں جواب دیا اور فرمایا تم کو کس نے بتایا۔ میں نے کہا مولوی عزیز الدین صاحب نے۔ تو آپ نے انہیں سرزنش کی۔ بعد ازاں میرے زانوؤں کو دبا کر فرمایا کہ نمازِ عشاء کے بعد چار سو مرتبہ درود شریف خضریٰ (صلی اللہ علیٰ علیہ وسلم) پڑھ کر کسی سے کلام کئے بغیر سو جایا کرو۔ انشاء اللہ تم کو گوہر مقصود مل جائے گا۔ میں نے آٹھ روز یہ عمل کیا۔ نوافل تہجد ادا کرنے کے بعد جا نماز پر بیٹھا ہوا تھا کہ مجھے اونگھ آگئی۔ ناگاہ کیا دیکھتا ہوں کہ میں بیت اللہ شریف میں ہوں اور میرے آگے میاں شیر محمد صاحب طواف فرما رہے ہیں۔ میں نے بھی آپ کی تقلید کی۔ بعدہ عرض کیا کہ آپ تو فرماتے تھی کہ ہم یہاں تشریف نہیں لایا کرتے۔ آپ نے مجھے خاموش رہنے کو فرمایا۔ بعدہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مع اصحاب اربعہؓ اور دس جلیل القدر صحابہ اکرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے تشریف لائے اور حضرت میاں صاحبؒ نے مجھے ان بزرگوں کے اسماء گرامی بتائے۔ میں نے دیکھا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سراپا نور ہیں۔ میرے قلب پر آپ کی زیارت سے ایک خاص کیفیت طاری تھی۔ میں نے میاں صاحبؒ کو آب زمزم لے جانے کو کما نیز عرض کیا کہ مجھے اپنے ہمراہ باطنی راستے سے واپس لے چلیں کیونکہ مجھے بحری راستے سے کوفت ہوتی ہے۔ آپ نے مجھے خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔ بعدہ تمام جماعت وہاں سے روانہ ہو

گئی اور مدینہ شریف آگئی۔ پھر میں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ مبارک (علی صاحبہ صلوٰۃ و سلاما) کی بھی زیارت کی اور میاں صاحب کی خدمت میں عرض کیا کہ یہاں سے احباب و رفقاء کے لئے کھجوریں تیر کا لے چلیں۔ آپ نے مجھے پھر خاموش رہنے کی ہدایت فرمائی۔ میں نے عرض کیا مجھ سے بحری راستہ کی تکلیف برداشت نہ ہوگی۔ اس پر آپ نے فرمایا میرے پاؤں پر پاؤں رکھ اور آنکھیں بند کرو۔ میں نے ایسا ہی کیا اور چشم زدن میں اپنے آپ کو لاہور میں پایا اور وہاں سے راجہ جنگ کا ٹکٹ لیا۔ اس اسٹیشن پر اتر کر گاؤں کی طرف جا رہا تھا کہ آنکھ کھل گئی۔ دیکھا تو وہی جا نماز اور وہی مکان تھا۔ جب حج بیت اللہ کے لئے گیا تو مکہ شریف میں وہ سب مکان جو خواب میں دیکھے تھے دیکھ لئے۔ ہو بہو سب کچھ وہی تھا جو خواب میں دیکھا تھا۔ میں اس سے پہلے بہت سے علماء کے پاس گیا مگر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت بابرکت سے مشرف نہ ہوا۔ گو ان علماء نے مجھ سے بڑے بڑے چلے کٹوائے (خزینہ معرفت المسمی بہ تذکرہ شیریزدائی از صوفی محمد ابراہیم صاحب قسوری)

حضرت شیر محمد شر قپوری کے مورث اعلیٰ کابل سے ہجرت کر کے پنجاب آئے اور قصور میں مقیم ہوئے۔ وہیں میاں صاحب ۱۸۶۵ء میں پیدا ہوئے۔ خوش نویسی آبائی پیشہ تھا یہی اختیار کیا علوم ظاہری و باطنی سے فارغ ہو کر بابا امیر الدین کے دست حق پرست پر بیعت کی اور ہدایت کے مطابق اشغال نقشبندیہ میں سلوک کے منازل طے کئے۔ ہزار ہا بندگان خدا نے آپ سے فیض حاصل کیا۔ خلاف شریعت کاموں سے سخت نفرت تھی۔ مروجہ تصوف کے بھی خلاف تھے اور فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ اپنا بندہ بنا لے مگر کسی کو سجاہ نشین نہ بنائے۔ سخت مجاہدات و عبادات و ریاضت کی وجہ سے بہت کمزور ہو گئے تھے۔ چنانچہ تپ محرقہ میں مبتلا ہو کر ۳ ربیع الاول ۱۳۳۷ھ مطابق اگست ۱۹۲۸ء

وصال فرمایا اور شرقپور شریف میں دفن ہوئے جو ضلع شیخوپورہ میں لاہور سے ۲۰ میل دور واقع ہے۔ آپ نے پنجاب کے گوشے گوشے کو اپنے انوار باطن سے روشن کر دیا تھا۔ آپ کے بابا صاحب حضرت امیر الدینؒ ۱۲۰۷ھ میں ضلع گورداس پور (شرقی پنجاب) میں پیدا ہوئے۔ گگے زئی خاندان سے تھے ان دنوں دھرم کوٹ کے قریب قصبہ اڑ محترم میں ایک نقش بندی بزرگ سید امام علی شاہؒ تھے جن کا بڑا شہرہ تھا۔ آپ ان کے مرید ہو گئے۔ سید صاحبؒ نے آپ کو اپنی اراضی کی دیکھ بھال کے لئے کوٹلا پنجوبیگ بھیج دیا۔ وہاں سے آپ کی شہرت دور دور پھیل گئی۔ بوجہ احترام لوگ اس جگہ کو کوٹلا شریف کہنے لگے جہاں آپ نے ۱۹۱۲ء ۱۳۳۲ھ میں سوا سو برس کی عمر یا کر وصال فرمایا۔

(۸۲) اولیائے نقشبندیہ کے مولف مرحوم محمد امین شرقپوری اپنی اس کتاب کے صفحہ ۳۲۸ پر لکھتے ہیں کہ میرے ایک دوست جنہیں حضرت میاں شیر محمد شرقپوریؒ سے بے حد محبت ہے اور بچپن میں میاں صاحبؒ کو ظاہری آنکھوں سے دیکھا بھی ہے بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ عالم رویا میں انہوں نے یہ عجیب واقعہ دیکھا کہ ان کی قبر کھل گئی ہے اور اس میں سے خوشبو کی لپٹیں نکل رہی ہیں۔ تھوڑی دیر کے بعد چند لوگوں نے انہیں قبر سے باہر نکالا۔ بالکل نو عمر معلوم ہوتے ہیں اور باہر نکلتے ہی نو عمر لڑکوں کی طرح اچھلتے کودتے میاں صاحبؒ کی طرف دوڑتے ہیں جو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور صف پر دوڑاؤ بیٹھے ہیں۔ اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مرصع لباس زیب تن فرمائے بلند چبوترے پر ایک تخت پر نہایت شان و شوکت سے تشریف فرما ہیں۔ میاں صاحبؒ کے قریب پہنچ کر محبت اور شوقی سے دونوں ہاتھ ان کی گردن میں حائل کر کے ان کے کندھے پر سوار ہو جاتے ہیں۔ اور میاں صاحبؒ نہایت شفقت سے انہیں اپنی پشت مبارک سے اتار کر برابر بیٹھنے کا اشارہ فرماتے ہیں اور ان کی نگاہیں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ

و سلم پر پڑتی ہیں ادھر آپؐ زیر لب مسکراتے ہوئے انہیں دیکھتے ہیں اور یہ میاں صاحبؒ کو اشارہ سے متوجہ کرتے ہوئے کہتے ہیں ”وہ رہے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم“۔ اس پر میاں صاحبؒ فرماتے ہیں۔ ”چپ ہو جاؤ۔ یہاں شوخی نہ کرو اور خاموشی سے بیٹھ جاؤ“۔ اسی اثناء میں آنکھ کھل گئی۔

(۸۳) ۲۳ اکتوبر ۱۹۱۲ء کو قطب زماں حضرت خواجہ عبدالخالقؒ نے فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک باغ میں کرسیاں بچھی ہوئی ہیں۔ درمیان میں ایک بہت بڑا تخت ہے مجلس لگ رہی ہے۔ ارد گرد ایک فصیل سی ہے جس میں ایک بڑا دروازہ ہے۔ تمام جگہ خوبصورتی کے لئے رنگین کانڈ لٹک رہے ہیں۔ تخت پر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم جلوہ افروز ہیں اور چاروں طرف کرسیوں پر صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین اور اولیائے عظام رونق افروز ہیں اور منتظمین جلسہ سید دین علی شاہ، مست نعمت علی خاں، امیر احمد شاہ، منشی لال محمد، شیخ نبی بخش اور مولوی زین العابدین وغیرہ ہیں۔ پھر میں حاضر ہوا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے مجھے تخت کے بائیں جانب کرسی پر بٹھایا۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے دیکھا تو مسکرا کر فرمایا کہ ان کی کرسی داہنی جانب لے جاؤ۔ یہ صلہ ان کو یتیم پروری کا ہے۔ اتنے میں مست نعمت علی خاں ایک روپیہ نذرانے کا میرے پاس لایا۔ میں نے کہا حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ و سلم کے پاس لے جاؤ۔ وہ آپؐ کے پاس لے گیا تو آپؐ نے اسکا منہ چومایا اس کو اپنا لعاب دہن عطا فرمایا۔ پھر اپنے دست مبارک سے نعمت علی کے سر پر دستار باندھی۔ اتنے میں میں اٹھ کر باہر آیا۔ دیکھتا ہوں کہ دروازہ کے باہر جوتیوں کے پاس حافظ محمد یعقوب اور بہت سے ملنے والے کھڑے ہیں۔ حافظ صاحب کی صورت پڑمردہ اور رنگ سیاہ ہو رہا ہے۔ میں نے حافظ صاحب سے کہا تم اندر کیوں نہیں آتے تو انہوں نے جواب دیا کہ جگہ نہ ملی۔

اتنے میں آنکھ کھل گئی (معاون تبرکات خاتیہ از منشی عاشق علی خاں ناطق۔ کلا نوری صفحہ ۲۳۰ تا ۲۳۱)

شمس الکوئین حضرت خواجہ عبدالخالقؒ نے فرمایا کہ میں نے تو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ رہنے کے لئے یتیم خانہ بنوایا ہے۔ ۱۳ مارچ ۱۹۰۷ء کو بعد نماز فجر فرمایا کہ نماز فرض عین ہے۔ روزہ حج اور دیگر عبادات تو ایک دوسرے کا ادا کر سکتے ہیں مگر نماز جب تک خود ادا نہ کی جائے ادا نہیں ہو سکتی۔ نو سال کی عمر سے تا حال میری ۵۷ نمازیں قضا ہوئیں ہیں جن کو میں کئی مرتبہ ادا کر چکا ہوں لیکن پھر بھی قضاے نماز کا غم دل پر ہے۔ فرمایا پیروہی ہے جو ہر موٹے تن سے اللہ اللہ کرادے۔ فرمایا دیوانوں اور مستوں کو چھیڑنے میں نقصان کا اندیشہ ہے۔ فقیروں کو خواہ کتنا ہی میلا کچھلا ہو کبھی برا نہ سمجھنا چاہئے۔

(۸۴) سید دین علی شاہؒ سے مرقوم ہے کہ ۱۵ جون ۱۹۰۴ء کو حضرت خواجہ محمد عبدالخالقؒ نے اپنے والد ماجد حضرت خواجہ قادر بخش کی خانقاہ میں فرمایا کہ جب میری عمر تین سال کی تھی تو فرشتان الہی میں مجھے ”قطب زماں“ پکارا جاتا تھا۔ میرے سینے کو چیر کر دل نکالا گیا اور اس کو صاف کر کے پھر رکھا گیا تھا۔ یہ بھی فرمایا کہ سات سال کی عمر میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر تمام انبیاء علیہم السلام نے اپنی زبان مجھے چسائی اور فرمایا کہ ہم نے اپنا سارا علم تمہیں دے دیا۔ (معاون تبرکات خاتیہ صفحہ ۲۶۲)

(۸۵) قطب زماں حضرت خواجہ محمد عبدالخالقؒ نے ایک مرتبہ خواب میں دیکھا کہ ایک نہایت وسیع میدان ہے جس میں دو چار پائیاں بچھی ہیں۔ ایک پر میں لیٹا ہوا ہوں اور میرے گرد خورشید علی، حافظ عبدالعزیز اور مولوی محمد عظیم وغیرہ بیٹھے ہوئے ہیں۔ اتنے میں میرے والد بزرگوار قبلہ عالم شمس الکوئین

خواجہ قادر بخش "تشریف لائے۔ اس کے بعد شیخ احمد صاحب، حاجی محمود صاحب اور میرے والد کے خلفاء آئے اور پھر صوفی بدرالدین وغیرہ وغیرہ۔ میں ہر چند چاہتا تھا کہ اٹھ کر بیٹھ جاؤں مگر ضعف و نقاہت سے مجبور تھا۔ میرے والد صاحب نے فرمایا کہ حضرت آدم، حضرت نوح، حضرت شیث اور حضرت ابراہیم علیہم السلام تشریف لا رہے ہیں۔ میں نے پھر اٹھنا چاہا مگر میرے والد صاحب نے فرمایا کہ بولومت۔ پھر معلوم ہوا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لا رہے ہیں۔ میں نے اٹھنے کی کوشش کی تو مولوی عظیم نے میرے سر کے نیچے ہاتھ کا سہارا دے کر اٹھایا اور میرے پیچھے بیٹھ گئے۔ پھر ایک حضرت نے اٹھ کر مجھے پھولوں کے اتنے ہار پہنائے کہ دونوں چار پائیاں پھولوں سے لد گئیں۔ پھر ایک جامہ پہنایا گیا جو نہایت قیمتی ہفت رنگ کا تھا۔ یہ فرما کر آپ آبدیدہ ہو گئے اور فرمایا میں ایک بہت گنگار بندہ ہوں، مگر یہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذرہ نوازی ہے کہ مجھ کو آپ کے حکم سے ہارا اور جامہ پہنایا گیا بعدہ ایک دستار حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے میرے سر پر باندھی اور فرمایا کہ دنیا میں تجھ کو سردار کیا گیا تھا۔ اب تجھ کو آخرت کی سرداری بھی دی جاتی ہے۔ میں نے ان ہاروں میں سے کچھ تو صوفی بدرالدین کو اور کچھ مولوی محمد عظیم کو دئے اور اسی طرح دوسرے لوگوں میں تقسیم کر رہا تھا کہ آنکھ کھل گئی۔ (معاون تبرکات خاتیہ صفحہ ۴۲۴ تا ۴۲۵)

(۸۶) بمقام بٹالہ (مشرقی پنجاب) ایک روز حضرت خواجہ محمد عبدالخالق نے فرمایا کہ میں نے ختم شریف سے چند روز پہلے خواب میں دیکھا کہ ایک نہایت عمدہ مسجد ہے اور اس کے جنوب میں وضو کرنے کی جگہ بنی ہوئی ہے۔ ظہر کا وقت ہے اور میں استنجاء کر کے اٹھا ہوں۔ اتنے میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہوئے اور ایک برتن پانی سے بھرا کر میرے نزدیک رکھ

دیا۔ ناچار میں نے استنجاء کیا۔ اس کے بعد آپؐ ایک اور برتن بھر کر لائے اور فرمایا کہ اس سے وضو کر لو۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے کیا قصور سرزد ہوا ہے۔ آپؐ مسکرائے اور وضو کراتے جاتے تھے۔ میں اپنے دل میں بہت شرمندہ ہو رہا تھا۔ میں نے پھر دریافت کیا کہ مجھ سے کیا قصور ہوا جس کی یہ سزا دی جا رہی ہے۔ آپؐ مسکراتے ہوئے واپس تشریف لے گئے اور اتنے ہی میں میری آنکھ کھل گئی۔ (معاون تبرکات خالقہ)

(۸۷) ۷ جنوری ۱۹۱۷ء کو شمس الکوینین حضرت خواجہ محمد عبدالخالقؒ نے فرمایا کہ میں نے خواب میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تشریف فرما دیکھا۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ عبدالخالق تجھے معلوم ہے کہ آج میرے وصال کا دن ہے۔ یہ سنتے ہی میری چیخ نکل گئی۔ زور زور سے رونے لگا۔ یہ سن کر میری بیوی نے جگایا کہ حضرت آپؐ کو کیا ہوا۔ صبح باہر آیا تو گریہ و زاری میں تھا۔ بہت عمدہ کھانے پکوا کر صداہا آدمیوں کو کھلائے۔ (معاون تبرکات خالقہ صفحہ ۲۲۲)

(۸۸) سوندھے خاں ساکن نگران ضلع ہوشیار پور سے نقل ہے کہ میں اپنے بھائی کے ہمراہ فوج میں ملازم تھا۔ عدن گیا۔ وہاں ایک بزرگ سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے میرا وطن دریافت کرے کے بعد پوچھا کہ وہاں قصبہ جمانخیل بھی ہے اور وہاں کوئی بزرگ خواجہ قادر بخشؒ بھی ہیں۔ میں نے کہا خواجہ صاحب کی تو حال ہی میں وفات ہو گئی۔ یہ سن کر انہوں نے اس قدر آہ و زاری کی کہ ان کو غش آگیا۔ میں یہ حالت دیکھ کر سخت متعجب ہوا جب ان کو ہوش آیا تو مجھ سے پوچھا کہ وہاں تم نے ان کو دیکھا تھا۔ میں نے کہا جی ہاں دیکھا تھا۔ یہ سن کر وہ پھر گریہ و زاری کرنے لگے اور پھر وہی حالت ہو گئی غرض تمام شب انہوں نے اسی طرح رو رو کر گزاری۔ صبح میں نے دریافت کیا کہ

آپ ان کو کس طرح جانتے ہیں۔ اس پر اس مرد پیر نے جواب دیا کہ میں اور وہ دونوں ایک ہی فوج میں ملازم تھے اور جب جنگ کابل میں راجہ رنجیت سنگھ گئے تو ہم دونوں ساتھ تھے۔ ان کا اور میرا ہمیشہ دستور رہا کہ اتوار پیر اور بدھ کو روزہ رکھتے تھے۔ وہ ہر صبح مجھ سے پوشیدہ ہو کر لوٹا اور جا نماز لے کر کہیں جایا کرتے تھے۔ ایک روز میں بھی چھپ کر تجسس میں ان کے پیچھے گیا۔ انہوں نے ایک تالاب پر وضو کیا اور مصلیٰ بچھا کر اذان دی۔ اتنے میں ایک سمت سے پانچ سوار غیب سے نمودار ہوئے، ان کے بدن پر سبز پر مزین تھے۔ انہوں نے آ کر سلام علیک کے بعد مصافحہ و معانقہ کیا اور پھر نماز کی تیاری کی۔ ان میں سے چار مقتدی اور ایک امام بن گیا۔ جماعت میں خواجہ صاحبؒ بھی شامل تھے۔ جب سلام پھیر کر فارغ ہوئے تو میں بھی قریب پہنچ گیا اور سلام کیا۔ انہوں نے میرے سلام کا جواب نہ دیا اور چپ چاپ گھوڑوں پر سوار ہو کر چلے گئے مگر خواجہ صاحبؒ نے میرے سلام کا جواب دیا۔ میں کئی روز تک ان سے پوچھتا رہا کہ یہ لوگ کون تھے اور آپ کے پاس کیوں آئے تھے۔ کئی روز یہی اصرار کرتا رہا مگر انہوں نے کوئی جواب نہ دیا۔ آخر جب میں نے اللہ تعالیٰ اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا واسطہ دیا کہ سچ بتائیں وہ کون لوگ تھے تو آپ نے فرمایا خبردار یہ راز کسی پر ظاہر نہ کرنا۔ یہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چاروں خلفائے راشدینؓ کے ہمراہ تھے۔ میں نے کہا پھر مجھے کس طرح زیارت ہو سکتی ہے۔ آپ نے فرمایا تیری قسمت میں یہی تھا۔ اگر تیری قسمت یاوری کرتی تو تو بھی نماز میں شامل ہوتا۔ اس بوڑھے آدمی نے اپنا نام عبدالغنی بتایا اور کہا میں ریاست ”کچھ“ علاقہ کاٹھیا واڑ (بھارت) کا رہنے والا ہوں (لمعات کمالات قادریہ صفحہ ۱۸۳ تا ۸۴)

(۸۹) ہمشیرہ کریم بخش ساکن جمانیل سے نقل ہے کہ ایک روز حضرت خواجہ قادر بخش قدس سرہؒ باہر سے گھر تشریف لائے۔ میں ان کے پیچھے پہنچ گئی

اور حضرت خواجہ صاحبؒ سے بیان کیا کہ ایک بزرگ تحصیل شکر گڑھ کے باشندے ہیں ان کے یہاں دو پٹھان آئے اور کہا کہ ہم آپ کے پاس آئے ہیں کہ ہمیں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہو جائے۔ آپ نے ان کو درود شریف کا ورد بتا دیا مگر چونکہ وہ ہلکے تھے اس وجہ سے صحت لفظی کے ساتھ ادا نہ کر سکے چالیس روز بعد آکر کہا ہماری مراد بر نہ آئی۔ آپ نے فرمایا جس طرح میں پڑھتا ہوں اس طرح پڑھو ضرور اثر ہو گا انہوں نے آپ کے فرمان کے مطابق پڑھا اور مراد کو پہنچے۔ خواجہ صاحبؒ میں اسی غرض سے حاضر ہوئی ہوں۔ آپ نے فرمایا مائی اس وقت مغرب کا وقت ہے پھر آنا۔ یہ کہہ کر خواجہ صاحبؒ نماز میں مشغول ہو گئے۔ میں گھر چلی گئی۔ دوسرے دن پھر حاضر خدمت ہوئی۔ خواجہ صاحبؒ نے فرمایا کہ اس بزرگ نے تو وظیفہ بتا کر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کرائی تھی جبکہ فقیر ابھی زیارت کرائے دیتا ہے اور اسی وقت مراقبہ فرما کر دربار رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم میں استدعا کی۔ تھوڑی ہی دیر بعد میں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مع صحابہ اکرامؓ زیارت کر لی۔ حضرت خواجہ صاحبؒ نے فرمایا مائی جو کچھ عرض کرنا ہے کر لے۔ پس میں نے دل کھول کر عرض و معروض کی۔ زہے قسمت کہ حضرت خواجہ صاحبؒ کے طفیل مجھے زیارت بابرکت کا شرف حاصل ہوا۔ کیوں نہ ہو کہ آپ نائب حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔

(لغات کمالات قادریہ صفحہ ۱۸۳ تا ۱۸۵)

(۹۰) مولوی ظہور الدین صاحبؒ نے خواب دیکھا کہ وہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اطہر (علی صاحبہ صلوٰۃ و سلاما) پر حاضر ہیں اور حضرت سائیں توکل شاہ صاحبؒ بھی حضوری میں حاضر ہیں مگر مولوی صاحبؒ کو باریابی نہیں ہوئی۔ باہر کھڑے ہیں۔ اتنے میں خود سائیں صاحبؒ نے آواز دی اور فرمایا کہ مولوی صاحب کو اندر آنے دو۔ (تذکرہ توکلیہ از نور احمد نور

قطب الاقطاب، حضرت خواجہ قادر بخشؒ کے خلیفہ اعظم تھے حضرت سائیں توکل شاہؒ ابھی خورد سال تھے کہ والدین وفات پا گئے۔ امی محض تھے۔ آپ کے مرشد حضرت خواجہ قادر بخشؒ نے آپ کی طبیعت میں خلقی و طبعی توکل دیکھ کر آپ کا نام توکل شاہ رکھا تھا۔ حضرت سائیں توکل شاہؒ کے اکثر مریدوں اور متوسلین کو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت خواب میں ہو جایا کرتی تھی۔ ۱۳ ربیع الاول ۱۳۱۵ھ مطابق ۱۸۹۵ کو وصال فرمایا۔ غیر مسلم بھی آپ کے بے حد معتقد تھے۔ انبالہ (مشرقی پنجاب) میں روضہ مرجع خلائق ہے۔

(۹۱) ایک مجذوب حضرت سائیں توکل شاہؒ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا کہ حضور گذشتہ رات حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور چاروں صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین آپ کے یہاں تشریف لائے تھے۔ جب حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واپس تشریف لے جا رہے تھے تو میں نے عرض کیا تھا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرا حصہ تو حضور علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات نے آپ کا نام لے کر فرمایا تھا کہ ان کے پاس جا۔ وہیں کھانا کھا اور وہیں تیرا حصہ ہے۔ ہم وہیں سے آرہے ہیں۔ اگر وہ رات والی بات درست ہے تو مجھ کو کھانا کھلا دیں۔ چونکہ وہ مجذوب کریمہ المنظر تھا کچھ مریدوں سے اس سے کچھ کہنا چاہا۔ اس پر سائیں صاحبؒ نے فرمایا ہوں ہوں کبھی عام لوگوں کے لباس میں خاص لوگ بھی ہوتے ہیں۔ آپ نے اس کو کھانا کھلایا پھر کچھ فرمانا چاہتے ہی تھے کہ وہ مجذوب بولا۔ ”حضرت جی میرا کام ہو گیا“ پھر وہ چلا گیا۔ بعد کو سائیں صاحبؒ نے فرمایا یہ ٹھیک کہتا تھا۔ بے شک رات کو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہاں تشریف لائے تھے (صفحہ ۱۳۷ تا ۱۳۸ ”ذکر خیر“ معروف بہ ”صحیفہ محبوب“ مرتبہ حضرت خواجہ محبوب عالم شاہ صاحبؒ خلیفہ اعظم حضرت سائیں توکل شاہ صاحبؒ)

(۹۲) حضرت سائیں توکل شاہؒ درود شریف کثرت سے پڑھا کرتے تھے۔

اللہم صلی علی سیدنا محمد و علی آل سیدنا محمد بعدد کل معلوم لک مائہ الف الف مرہ و بارک و سلم و صلی علیہ (اے اللہ درود بھیج اوپر ہمارے سردار محمد اور ”آل“ ہمارے سردار محمدؐ کے اپنی تمام معلومات کی تعداد کے برابر لاکھ لاکھ مرتبہ اور برکت و سلامتی نازل کر اور درود بھیج اوپر آپؐ کے)۔ ایک روز بعد نماز مغرب مراقبہ میں بیٹھے تھے تو دیکھا کہ ایک باغ ہے اور ایک چبوترہ پر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رونق افروز ہیں۔ حضرت سائیں صاحبؒ نہایت ادب کے ساتھ آپؐ سے ملے اور آپؐ نے سائیں صاحب کو اپنے سینہ مبارک سے لگا لیا اور پھولوں کا ایک ہار ان کے گلے میں ڈال دیا۔ اس سے پتہ چلا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس درود شریف میں بہت ہی خوشنودی ہے۔ (ذکر خیر صفحہ ۱۷۱)

(۹۳) اپنے مرشد شمس الکوین حضرت خواجہ قادر بخشؒ کے وصال کے بعد بھی سائیں توکل شاہ صاحبؒ حالانکہ آپ کے نامور خلیفہ تھے مگر کسی کو بیعت نہ کرتے تھے۔ جو کوئی بیعت ہونا چاہتا تھا اس کو حاجی صاحب جالندھریؒ سے بیعت کرا دیتے یا اپنے پیر بھائی خلیفہ عالم شاہ صاحبؒ کی خدمت میں بھیج دیتے۔ ایک روز آپ کو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا کہ تم لوگوں کو بیعت کیا کرو اور فیض پہنچایا کرو۔ اس کے بعد آپ نے بیعت کا سلسلہ شروع کیا۔ (لمعات کمالات قادریہ)

(۹۴) ایک مرتبہ حیات و موت کے مسئلہ پر گفتگو ہو رہی تھی۔ ایک شخص نے عرض کیا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت مشہور ہے کہ آپؐ حیات ہیں حالانکہ آپؐ کا وصال ہوا اور آپؐ مدینہ منورہ میں مدفون ہیں۔ اگر آپؐ واقعی حیات النبی ہیں تو اس حیات کے کیا معنی ہیں؟ حضرت سائیں

توکل شاہؒ نے فرمایا کہ بلا شک و شبہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حیات النبیؐ ہیں۔ اس حیات کے معنی یہ ہیں کہ جس طرح تصرفات و اختیارات آپؐ سے بوقت حیات جسمانی جاری تھے اسی طرح آج بھی جاری ہیں۔ ایک روز کا ذکر ہے کہ ہم مدینہ منورہ پہنچے۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھوڑے پر سوار روضہ اقدس (علی صاحبہا صلوة و سلاماً) سے باہر تشریف لائے اور اپنے کپڑے مجھے دے کر اپنے گھوڑے کے آگے کر لیا۔ میں بتاتا جاتا تھا کہ یہ آپؐ کا عاشق صادق ہے۔ یہاں آپؐ کے دین کو بڑی ترقی ہوئی۔ ساتھ ساتھ چلتا آیا حتیٰ کہ آپؐ سر بند شریف پہنچ گئے۔ میں نے کہا اس جگہ آپؐ کے دین کو بڑی ترقی اور کامیابی حاصل ہوئی۔ آپؐ کی حدیث شریف اور قرآن مجید پڑھا گیا۔ پھر جو خیال کیا تو دیکھا کہ حضرت مجدد الف ثانی کے روضہ شریف کی جگہ نہایت خوبصورت ایک بارہ دری بنی ہوئی ہے۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھوڑے سے نیچے اترے اور گھوڑا مجھے پکڑوا کر اس بارہ دری میں تشریف لے گئے۔ بڑی دیر تک اندر رہے نہیں معلوم کیا اسرار کی باتیں باہم ہوئیں۔ پھر باہر تشریف لائے اور سوار ہو کر مدینہ طیبہ کی طرف چلے میں مدینہ شریف تک آپؐ کے ہمراہ رہا۔ معلوم ہوتا ہے کہ جس جگہ اور جس ملک میں ضرورت ہوتی ہے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے جاتے ہیں۔ حدیث شریف میں وارد ہے کہ جو شخص دل سے مجھ پر درود بھیجتا ہے میں اس کو اپنے کانوں سے سنتا ہوں ورنہ فرشتے لا کر میرے حضور پیش کر دیتے ہیں۔ حدیث پاک سے یہ بھی ظاہر ہے کہ جمعرات کی شب کو تمام امت کے درود اور اعمال آپؐ کے حضور پیش ہوتے ہیں۔ ایسا بھی ہوتا ہے کہ رات کو کوئی شخص سونے لگا تو کچھ خیال اس کو نہ تھا اور صبح اٹھا تو محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے دل میں موجزن تھی اور دین و سنت کی پیروی کو از خود دل چاہنے لگا۔ غرض حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اب بھی امت کی پرورش فرماتے ہیں جس

سے حیات النبیؐ کی تصدیق ہوتی ہے۔ (ذکر خیر صفحہ ۱۳۸)

(۹۵) ایک روز حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حضوری کا ذکر تھا تو سائیں توکل شاہؒ نے فرمایا کہ جو نعمت کسی امتی پر وارد ہوتی ہے وہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار سے ملتی ہے چنانچہ ہم نے بھی دیکھا ہے کہ ایک مرتبہ ہم حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں جانے کے لئے تیار ہیں۔ دیکھا کہ ایک حوض پر وضو کر رہے ہیں تاکہ پاک و صاف ہو کر آپ کے دربار میں حاضر ہوں۔ یہاں انبالہ میں ایک مولوی صاحب رہتے تھے جن کا نام محمد سعیدؒ تھا۔ نہایت متقی و پرہیزگار تھے اور آپس میں ہماری ان کی بہت محبت تھی۔ اس حالت میں جبکہ میں وضو کر رہا تھا میں نے دیکھا کہ وہی مولوی صاحب حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار سے میرے پاس آئے اور کہا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو یاد فرما رہے ہیں کہ ”اس انبالہ والے مست نے اتنی دیر کہاں لگا دی“ میں جلدی سے وضو سے فارغ ہو کر آپ کے دربار میں حاضر ہوا تو آپ بہت خوش ہوئے اور مجھے اپنے سر مبارک کا تاج دے دیا اور خود نیا منگوا کر سر مبارک پر رکھا۔ میں نے پہلے تو بڑی عقیدت اور محبت سے اس تاج کو دیکھا اور پھر اسے سر پر رکھ لیا۔ اس دن سے تکمیل ہو گئی اور مخلوق خدا کو بہت ہدایت ہو رہی ہے۔ تو معلوم ہوا کہ یہ مقام تکمیل تھا اور اس روز سے ہم نے یہ عجیب بات بھی دیکھی کہ جس کسی کو ہم درود شریف یا کوئی اور چیز بتلا دیتے تو وہ اس سے چھوٹنے نہیں پاتی۔ اس سے ہم نے معلوم کیا کہ یہ ارشاد کی نشانی ہے اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ہمیں ارشاد ہوا ہے (تذکرہ توکلیہ صفحہ ۹۸۔ اس میں سائیں توکل شاہ صاحبؒ کے مفصل حالات زندگی جناب نور احمد نور نے بیان فرمائے ہیں)

(۹۶) ایک روز حضرت سائیں توکل شاہ صاحبؒ نے مولویوں کی دعوت

کی اور نہایت عمدہ اور نفیس کھانے کھلائے کیونکہ آپ کا حکم تھا کہ جب اللہ تعالیٰ کے واسطے کھانا کھلایا جائے تو عمدہ سے عمدہ ہوتا کہ اس کے حضور میں یہ تحفہ قبول ہو سکے۔ تمام درویش باہم سرگوشیاں کرنے لگے کہ اس کی کیا وجہ ہے کہ خصوصیت کے ساتھ صرف مولویوں کی دعوت کی گئی ہے اور درویشوں کو اس میں شریک نہیں کیا گیا۔ ایک روز سائیں صاحب نے فرمایا کہ اس میں مصلحت یہ تھی کہ ہمیں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ ہمیں بھی تو کھانا کھلا دیا کرو۔ ہم نے سوچا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کس طرح کھانا کھلایا جائے۔ اب چونکہ آپ کے جانشین اور آپ کا کام انجام دینے والے علماء کرام ہیں اس لئے ہم نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت علماء کو کھلائی (ذکر خیر صفحہ ۱۳۵)

(۹۷) حضرت سائیں توکل شاہ نے فرمایا ایک دن ایسا دیکھا کہ سلسلہ نقشبندیہ میں ہمیں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیعت کر رہے ہیں اور آپ میرا ہاتھ اپنے دست مبارک میں پکڑے توبہ و تلقین فرما رہے ہیں اور بندہ عرض کر رہا ہے کہ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) میرے پیر تو خواجہ قادر بخش ہیں (تذکرہ توکلیہ صفحہ ۹۸)

(۹۸) حضرت سائیں توکل شاہ نے ایک مرتبہ دیکھا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ پر نور (علی صاحبہ صلوٰۃ و سلاما) پر حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر ہیں گویا وہاں کے مختار یا داروغہ ہیں۔ رنگ گندی اور انگلیاں لمبی اور نازک ہیں (تذکرہ توکلیہ صفحہ ۹۸)

(۹۹) ایک مرتبہ مولوی مولا بخش ساکن راہون تشریف لائے۔ حضرت سائیں توکل شاہ اس وقت مسجد میں وضو فرما رہے تھے۔ مولوی صاحب نے ایک سیاہ لنگی پیش کی اور عرض کیا کہ مجھے خواب میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ

و سلم نے حکم دیا ہے کہ جاؤ ایک لنگی لے جاؤ اور شاہ توکل شاہ کو دو۔ چنانچہ میں یہ لنگی بنا کر لایا ہوں۔ سائیں صاحب نے لنگی لے کر سر پر رکھ لی اور اسے عید و بقر عید پر پہنا کرتے تھے (تذکرہ توکلیہ صفحہ ۶۸)

(۱۰۰) سائیں توکل شاہ نے ایک روز فرمایا کہ ایک درویش کامل نے ایک سید کے لڑکے کو جو ان کا شاگرد تھا ”نالائق“ کہا۔ رات کو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں حاضر ہوئے تو عتاب ہوا اور آپ نے فرمایا کہ اگر یہ نالائق ہوتا تو تمہارے پاس کیوں جاتا؟ وہ بزرگ بہت نادم ہوئے۔ سائیں صاحب سنی سید ہو یا شیعہ سید دونوں کی بے حد تعظیم کرتے تھے اور کسی کو سید کی طرف پیٹھ کر کے نہ بیٹھنے دیتے تھے (تذکرہ توکلیہ صفحہ ۷۸)

(۱۰۱) ایک دن نور احمد نور صاحب جنہوں نے ”تذکرہ توکلیہ“ لکھی ہے کہ اپنے مرشد حضرت سائیں توکل شاہ صاحب کے طفیل حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی۔ تراویح اور عشاء کی نماز پڑھ کر وہ مولوی فیض الحسن سہارنپوری کی ایک مقبول نعت پڑھ رہے تھے۔ معمولی رقت طاری ہوئی اور پڑھتے پڑھتے سو گئے۔ دیکھا کہ ایک صورت برنجی قد آدم ہے۔ کہا گیا کہ یہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت ہے اتنے میں وہ صورت گویا ہوئی اور فرمایا کہ ہماری تصویر کیوں بنائی گئی؟ اس طرح ارشاد ہوا کہ خفگی معلوم ہوتی تھی۔ پھر میری طرف نظر عنایت فرمائی اور دریافت فرمایا کیا چاہتے ہو؟ میں نے عرض کیا آپ میرے منہ میں اپنا لعاب دہن ڈال دیجئے۔ فرمایا اچھا منہ کھولو۔ خاکسار نے منہ کھول دیا۔ آپ نے میرے منہ میں تھوک دیا۔ میں اپنے معزز ناظرین کو یقین دلاتا ہوں کہ بیداری کے بعد بھی اس لعاب دہن کا مزہ عرصہ تک میرے منہ میں رہا (تذکرہ توکلیہ صفحہ ۱۰۰)

(۱۰۲) حضرت خواجہ عبدالخالق نے ایک روز فرمایا کہ مولوی عبدالکریم

جیسوری کو ایک بار حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی۔ آپ نے مولوی صاحب کا ہاتھ پکڑ لیا۔ جب دوسرا ہاتھ پکڑنے لگے تو مولوی صاحب نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ ہاتھ ایک جگہ دیا جا چکا ہے۔ معاف فرمائیں اور یہ کہہ کر پیچھے ہاتھ ہٹا لیا۔ مولوی صاحب کے اس فعل پر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہت خوش ہوئے اور مولوی صاحب کی پیٹھ تھپک کر شاباش دی (معاون تبرکات خالقہ صفحہ ۴۴۵)

(۱۰۳) کرم الہی ساکن اچھی ہوڑہ بیان کرتے ہیں کہ ایک روز قطب الاقطاب حضرت خواجہ قادر بخش کے خلیفہ اول حضرت امام بخش راہونی دوپہر کے وقت سوئے ہوئے تھے اور میں پاس بیٹھا ہوا تھا۔ آپ کی اس وقت عجیب حالت تھی ہر رگ و ریشہ خصوصاً سینہ سے ایسی آواز آتی تھی جیسے کھانا پکتے وقت دیگ سے آواز نکلتی ہے اور سینہ مبارک میں مختلف اطراف میں مسلسل اس طرح لغزش تھی کہ مثل مرغ بسل سینہ تڑپتا تھا۔ میں یہ کیفیت دیکھ کر غور کر رہا تھا کہ آپ کی آنکھ کھل گئی۔ میں نے آپ سے اس کیفیت کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا فقیروں کی ایسی ہی حالت ہوتی ہے مگر جس وقت سو رہا تھا تو خواب میں حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ہوئے تھے اور میں آپ کی زیارت مبارک سے مخمور و مدہوش تھا۔ تو ارد فیضان بے حد ہو رہا تھا اور اکثر ایسا ہوتا ہے۔ یہ کوئی تعجب کی بات نہیں (لمعات کمالات قادر یہ صفحہ ۲۲۶ تا ۲۲۷)

(۱۰۴) ایک حافظ صاحب نے بیان کیا کہ جب قطب الاقطاب حضرت خواجہ قادر بخش تھانہ راہون میں تھانیدار تھے تو اتفاق سے ایک روز میں بھی چلا گیا۔ دیکھا کہ خواجہ صاحب بیعت و تصوف پر گفتگو فرما رہے ہیں۔ میں نے کہا حضور یہ سب قصے کہانیاں ہیں جو ہمیشہ سنتے چلے آ رہے ہیں اور نہ معلوم

کب تک سنتے رہیں گے۔ وہی ہما اور عنقا والے قصے ہیں نہ کسی نے ان کو دیکھا نہ دیکھنا ثابت ہوا۔ آپ نے فرمایا کہ حافظ صاحب اس کے تو قرآن و حدیث گواہ ہیں۔ یہ بھی ضروری نہیں کہ تمام جہان عنقا دیکھ لے۔ جو چیز دنیا میں نہ ہو اس کا نام نہیں ہوتا۔ جب فی الحقیقت عنقا کا نام ہوا تو اس کا وجود بھی دنیا میں ضرور ہوا۔ آخر کسی نے اس کو دیکھا ہی ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کو بھی ہزاروں نے دیکھا اور واصل الی الحق ہوئے۔ آپ نے اللہ تعالیٰ کو نہیں دیکھا تو کیا اللہ تعالیٰ بھی نہیں ہے۔ کچھ دیر بعد میں نے عرض کیا۔

یا دیکھوں من اپنے میں یا دیکھوں گر کی پوتھی میں

یہ سن کر خواجہ صاحبؒ نے تبسم فرمایا اور فرمایا کہ نہ آپ نے اب تک گر پکڑا، نہ اللہ کو دیکھا اور نہ تصوف سے آگاہ ہوئے۔ خواہ مخواہ وقت ضائع کر رہے ہیں۔ پہلے پیر پکڑیے پھر بھی کچھ نظر نہ آئے تو کہے گا۔ میں نے عرض کیا کہ بیعت ہونے سے پہلے جب تک مجھے کچھ اسرار نظر نہ آجائیں تب تک اطمینان نہیں ہو سکتا۔ فرمایا کہ اچھا جائیں آج رات کو کچھ خیال کر کے سوئے گا۔ کم از کم اس عاجز ہی کا تصور کر لیجئے گا۔

لہذا میں آپ کا تصور کر کے سو گیا۔ قریب ایک بجے شب حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت بابرکت سے خواب میں مشرف ہوا۔ میں نے عرض کیا آپ کون ہیں؟ ارشاد فرمایا کہ میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کا رسول ہوں۔ میں نے عرض کیا کہ کیا واقعی اللہ بھی کوئی چیز ہے۔ اس پر آپ نے میرا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کہ میں تجھے اللہ دکھا دوں۔ اسی وقت کیا دیکھتا ہوں کہ ایک جگہ تخت بچھا ہوا ہے اور اس پر نور ہی نور نمایاں ہے جس کی میں کیفیت بیان ہی نہیں کر سکتا کہ دنیا کی کوئی چیز اس کے مثل نہیں ”لیس کمثلہ شیئی“ یہ دیکھ کر میں بے ہوش ہو گیا اور دو روز تک مجھ پر غشی طاری رہی۔ ہوش آنے پر میرے دل نے گواہی دی کہ واقعی خواب سچا تھا۔ مجھے کامل اطمینان ہو گیا۔

میں حضرت خواجہ صاحبؒ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کے دست مبارک پر بیعت کی (لمعات کمالات قادریہ صفحہ ۲۰۲ تا ۲۰۳)

کیا بزرگ تھے یہ! اللہ اکبر۔

وہ صورتیں الہی کس دیں بستیاں ہیں
اب جن کے دیکھنے کو آنکھیں ترستیاں ہیں

(۱۰۵) ایک شخص فرماتے ہیں کہ بعد ادائے حج میں مدینہ شریف گیا۔ وہاں خرچ بالکل ختم ہو گیا اور میرے ساتھی مجھے چھوڑ کر چلے گئے۔ میں نے حالت اضطراب میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور فریاد کی۔ بعد ازاں خواب میں دیکھا کہ آپؐ فرما رہے ہیں کہ تو مکہ معظمہ میں چاہ زم زم پر جا۔ وہاں ایک شخص لوگوں کو پانی پلاتا ملے گا۔ اس سے کہنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تجھ سے فرمایا ہے کہ تو مجھ کو میرے مکان پر پہنچا دے۔ میں چاہ زمزم پر آیا۔ اس شخص نے مجھ کو دیکھتے ہی بلا درخواست کہا کہ ذرا توقف کر میں لوگوں کو پانی پلا دوں۔ جب وہ فارغ ہوئے رات ہو گئی مجھ سے کہا کعبہ شریف کو رخصت کہہ اور میرے ہمراہ چل۔ میں نے تعمیل حکم کی اور ان کے پیچھے چلا۔ جب صبح ہوئی تو اپنے وطن کی سر زمین پر تھا میں اپنے گھر آیا اور لوگوں سے کہا کہ رات کو مکہ مکرمہ سے چلا ہوں۔ بعض نے جھوٹ سمجھا ایک ماہ بعد میرے قافلے والے ساتھی پہنچے جو مجھ کو مدینہ منورہ چھوڑ کر چلے گئے تھے۔ تب لوگوں کو میرے بیان کی تصدیق ہوئی اور یقین آیا (بغیہ ذوی الاحلام)

(۱۰۶) ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ خرچ سے اتنا تنگ ہو گیا کہ خدا کو بھی بھول گیا۔ رات حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں ارشاد فرمایا تو فلاں مجوسی کے پاس جا کر کہہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ۲۰ درم دلائے ہیں۔ خواب سے بیدار ہوا تو متعجب تھا کہ مجوسی کیوں دے گا۔

پھر سو گیا۔ دوبارہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تو کچھ اندیشہ نہ کر۔ فوراً جا۔ صبح میں اس کے پاس گیا۔ دروازہ پر ایک شخص کھڑا ہاتھ میں کچھ لئے سوچ رہا تھا۔ مجھے دیکھ کر کہنے لگا تجھے کچھ حاجت ہے۔ میں نے پیغام نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم) دیا۔ اس نے فوراً ۲۰ درم مجھ کو دے دیئے۔ میں نے کہا تجھ کو کیونکر علم ہوا جو پہلے سے ۲۰ درم لئے کھڑا تھا۔ بولا رات میں نے ایسی ہی صورت کے ایک بزرگ کو خواب میں دیکھا تھا۔ انہوں نے مجھے حکم دیا تھا کہ فلاں شخص کو ۲۰ درم دے دے۔ میں نے کہا وہ تو سید عالم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ یہ سن کر وہ مجوسی خاموش کھڑا رہا اور تھوڑی دیر بعد کہا کہ مجھے اپنے گھر لے چل۔ میں اس کو اپنے گھر لے آیا جہاں وہ مسلمان ہو گیا۔ اس کے بعد اس کے تمام عشائر نے بھی اسلام قبول کر لیا (بخیتہ ذوی الاحلام)

(۱۰۷) علم زاہرہ علم جفر ہی کا ایک شعبہ ہے۔ اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں بریلوی نے اس فن کی طرف خاص توجہ دی۔ ائمہ فن نے اس کے لئے یہ طریقہ رکھا ہے کہ چند روز اسمائے الہی تلاوت کئے جاتے ہیں۔ مدت موعود میں خوش نصیب بندہ اللہ تعالیٰ کے کرم سے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جمال باکمال سے مشرف ہوتا ہے۔ اگر سرکار (صلی اللہ علیہ وسلم) سے اس فن میں اشتعال کا اذن ملے مشغول رہے ورنہ چھوڑ دے پس اعلیٰ حضرت نے وہ اسمائے طیبہ تلاوت کئے اور تیسرے روز خواب میں دیکھا کہ ایک وسیع میدان ہے جس میں ایک پختہ کنواں ہے۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں اور چند صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین بھی موجود ہیں جن میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہچانا۔ اس کنوئیں میں سے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ پانی بھر رہے ہیں۔ اس میں سے ایک بڑا سا تختہ نکلا کہ عرض میں ڈیڑھ گز اور طول میں دو گز ہو گا۔ اس کے اوپر سبز کپڑا چڑھا ہوا ہے اور وسط میں سفید روشن جلی قلم سے ”اھ ذ“ اس شکل میں لکھا ہوا ہے جس سے

میں نے یہ مطلب نکالا کہ اس کا حاصل کرنا ہڈیان فرمایا جا رہا ہے اور اس فن کے حصول کا ارادہ میں نے ترک کر دیا کہ اہل کے معنی ہیں ”فضول“ (ملفوظات حصہ اول مولانا محمد احمد رضا خاں صاحب بریلوی صفحہ ۱۳)

شمس العلماء اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں صاحب بریلوی قدس سرہ
العزيز کی ولادت باسعادت ۱۰ شوال ۱۲۸۲ھ مطابق ۱۲ جون ۱۸۶۵ء بروز یک شنبہ بوقت
ظہر شہر بانس بریلی (یو۔ پی۔ بھارت) میں ہوئی۔ آپ نے پچاس فنون میں تقریباً
ایک ہزار کتابیں تحریر فرمائیں۔ ڈاکٹر سر ضیاء الدین وائس چانسلر علی گڑھ
یونیورسٹی جیسے شہرہ آفاق ریاضی داں آپ کے علم ریاضی کے قائل تھے۔ آپ نے
”الملفوظ“ حصہ اول کے صفحہ ۸۸ پر تحریر فرمایا کہ بعض علوم کے ذریعہ سے مجھے ایسا
خیال گذرتا ہے کہ شاید ۱۸۳۷ھ میں کوئی اسلامی سلطنت باقی نہ رہے اور ۱۹۰۰ھ
میں حضرت امام مہدیؑ ظہور فرمائیں۔ آپ کا نعتیہ کلام و سلام کمال ادب و تعظیم
کا شاہکار ہے۔ آپ شیفۃ رسولؐ تھے مخالفین کو بھی جس کا اعتراف ہے۔ ۲۵ صفر
۱۳۳۹ھ مطابق ۱۹۲۱ء بروز جمعۃ المبارک بریلی میں وصال فرمایا۔

(۱۰۸) شمس العارفین، حسان الوقت حضرت شاہ احمد رضا خان قدس سرہ
العزيز نے ۱۳۰۵ھ میں ”تجلی الیقین“ کے ذریعہ دس آیات قرآنی اور سوا سو سے
زیادہ احادیث سے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا افضل الخلق و سید
المرسلین ہونا ثابت کیا ہے۔ اس سے پہلے آپ نے خواب دیکھا کہ اپنے مکان کے
پھانک کے آگے شارع عام پر کھڑا ہوں اور بہت دبیز بلور کا ایک فانوس ہاتھ میں
ہے۔ میں اسے روشن کرنا چاہتا ہوں۔ دو شخص دائیں اور بائیں کھڑے ہیں وہ
پھونک مار کر بجھا دیتے ہیں۔ اتنے میں مسجد کی طرف سے حضرت رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہوئے۔ واللہ العظیم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو
دیکھتے ہی وہ دونوں مخاطب ایسے غائب ہو گئے کہ معلوم نہیں آسمان کھا گیا یا زمین
نکل گئی۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اس سگ بارگاہ کے پاس

تشریف لائے اور اتنے قریب رونق افروز ہوئے کہ شاید ایک بالشت یا کم فاصلہ ہو اور بکمال رحمت ارشاد فرمایا پھونک مار اللہ روشن کر دے گا۔ میں نے پھونکا وہ عظیم نور پیدا ہوا کہ سارا فانوس اس سے بھر گیا۔ والحمد للہ رب العالمین (تجلی الیقین صفحہ ۱۰۸۔ مولانا امجد علی اعظمی صاحب نے مطبع اہل سنت والجماعت بریلی سے دوبارہ ۱۳۳۰ھ میں شائع کیا)

(۱۰۹) ادھر ۲۵ صفر ۱۳۳۹ھ جمعہ کے دن ۲ بج کر ۳۸ منٹ پر بریلی میں بو میری دوراں اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں قدس سرہ العزیز دنیائے فانی سے روانہ ہو رہے ہیں ادھر بیت المقدس کے ایک شامی بزرگ عین اسی وقت خواب میں دیکھ رہے ہیں کہ حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں۔ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین حاضر دربار ہیں لیکن مجلس پر سکوت طاری ہے۔ ایسا معلوم ہو رہا ہے کہ کسی آنے والے کا انتظار ہے۔ وہ شامی بزرگ بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں عرض کرتے ہیں فداک ابی و امی کس کا انتظار ہے۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا احمد رضا کا انتظار ہے۔ انہوں نے عرض کیا احمد رضا کون ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا ہندوستان میں بریلی کے باشندے ہیں۔ بیداری کے بعد شامی بزرگ نے پتہ لگایا تو معلوم ہوا کہ اعلیٰ حضرت "ہندوستان کے بڑے ہی جلیل القدر عالم ہیں اور اب تک بقید حیات ہیں۔ اعلیٰ حضرت" کی ملاقات کے شوق میں وہ بزرگ فوراً ہندوستان کے لئے روانہ ہو گئے لیکن جب بریلی پہنچے تو معلوم ہوا کہ اعلیٰ حضرت کا وصال ۲۵ صفر کو ٹھیک اسی وقت ہوا تھا جس وقت ان بزرگ نے خواب دیکھا تھا (سوانح اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی" صفحہ ۳۶۵)

(۱۱۰) مولوی سید شاہ جعفر میاں "خطیب جامع مسجد کپور تھلہ (مشرقی پنجاب)

نے اپنے والد صاحب کے عرس کے موقع پر بیان کیا کہ اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا

خاں صاحب جب دوسری مرتبہ زیارت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مدینہ طیبہ حاضر ہوئے تو شوق دیدار میں روضہ شریف کے مواجہہ میں درود شریف پڑھتے رہے اور یقین ہو گیا کہ سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام ضرور عزت افزائی فرمائیں گے اور بالمواجہہ زیارت بابرکت سے مشرف فرمائیں گے۔ لیکن پہلی شب ایسا نہ ہوا تو ایک نعت کہی جس کا مطلع یہ ہے۔۔۔

وہ سوئے لالہ زار پھرتے ہیں تیرے دن اے بہار پھرتے ہیں

یہ نعت مواجہہ اقدس (علی صاحبہ صلوٰۃ و سلاما) میں عرض کر کے انتظار میں مودب بیٹھے تھے کہ قسمت نے یادری کی اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیداری کی حالت میں اپنے سر کی آنکھوں سے دیکھا اور زیارت مقدس کی اس خصوصی دولت کبریٰ و نعمت عظمیٰ سے شرفیاب ہوئے (حیات اعلیٰ حضرت صفحہ ۴۴) (سوانح اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلویؒ از علامہ بدرالدین احمد رضوی قادری صفحہ ۲۹۰)۔

(۱۱۱) اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا بریلویؒ فرماتے ہیں کہ مولوی برکات احمد صاحبؒ میرے والد بزرگوار کے شاگرد اور میرے پیر بھائی تھے۔ جب ان کا انتقال ہوا تو میں دفن کے وقت ان کی قبر میں اترآ۔ مجھے بلا مبالغہ وہ خوشبو محسوس ہوئی جو پہلی بار حج کے موقع پر میں نے روضہ انور (علی صاحبہ صلوٰۃ و سلاما) کے قریب پائی تھی۔ ان کے انتقال کے دن مولوی سید امیر احمد صاحبؒ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت اقدس سے مشرف ہوئے کہ گھوڑے پر تشریف لئے جاتے ہیں۔ عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کہاں تشریف لے جا رہے ہیں ارشاد فرمایا برکات احمد کے جنازے کی نماز پڑھنے (ملفوظات حصہ دوم حضرت مولانا احمد رضا خاں صاحب بریلویؒ صفحہ ۲۹)

(۱۱۲) سید ایوب علی صاحب کا بیان ہے کہ بعد نماز جمعہ حضرت مولانا احمد

رضا خان صاحب بریلوی "پھانک میں تشریف فرماتھے اور حاضرین کا مجمع تھا کہ شیخ امام علی صاحب قادری رضوی مالک ہوٹل آئس کریم بمبئی کے برادر خورد مولوی نور محمد صاحب کی آواز جو بسلسلہ تعلیم مقیم آستانہ تھے باہر سے قناعت علی "قناعت علی" پکارنے کی گوش گزار ہوئی۔ آپ نے انہیں فوراً طلب فرمایا اور ارشاد فرمایا سید صاحب کو اس طرح پکارتے ہو۔ کبھی آپ نے مجھے بھی انکا نام لیتے ہوئے سنا۔ مولوی نور محمد صاحب نے ندامت سے نظر نیچی کر لی۔ فرمایا تشریف لیجائیں اور آئندہ اس کا لحاظ رکھیے۔ اسی تذکرہ میں حضرت بریلوی نے فرمایا کہ شریف مکہ (شرفا جمع ہے شریف کی جو عرب میں آل رسول کے لئے مخصوص لفظ ہے) کے زمانہ میں حاجیوں سے ٹیکس بڑی سختی سے وصول کیا جاتا تھا یہاں تک کہ اس کے کارکن مستورات کی جامہ تلاشی لیتے تھے۔ ایک عالم مع مستورات وہاں پہنچے۔ ان کی مستورات کے ساتھ بھی وہی برتاؤ کیا گیا۔ عالم صاحب کو یہ بات بہت شاق گذری اور انہوں نے رات بھر شریف مکہ کو برا بھلا کہا اور بد دعائیں دیں۔ صبح ہوتے آنکھ لگ گئی۔ خواب میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مولوی صاحب سے ارشاد فرمایا کہ میری اولاد ہی آپ کو بد دعا دینے کے لئے رہ گئی تھی (مظہر المناقب جلد اول از ملک العلماء مولانا ظفر الدین صاحب رضوی صفحہ ۲۰۴)

(۱۱۳) سید ادریسی" یمن کے رہنے والے ہیں۔ پشتینی پیر زادہ ہیں۔ نام سیدی محمد ابن علی ابن احمد ابن ادریس ہے۔ آپ کا عرف ادریس اپنے پر دادا کے نام سے منسوب ہے۔ سید ادریس شاذلی" طریقہ شاذلیہ کے بڑے صاحب کمال درویش تھے۔ سیدی ادریسی باعتبار ظاہر ان تمام محاسن کا مجموعہ ہیں جو ایک درویش میں ہونے چاہیں۔ ان کے دادا سید احمد" کی نسبت عام طور پر یہ عقیدہ ہے کہ انہوں نے عالم بیداری میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی تھی۔ ۱۹۲۶ء میں سیدی ادریسی ۳۲ سال کے جوان تھے۔ روزانہ ایک ہزار سے ڈیڑھ ہزار تک عرب آپ کے مرید ہوتے تھے اور یہ کام آدھ گھنٹے سے ایک گھنٹہ میں

ختم ہو جاتا تھا۔ ایک بڑے میدان میں مرید جمع ہوتے۔ ان کے چاروں طرف رسی کا ایک حلقہ بنا دیا جاتا پھر سیدی ادریسیؒ ایک بلند مقام پر کھڑے ہو کر اس کے سرے ہاتھ میں لے کر تلقین فرماتے اور پابند شریعت رہنے کا عہد لیتے اور بیعت اور بیعت کی تعلیم مکمل کر کے ان کو رخصت کرتے۔ آپ شیخ سنوسیؒ کے پیر زادے ہیں۔ شیخ سنوسیؒ الجزائر کے مالکی مسلمان، بہت بڑے عالم، علم جفر کے ماہر۔ بعض شاگرد اور مرید آپ کو مہدی آخر الزماں سمجھتے تھے۔ شیخ احمد سنوسیؒ نے ۱۹۳۲ء میں مدینہ طیبہ میں وصال فرمایا۔ ظاہر ہے جس شخص کا شیخ سنوسیؒ جیسا شہرہ آفاق با اثر بزرگ متوسل ہو اس کے صاحب اثر ہونے میں کون کلام کر سکتا ہے۔ سیدی ادریسیؒ کا فتویٰ ہے کہ نئی طاقتیں حاصل کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں مگر پہلے اپنے عقائد کو پختہ کر لیں اور اپنے وجود کو اسلام کا نمونہ بنا لیں۔ اس کے بعد جو کام ہو گا اچھا ہو گا۔ مرد مومن تقویٰ سے پہچانا جاتا ہے۔ ایمان کی بنیاد تقویٰ پر ہے۔ پہلے متقی بنو پھر نئی روشنی کے تمام ہتھیار زیب تن کر لو۔ کچھ ڈر نہیں (اسی بات کو قدسی مقام علامہ اقبالؒ نے یوں فرمایا ہے۔

دل میں ہو لا الہ تو کیا خوف تعلیم ہو گر فرنگیانہ !!!

(چار درویشوں کا تذکرہ از مصور فطرت حضرت مولانا خواجہ حسن نظامی دلی والے) عربوں کا قاعدہ ہے کہ سوائے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین باقی سب بزرگوں کو ”سیدی“ کہتے ہیں مگر صحابہ کرام کو ”سیدنا“ بالخصوص جب کسی غائب شخص کا ذکر آئے اور عرب اس کو سیدی کہیں تو سمجھ لو کہ وہ کوئی بہت بڑا انسان ہے۔

(۱۱۴) جناب مولانا حکیم نعمت اللہ متوطن خانقاہ مانک پور ضلع پرتاب گڑھ (یو۔ پی۔ بھارت) نے ایک مرتبہ خواب میں دیکھا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لئے جا رہے ہیں اور حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ قدس سرہ آپ کے پیچھے پیچھے قدم بقدم چل رہے ہیں (حکایات اولیاء از حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ صفحہ ۳۶۷)

(۱۱۵) مولانا عبدالماجد دریا بادی قدس سرہ نے ایک روز خواب دیکھا کہ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہ کے دسترخوان پر کھانا کھا رہا ہوں۔ علمائے فرنگی محل (لکھنؤ) بھی ایک دو موجود ہیں۔ میں مولانا تھانویؒ سے عرض کر رہا ہوں کہ دیکھئے حضرت یہ لوگ کہہ رہے ہیں کہ مہاراجہ کشن پرشاد کے جنتی ہونے میں شبہ نہیں اس لئے کہ وہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے خواب میں مشرف ہو چکے ہیں حالانکہ مطلق رویت ہرگز نجات کے لئے کافی نہیں۔ رویت مع الایمان ہونی چاہیے۔ ورنہ مطلق زیارت تو خواب میں نہیں بیداری میں ابو جہل اور ابولہب کو بارہا نصیب ہوتی رہتی تھی۔ جناب اس پر سر جھکائے کچھ فرما رہے ہیں۔ الفاظ یاد نہیں رہے صرف اتنا یاد ہے کہ تائید میرے ہی خیالات کی فرمائی ہے۔ (”حکیم الامت“ نقوش و تاثرات از مولانا عبدالماجد دریا بادیؒ صفحہ ۲۳۰)

ہزایکی لینی مہاراجہ سرکشن پر شاد شاد وزیر اعظم ریاست حیدر آباد
دکن (بھارت) کی ایک نعت قارئین کی دلچسپی کے لئے پیش کرتا ہوں۔

بلوائیں کبھی شاد جو سلطانؑ مدینہ جاتے ہی میں ہو جاؤں گا قربان مدینہ
ہے احمد بے میم کا دربار مقدس سو عرش سے بالا ہے اک ایوان مدینہ
وہ گھر ہے خدا کا تو یہ محبوبؑ خدا ہیں کعبہ سے بھی اونچی نہ ہو کیوں شان مدینہ
پھر میری شفاعت میں کہاں دیر لگے گی پہچانتے ہیں خود مجھے سلطانؑ مدینہ
مومن ہوں کہ کافر ہوں خدا جانے میں کیا ہوں پر بندہ ہو ان کا جو ہیں سلطانؑ مدینہ
لے جاؤں میں ساتھ اپنے فقط عشق محمدؐ تحفہ ہے میرے پاس یہ شایان مدینہ
دربار میں جانے سے نہ روکیں مجھے شادؑ پہچانتے ہیں سب مجھے دربان مدینہ

بیمین السلطنت مہاراجہ سرکشن پر شاد دربار اکبری کے مشہور رکن راجہ
ٹوڈرل سے نسبی تعلق رکھتے تھے۔ ۱۹۰۱ء تا ۱۹۱۲ء مدارالمہام اور پھر ۱۹۲۵ء تک
صدر اعظم رہے۔ صوفی منش انسان تھے جن کو ہر مذہب و ملت کے لوگوں سے
ساویانہ عقیدت تھی۔ ان کی طبیعت ہندو مسلم کلچر کا امتزاج تھی۔ قرآن مجید
اور درود و وظائف سے بھی شغف تھا۔ حضرت خواجہ اجمیریؒ سے بطور عقیدت
ایک بیٹے کا نام خواجہ پر شاد رکھا تھا۔ (مگر آخرت کی کامیابی کے لئے تو خالص
ایمان شرط ہے۔ وہاں مذاہب کی ”کاک ٹیل“ کام نہ دے گی)

(۱۱۶) مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور (یو۔ پی۔ بھارت) کے ایک مفتی
صاحب نے ایک شرعی مسئلہ پر اپنا ایک عجیب و غریب خواب لکھا ہے کہ ایک
روز مجھے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت حالت بے خودی میں
نصیب ہوئی۔ آپؐ نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ کیا تمہیں ”ذرائی“ یعنی
اطفال مشرکین کے جنمی ہونے میں شک ہے۔ ارشاد ایسے طریقے سے تھا کہ
جس سے ان کا جنمی ہونا معلوم ہوتا تھا (ملفوظات ششم مولانا اشرف علی تھانویؒ
صفحہ ۶۰)

(۱۱۷) حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کے ایک مرید نے یہ خواب دیکھا کہ میں چاہ زمزم پر حاضر ہوں اور شاید مولوی محمد شفیع بجنوریؒ بھی ہیں۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں اور زم زم کا پانی بار بار نہایت عجلت اور تیزی سے ایک برتن میں بھر بھر کر لاتے اور مجھ کو پلاتے ہیں یہاں تک کہ میں آسودہ ہو گیا اور میرے شکم میں گنجائش نہ رہی لیکن حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسی سرعت کے ساتھ برابر زم زم لاتے جاتے اور پلاتے جاتے تھے۔ جب پیتے پیتے میں تھک گیا اور پیٹ نکل آیا تو میں نے دل میں سوچا کہ انواع و اقسام کے امراض میں مبتلا ہوں اور آب زمزم کو جس نیت سے پیا جائے مفید ہے لہذا اب رفع امراض کی نیت سے پینا چاہئے۔ چنانچہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لاتے رہے اور میں پیتا رہا۔ چیزیں بعض آپؐ نے مجھے بتائیں اور بعض میں نے خود دریافت کیں۔ خواب طویل ہے۔ اکثر حصہ ذہن سے نکل گیا۔ (ترتیب السالک حصہ دوم از مولانا محمد اشرف علی تھانویؒ صفحہ ۱۲ تا ۱۳)

(۱۱۸) ایک مسجد میں جو کہ مشابہ جامع مسجد کانپور کے ہے نماز جماعت ہو رہی ہے اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود امام ہیں۔ میں بھی صف میں داہنی جانب ہوں اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جیسے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حج وداع کے لئے تشریف لائے ہیں اور اب مدینہ شریف تشریف لے جائیں گے۔ یہ بھی یاد آتا ہے کہ اب ذی الحجہ ہے اور ربیع الاول میں آپؐ کا وصال ہو جائے گا تو کل تین ماہ حیات مبارکہ کے باقی ہیں۔ اس لئے خیال کر رہا ہوں کہ میں بھی ہمراہ آپ کے چلوں گا اور جب تک آپؐ اس عالم میں تشریف رکھتے ہیں حدیثیں سن سن کر خود لکھوں گا (یہ خواب خود حکیم الامت مجدد ملت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے دیکھا تھا) (اشرف السوانح

حصہ سوم بقلم عزیز الحسن صاحب و عبدالحق صاحب صفحہ ۱۸۱)

جامع المجددین حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ ۱۹ ستمبر ۱۸۶۳ء کو تھانہ بھون (یو۔ پی۔ بھارت) میں پیدا ہوئے۔ اور ۲۰/۱۹ جولائی ۱۹۳۳ء مطابق ۱۶ رجب المرجب ۱۳۶۳ھ شب سہ شنبہ بوقت عشاء تھانہ بھون میں وصال فرمایا۔ تمام اکابرین دیوبند کی طرح آپ کی قبر بھی کچی ہے۔ باعمل، جید عالم، عظیم بزرگ اور مجدد وقت تھے۔ آپ کی تصانیف کی تعداد ایک ہزار سے زیادہ ہے۔ وقت پر کام کرنے کے اس قدر پابند تھے کہ لوگ آپ کے اوقات کار کی مناسبت سے اپنی گھڑیاں درست کر لیتے تھے۔ آپ نے اپنی زندگی کے ہر منٹ اور سیکنڈ کا بہترین استعمال کیا۔ قطب الاقطاب حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ کے آخری خلیفہ اور جانشین تھے۔ مسلم لیگ اور پاکستان کے زبردست حامی۔ قائد اعظم کو آپ پر ناز تھا۔ آپ کے ملفوظات میں کانگریس کے غلبہ سے کشت و خون کے جو اندیشے تھے وہ بیان ہیں جن کو بعد میں سب لوگوں نے دیکھ لیا۔ بالکل خلاف عادت ایک مرتبہ دو بجے رات حاجی سعید اللہ عثمانیؒ سے فرمایا کہ ۱۹۳۷ء میں پاکستان بن جائے گا اور یہ بات پاکستان کے وجود میں آنے سے کئی سال پہلے کی۔ پاک و ہند کے ہزاروں جید ترین علماء آپ کے شاگرد، خلفاء اور مرید گذرے ہیں۔

(۱۱۹) حکیم الامت حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی تھانویؒ نے فرمایا کہ میں بچپن میں خواب بہت دیکھتا تھا۔ اب تو بالکل نظر نہیں آتے۔ تعبیر حضرت مولانا یعقوب صاحبؒ (مدرس اول دارالعلوم دیوبند) سے لیا کرتا تھا۔ مولانا نے بعض اوقات استخارہ تک مجھ سے کرایا ہے کہ تجھے خواب سے مناسبت ہے۔ ایک مرتبہ میں نے خواب میں دیکھا کہ مولانا دیوبندی (شیخ الہند مولانا محمود حسن) کے مردانہ مکان میں دروازہ کے سامنے جو چوتر ہے اس کے کنارے پر ایک چارپائی بچھی ہے اور اس پر ایک بزرگ بیٹھے ہیں جو نہایت نازک، دبیلے پتلے،

اچھا قد نہایت نفیس اور قیمتی کپڑے پہنے ہیں۔ انہوں نے مجھے ایک کانڈ دیا جس پر لکھا ہوا تھا کہ ہم نے تم کو عزت دی اور اس کانڈ پر بہت سی مہریں تھیں جو نہایت صاف تھیں اور ان پر لکھا ہوا تھا ”محمد“ (صلی اللہ علیہ وسلم) (حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حلیہ شریف میں دیکھنا کچھ ضروری نہیں)۔ اسی خواب میں پھریوں دیکھا کہ تھانہ بھون میں شادی لال تحصیلدار کے مکان میں پھانک سے متصل جو مکتب تھا اس کے اندر کے درجہ میں ایک انگریز اجلاس کر رہا ہے۔ لباس اس کا بالکل سیاہ ہے (یہ معلوم نہیں مکان میں کیونکر پہنچا) اس نے مجھے ایک پرچہ دیا۔ اس میں بھی یہی عبارت تھی کہ ہم نے تم کو عزت دی۔ اس میں بھی بہت سی مہریں تھیں مگر صاف نہ تھیں۔

میں نے مولانا محمد یعقوب صاحبؒ سے خواب عرض کیا تو فرمایا کہ تم کو دین اور دنیا کی عزتیں نصیب ہوں گی (کیسی برجستہ تعبیر ہے دنیا جس کا مشاہدہ کر رہی ہے) (حکایات اولیاء از حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ صفحہ ۴۱۹)

(۱۲۰) جمعۃ الوداع کی شب کو فدوی نے ایک خواب دیکھا کہ بندہ کسی جگہ پر بیٹھا ہوا حلقہ کر رہا ہے۔ اوپر سے ایک تخت نمودار ہوا جس میں چار چراغ روشن تھے اور چار ہی اصحابؓ نظر آئے۔ وہ اصحابؓ مجھے تخت پر بٹھا کر ہمراہ لے گئے۔ تخت جنگلوں اور سمندروں پر سے گزرا یہاں تک کہ ایک مسجد دکھائی دی۔ یہاں وہ تخت ٹھہرا اور وہاں ہم نے نماز پڑھی۔ مسجد کی پشت پر ایک نہر بہتی تھی جس سے ہم سب نے پانی پیا۔ تخت پر بیٹھ کر ہم پھر روانہ ہوئے یہاں تک کہ ایک بازار آیا جس میں ہر قسم کا سامان فروخت ہو رہا تھا۔ انہوں نے یہ تخت بازار میں ٹھہرا لیا۔ ایک دوکان پر لکھا ہوا تھا۔ یہاں پر رشیدیہ اور اشرفیہ کتابیں ملتی ہیں۔ میں نے یہ پڑھ کر ان بزرگوں سے کہا کہ وہ مجھے مولانا رشید احمد گنگوہیؒ اور مولانا اشرف علی تھانویؒ کی کتابیں دیں۔ انہوں نے چار کتابیں مجھے دیں۔ ان سے وہ کتابیں لے کر پھر اسی تخت پر بیٹھا جو پھر

اسی طرح رخصت ہوا۔ پھر ایک سفید مکان نظر آیا جس پر سبز پردے پڑے ہوئے تھے۔ وہاں تخت ٹھہر گیا۔ اور ایک کمرہ کے اندر یہ چاروں بزرگ بھی چلے گئے۔ اس کمرہ میں اس قدر تیز روشنی تھی کہ میں تاب نہ لاسکتا تھا اور وہاں نہ کوئی چراغ اور نہ جتنی نظر آتی تھی۔ وہاں پر تکیہ اور قالین بچھا ہوا تھا جس پر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سفید اونی کپڑے پہنائے جا رہے تھے۔ کپڑے پہننے کے بعد آپؐ اس تکیہ سے کمر لگا کر بیٹھ گئے۔ دروازہ کے باہر آپؐ کے سامنے میں کھڑا ہوں۔ آپؐ نے مجھے اندر بلا لیا اور حضرت صدیق اکبرؓ سے فرمایا کہ یہ مولانا اشرف علیؒ کا خادم ہے۔ میں سلام کر کے بیٹھ گیا اور مصافحہ کیا۔ ایک گلاس پانی آیا جس کو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نوش فرمایا اور چاروں صحابہ کرامؓ نے بھی وہ پیا اور اس کا باقی بچا ہوا پانی میں نے پیا۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مولانا اشرف علیؒ کی کتابوں پر عمل کرتے رہنا اور دوسروں کے کہنے سننے سے نہ رکنا۔ (شریف احمد ستہ - کنج پوری - تحصیل و ضلع کرنال) (حیات اشرف از غلام محمد بی۔ اے۔ عثمانیہ یونیورسٹی (حیدر آباد دکن) صفحہ ۹۶ تا ۹۸) (اس روایا سے مولانا تھانویؒ کے مرتبہ عالیؒ آپ کے سلسلہ کی صحت و مقبولیت، آپ کے فیوض علمی کی حقانیت اور اس دور میں آپ کے متروکہ خزانہ علمی کی قدر و منزلت کا پتہ چلتا ہے۔ حیات اشرف)

(۱۳۱) حافظ اشفاق رسول تھانوی مولدا و بڑوتی (جو وضوح و صدق روایا میں خاص مناسبت رکھتے ہیں اور ذکر مولد شریف کے از حد شائق و راغب ہیں اس لئے بالخصوص اس میں تصرف خیال کا قطعاً احتمال قطع ہے) لکھتے ہیں کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رونق افروز ہیں۔ دونوں پائے مبارک دراز کئے ہوئے ہیں اور چادر سفید پاؤں سے گردن تک ڈالے ہوئے ہیں اور ایک دوپٹہ کمر سے بندھا ہوا ہے اور سفید چونغ زیب بدن ہے۔ کترین

نے سامنے جا کر سلام عرض کیا۔ ارشاد ہوا کہ جو شخص ہماری تعریف کر کے شفاعت چاہے ہم اس کی شفاعت نہیں کریں گے۔ ہم اس کے شافع ہوں گے جو ہماری احادیث پر عمل پیرا ہو گا۔ اس سے تائید مدعا کی مع زیارت ہوتی ہے اور وہ زیارت یہ ہے کہ اگر مدح میں تمام تر رعایات و شرائط بھی ملحوظ ہوں تب بھی وہ اتباع سے درجہ متاخر میں ہے۔ (نثر الیب فی ذکر النبی الحبيبؐ از حکیم الامت مولانا شاہ محمد اشرف علی تھانویؒ صفحہ ۳۲۹)

(۱۲۲) ڈھاکہ (بنگلہ دیش) میں ایک بزرگ نے جو مولانا اشرف علی تھانویؒ کے شناسانہ تھے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ فرماتے ہیں ”اشرف علی صاحب کو میرا سلام پہنچا دو“ ان بزرگ نے عرض کیا کہ میں تو ان صاحب سے واقف نہیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا ”ظفر احمد کے ذریعہ“ (مولانا ظفر احمد عثمانیؒ مولانا تھانویؒ کے حقیقی بھانجے ہیں۔ ڈھاکہ میں مقیم ہیں اور یہ بزرگ ان سے واقف ہیں) چنانچہ صبح کو ان بزرگ نے مولانا ظفر احمد سے یہ واقعہ بیان کیا اور مولانا موصوف نے اس کی اطلاع حکیم الامت حضرت مولانا تھانویؒ کو روانہ کر دی۔ جب مولانا تھانویؒ تک یہ مژدہ پہنچا تو آپ پر ایک کیفیت طاری ہو گئی اور بے ساختہ زبان سے نکلا وعلیکم السلام یا نبی اللہ۔ (صلی اللہ علیہ وسلم) اور اس کے بعد فرمایا آج تو دن بھر صرف درود شریف ہی پڑھوں گا اور باقی سب کام بند۔ (اس سے مولانا تھانویؒ کی شان عالی اور عند اللہ آپ کی مقبولیت اور محبوبیت عیاں ہے، حیات اشرف از غلام محمد صاحب بی۔ اے عثمانیہ صفحہ ۹۸ تا ۹۹)

(۱۲۳) ”مورد الفرخی فی مولد البرزخی“ حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کا وعظ جو جامع الحکم ہے پڑھا اس وعظ شریف کی برکت سے خواب میں حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کی جن کے درمیان حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ

و سلم بھی تشریف فرما ہیں زیارت نصیب ہوئی اور اس مجمع میں آپ بھی ہیں۔
الحمد للہ ثم الحمد للہ (اشرف السوانح حصہ سوم صفحہ ۱۸۳) فضل احمد ہیڈ مولوی
مکان عبدالرحمن والا۔ محلہ افغاناں علی گڑھ (یو۔ پی۔ بھارت)

(۱۲۴) حضرت آج کئی دن ہوئے۔ رات خواب دیکھتا ہوں کہ ایک جگہ
بہت بڑی مجلس ہے۔ اس مجلس میں حضرت والا (یعنی حکیم الامت مولانا اشرف
علی تھانوی) تشریف لئے جا رہے ہیں۔ حضرت والا کے پیچھے احقر بھی جا رہا ہے۔
تھوڑی دور جا کر دیکھتا ہوں اور اصحاب بھی تشریف لے جا رہے ہیں۔ احقر نے
لوگوں سے دریافت کیا کہ یہ صاحبان کون ہیں تو جواب ملا کہ سب سے آگے
حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ ان کے بعد حضرت والا بھی حضرت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہو گئے ہیں۔ احقر پیچھے ہے۔ سامنے
ایک دریا دیکھتا ہوں تو حضرت والا اور سب صاحبان آسانی سے پار ہو جاتے
ہیں۔ احقر فکر مند ہے کہ کیسے جائے۔ اس کے بعد حضرت والا نے فرمایا کہ تم
بھی اسی طرح چلے آؤ تو میں بھی پار ہو گیا۔ پار ہو کر دیکھتا ہوں کہ وہ مجلس تیار
ہے۔ (سید احمد قصبہ رنگونہ محلہ مرادنگر۔ ضلع چانگام۔ بنگال) (اشرف السوانح
حصہ سوم صفحہ ۱۸۳)

(۱۲۵) چونکہ غریب الوطن کو تین سال ہو گئے ہیں کہ وطن سے آیا ہے
اور بندہ کا یہ خیال تھا کہ کہیں پیر کامل کی قدم بوسی کروں۔ مدت ہو گئی بندہ
اسی پریشانی میں تھا کہ بندہ نے خواب دیکھا وہ یہ کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے اور آپ کے ہمراہ حضرت سعید بن المسیبؓ
تھے اور ان کے ساتھ ایک صندوق تھا مسدس۔ آپ نے فرمایا کہ اس کو رکھو
اور اس صندوق کے ہر جانب اسماء مکتوب تھے اور فوق جانب ”راقم محمد صلی
اللہ علیہ وسلم“ یہ لفظ بعینہ تھا اور شرق جانب میں جناب (مولانا تھانوی) کا نام

تھا۔ اس طریق پر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے نام کی طرف اشارہ فرما دیا اور مجھے فرمایا کہ اس نام کو یاد رکھو اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صندوق سے شمال کی جانب تھے اور حضرت سعید بن المسیبؓ جنوب کی جانب تھے۔ (اشرف السوانح حصہ سوم صفحہ ۱۸۹ تا ۱۹۰)

(۱۲۶) بتاریخ ۱۹ ذی الحجہ بروز بدھ ۲ بجے رات کو عالم رویا میں دیکھتا ہوں کہ حضور (مولانا تھانویؒ) کے ہمراہ بہت سے مرید ہیں جو حضور کے بائیں جانب برابر چلے جا رہے ہیں اور فدوی داہنی جانب دائیں ہاتھ کے قریب پشت مبارک سے نہایت متصل جا رہا ہے یہاں تک کہ ایک میدان یا احاطہ میں پہنچ گئے۔ حضور وہاں کھڑے ہو گئے اور فرمایا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دربار ہے خوب غور سے دیکھو۔ فدوی نے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کبار رضی اللہ عنہم ایک بڑے تخت پر رونق افروز ہیں۔ اور ایک مجمع کثیر حلقہ باندھے کھڑا ہے لیکن فدوی کو یہ تمام مجمع اور تخت مبارک اور حضور پر نور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور اصحاب کبار دھندلے نظر آ رہے ہیں۔ فدوی نے حضور سے نہایت گریہ و زاری سے عرض کیا کہ مجھے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ انور صاف نہیں دکھائی دیتا۔ اس پر حضور نے فرمایا کہ ذکر کی کثرت کیا کرو۔ انشاء اللہ صاف دکھائی دے گا۔ فدوی کی اس وقت بحالت زاری آنکھ کھل گئی (اشرف السوانح حصہ سوم صفحہ ۱۹۰)

(اول اول خواب دیکھنے والوں کے نام و نشان اس لئے نقل نہیں کئے جاتے تھے کہ خواب بھی ایک درجہ میں اسرار ہیں تو کیوں کسی کے اسرار ظاہر کئے جائیں۔ اس کے بعد یہ خیال پیدا ہوا کہ نام ظاہر نہ کرنے کی مصلحت مذکور سے نام ظاہر کرنے کی مصلحت قوی ہے تاکہ دوسرے لوگ بھی ان کا ثقہ یا غیر ثقہ ہونا دیکھ سکیں اس لئے پھر نام نقل کئے جانے لگے۔ اس لئے بعض خوابوں کے ساتھ نام

و نشان نظر آئیں گے اور بعض میں نہیں۔ اور تعبیر اس لئے نقل نہیں کی گئی کہ ناظرین کو جس پر اعتماد ہو اس سے دریافت کر لیں۔ اشرف السوانح)

(۱۲۷) یہ دیکھا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مکان میں تشریف فرما ہیں۔ جناب والا (مولانا تھانویؒ) بھی وہاں تشریف رکھتے ہیں۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کئی طالب علم بیٹھے ہوئے ہیں اور حدیث شریف کی ایک کتاب پاس رکھی ہے (اشرف السوانح حصہ سوم صفحہ ۱۸۷)

(۱۲۸) ایک شخص مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہ کے ساتھ کانپور (یو۔ پی۔ بھارت) میں تھا۔ اس نے خواب میں دیکھا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک راستے پر چلے جا رہے ہیں۔ آپ کے پیچھے مولانا تھانویؒ ہیں اور مولانا تھانویؒ کے پیچھے وہ شخص ہے (حیات اشرف صفحہ ۹۵)

(۱۲۹) کل شب خواب میں دیکھا کہ سر زمین مکہ کے ایک بہت وسیع میدان میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں اور دائیں جانب حضرت والا (مولانا تھانویؒ) تشریف رکھتے ہیں اور ادھر ادھر بہت کثیر مجمع دیگر اصحاب کا حلقہ کئے ہوئے بیٹھا ہے مگر بجز اشرف الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کسی دوسرے کا چہرہ صاف نظر نہیں آتا تھا۔ آپ کا چہرہ انور سرخ تھا۔ نہایت لطیف و نازک اور سفید ٹوپی زیب سر کئے ہوئے تھے میں حاضر ہوا تو قصد بیعت ہونے کا کیا۔ اس پر ارشاد ہوا سامنے آ کر بیٹھو ہم بھی دیکھیں یہ مرید کیا ہے۔ میں نہایت ادب سے ڈرتا ہوا دوزانو بیٹھا مگر کچھ مسکراہٹ آنے لگی۔ میں نے روکا اور نہایت مودب ہو کر دوزانو سامنے بیٹھا۔ پھر تھوڑا سا آگے بڑھا اور بیعت کی خواہش کا اظہار کیا۔ اس پر آپ نے مجھ سے عہد بیعت لینا ہنوز شروع نہ کیا تھا کہ حضرت والا نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے

عرض کیا کہ ان سے عہد لے لیجئے کہ کرسی پر نہ بیٹھیں گے۔ اس پر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا عہد کرو کہ میں کرسی پر نہ بیٹھوں گا اور اسی کیساتھ کسی اور بات کا عہد لیا مگر وہ بات یاد نہیں رہی۔ میں نے عہد کیا کہ میں کرسی پر نہ بیٹھوں گا۔ (منقول از اصل خط ”منشی علی سجاد صاحب بی۔ اے۔ ڈپٹی کلکٹر شاہ آباد ضلع ہردوئی (یو۔ پی۔ بھارت)

(۱۳۰) حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ قدس سرہ فرماتے ہیں کہ ایک بہت مہر حافظ صاحب تھے جو بعد میں قصبہ بٹروت میں جا کر رہنے لگے تھے۔ ان کو ہمارے اول طبقہ کے اکابر حضرات جیسے حضرت حاجی امداد اللہ ماہر علی قدس سرہ سے خاص تعلق تھا گو اس وقت کسی سے بیعت نہ تھے۔ ان کو مولود شریف اور نعتیہ اشعار کا بہت شوق اور اہتمام تھا۔ انہوں نے مجھ کو اپنا ایک خواب لکھا تھا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں اور ارشاد فرما رہے ہیں کہ ہم اس سے خوش ہوتے ہیں جو ہماری اتباع کرے نہ کہ اس سے جو ہماری بہت تعریف کرے۔ (ملفوظات حصہ ہفتم مولانا اشرف علی تھانویؒ صفحہ ۱۸۵)

(۱۳۱) ایک شخص نے مولانا اشرف علی تھانویؒ سے بیان کیا کہ میں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں اس شکل میں دیکھا کہ آپ روضہ مبارک میں بیٹھے ہوئے حقہ پی رہے ہیں (نہوڑ باللہ) مولانا نے جواب دیا کہ تم کو اپنی صورت حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آئینہ میں نظر آئی۔ وہ شخص حقہ پیتے تھے ساتھ ہی آئینہ ہونے پر مولانا نے یہ حکایت سنائی کہ ایک شخص ایک بزرگ کی ملاقات کو حاضر ہوئے مگر بوقت ملاقات اس شخص کو ان بزرگ کی صورت کتے کی نظر آئی اس لئے یہ شخص ان سے مل کر خوش نہ ہوا۔ ان بزرگ نے وجہ دریافت کی۔ مجبور کرنے پر بتایا کہ حضرت کی صورت

مجھے کتے کی نظر آ رہی ہے۔ معلوم نہیں کیا معاملہ ہے۔ فرمایا بالکل صحیح ہے۔ ڈر کی کوئی بات نہیں۔ ان بزرگ نے پھر اس کو کچھ پڑھنے کو بتا دیا اس کے بعد ملنے آیا تو بزرگ کو ان کی اصلی صورت پر دیکھا۔ معاملہ دریافت کیا تو فرمایا کہ یہ تم نے اپنے اعمال کی صورت دیکھی تھی۔ اس تعلیم اور ذکر کی برکت سے تمہارے اعمال کی صورت بدل گئی۔ میں تو محض تمہارا آئینہ تھا۔ یہ حقیقت ہے۔ ان واقعات کو کبھی اس کے خلاف خیال نہ کرنا چاہئے۔ (ملفوظات حصہ دوم مولانا اشرف علی تھانویؒ صفحہ ۲۷۷)

(۱۳۲) ۱۹۳۱ء میں حضرت مولانا عبدالماجد دریا بادی قدس سرہ کی الجیہ نے ایک عجیب خواب دیکھا۔ دیکھا کہ مدینہ منورہ کی مسجد قبا میں حاضر ہیں۔ وہیں مولانا اشرف علی تھانویؒ کی چھوٹی بیوی صاحبہ بھی ہیں۔ یہ انہیں دیکھ کر بہت خوش ہیں۔ انہوں نے دریافت فرمایا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصویر دیکھو گی؟ انہوں نے بڑے اشتیاق سے کہا ضرور۔ اتنے میں کسی نے کہا کہ یہ تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں۔ اب تو یہ بڑے ہی غور اور حیرت سے ان کی طرف دیکھ رہی ہیں کہ صورت، شکل، وضع و لباس چھوٹی بیوی صاحبہ کا ہے یہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیسی ہو گئیں۔ اتنے میں پھر کسی نے کہا کہ نہیں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بہو ہیں اپنے دل میں اب یہ اور بھی حیرت کر رہی ہیں کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تو کوئی صاحبزادے بالغ نہ ہوئے تھے تو بہو کیسی؟ اتنے میں پھر آواز آئی ہر کلمہ گو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد ہے اور مولانا اشرف علی جیسے بزرگ تو خاص الخاص اولاد حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہیں۔ ان کی بیوی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بہو کہلائیں گی۔ اس کے بعد صحن مسجد سے انہیں ہمراہ لے کر چھوٹی بیوی صاحبہ مسجد کے اندرونی درجہ میں داخل ہوئیں۔ وہاں ایک دروازہ سا کھلا اور اس

کے اندر سے بجائے تصویر کے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جلوہ مبارک نظر آیا۔ نورانیت اس غضب کی تھی کہ میں چہرہ مبارک پر نظر نہ جما سکی۔ گھٹنوں کے بل بیٹھ کر سر جھکا کر دست بستہ درود شریف با آواز بلند پڑھنے لگی۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پشت مبارک کی طرف انہیں اپنے حقیقی چچا بھی کھڑے ہوئے نظر آئے جو ان کے بچپن میں اجمیر شریف کے تالاب میں ڈوب چکے تھے۔ ان کو دیکھ کر انہیں ذرا ڈھارس ہوئی اور یہ ان کے ہاتھ سے لپٹ گئیں۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تبسم کے ساتھ شفقتِ دلہی کے لہجہ میں فرمایا ”دل کی صاف ہے“

اس کے بعد یہ کہتی ہیں کہ مجھے اپنی ماں اور بہنیں یاد آئیں کہ انہیں بھی دوڑ کر بلا لاؤں اور زیارت کرا دوں۔ بس اسی میں آنکھ کھل گئی (”حکیم الامت“ نقوش و تاثرات از مولانا عبد الماجد دریا بادی” - دریا باد نزد لکھنؤ (یو۔ پی۔ بھارت) صفحہ ۵۵۹ تا ۵۶۱)

(خواب کوئی حجت شرعیہ نہیں مگر رویائے صالحہ کا مبشرات میں سے ہونا۔ یہ حجت شرعیہ سے ثابت ہے اس لئے اس کو بشارت سمجھنا اور اس پر مسرور ہونا شرعاً ”مازون فیہ ہے۔ کسی کا حضرت عائشہؓ کہنا اشارہ ہے وراثت فی بعض الادف کی طرف۔ اس کا ذکر ایک خاص عنوان سے ”اصلاح القلوب“ میں بھی ہے۔ اس کے بعد جو کچھ بھی کہا گیا اس کی توجیہ خود خواب میں ظاہر کر دی گئی ہے۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تجلی تو پوری ہی دولت ہے۔ اس کا کیا پوچھنا اور صفائی دل کی بشارت جس درجہ کی فال نیک ہے ظاہر ہے۔ مبارک ہے۔ غرض اس خواب سے جس جس کا تعلق ہے سب محل مبارک باد ہیں اور ساتھ ہی آپ بھی کہ ایسی مقبول بندی کے مالک ہیں۔ نعمت کا مالک ہونا بھی کم نعمت نہیں۔ مولانا تھانوی)

(۱۳۳) میں نے عالم خواب میں دیکھا بوقت ۳ بجے شب کہ حضرت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بذات خود پڑھ رہے ہیں اور ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے فرما رہے ہیں کہ تم بھی سنو لیکن میں نے فرماتے ہوئے کانوں سے تو سنا مگر آپؐ کو دیکھا نہیں (ذوالفقار خیاط۔ ریاست گوالیار) (اصدق الرویاء حصہ دوم بابت ماہ ذی قعدہ ۱۳۵۵ھ)

(۱۳۴) ۵ رمضان المبارک کو غلبہ حزن زیادہ تھا۔ چھٹی کی شب کو ڈیڑھ اور دو بجے کے درمیان خواب دیکھا کہ والد مرحوم (مولانا محمد ادریس صاحب) بہت سفید اور نورانی لباس میں ہیں۔ والد صاحبؒ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی قدس سرہ کے خدام میں سے تھے۔ پھر والد کی جگہ یہ نظر آیا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ داہنی جانب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ با ادب سر جھکائے کھڑے ہیں۔ سامنے یہ ناکارہ ہے۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زبان مبارک سے حضرت ابوبکر صدیقؓ کے فضائل بیان فرما رہے ہیں۔ آخری بات اس ناکارہ کو مخاطب کر کے یہ فرمائی ”ما انا علیہ و اصحابی“ یہ فرماتے ہی بجائے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضرت والا (مولانا اشرف علی تھانوی) کو تشریف رکھے دیکھا بعینہ اسی جگہ اور بجائے حضرت ابوبکر صدیقؓ کے حافظ محمد طہ صاحب کورٹ انسپکٹر حضرت والا کے خادم کو۔ پھر آنکھ کھل گئی۔ تب بھی شکر کیا اور اب بھی شکر کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ حضرت والا کو قائم رکھے (محمد نجم احسن وکیل از پرتاب گڑھ) (یو۔ پی۔ بھارت) ۲۰ رمضان المبارک ۱۳۵۷ھ (اصدق الرویاء حصہ سوم۔ النور بابت ماہ شوال المکرم ۱۳۶۱ھ)

(۱۳۵) کترین ایک مدت سے شیخ کامل کا خواہشمند تھا۔ ملے بہت سے مگر کوئی بھی با شریعت نہ ملا۔ آخر مجبور ہو کر متواتر سات مرتبہ استخارہ کیا۔ آخری تین مرتبہ حضور (مولانا تھانوی) کے متعلق حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے زیارت کے بعد مجھ کو بشارت دی۔ تصدیق خواب کے واسطے متعدد اشخاص سے معلوم کیا۔ آخری خواب میں تو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بالکل واضح بتایا۔ اب اسی وقت سے حضور کا اشتیاق ہے۔ واقعات خواب مفصلاً "بوقت ملاقات یا بہ فرمان حضور کے عرض کروں گا۔ اب جس طرح پر حضور ارشاد فرمائیں بندہ تعمیل کرے گا (غلام قادر سکنہ بھیلہ۔ ریاست کپور تھلہ ضلع جالندھر۔ ڈاکخانہ ڈھلوان) (اصدق الرویاء حصہ دوم بابت ذیقعدہ ۱۳۵۵ھ)

(۱۳۶) بندہ کی بیوی نے خواب میں دیکھا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا تینوں بندہ کے گھر تشریف لائے ہیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ایک کتاب کھول کر بندہ کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگ کہتے ہیں کہ یہ شخص آپ کی امت میں شامل ہے۔ آپ نے فرمایا کہ یہ شخص میری امت میں شامل ہے۔ پھر حضرت عائشہ صدیقہ نے فرمایا کہ اس شخص نے کیوں بعض احادیث کو بیان کیا اور باقی کو نہ کیا۔ اس کے بعد بلند آواز سے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے خطاب کرتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ اے امیر المومنین آپ باقی احادیث امتیوں کو سنائیں۔ اس کے بعد حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت کو اس طرح تعلیم دی جانی چاہیے جیسے کسی اندھے کو ہاتھ سے پکڑ کر راستہ دکھایا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ فرمایا کہ یہ شخص اگر اپنے مرشد سے مراسلت جاری رکھتا تو اس کی برکت سے نیک کاموں سے محروم نہ رہتا۔ اب بندہ نے اپنی دل میں عہد کر لیا ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ حضرت والا کے دربار میں ہمیشہ مراسلت جاری رکھوں گا۔ (یہ اصل خواب فارسی میں تھا جس کا اردو ترجمہ پیش کیا گیا ہے (مولوی عبدالرحمن پوسٹ چکنائی۔ مقام اسد گنج۔ برمکان

محمد ولی میاں برادر س تاجر کتب) (اصدق الرویاء حصہ دوم بابت ماہ ذیقعدہ
 (۱۳۵۵ھ)

(۱۳۷) احقر نے خواب دیکھا کہ حضرت (مولانا تھانوی) مدظلہ نے مجھے
 کلید مثنوی کی ایک جلد عطا فرمائی۔ میں نے لینے میں تامل کیا اس خیال سے کہ
 میں اس کا اہل نہیں ہوں۔ حضرت نے دوبارہ دی اور فرمایا کہ اس کو لو اور
 پڑھا کرو۔ میں نے بسر و چشم قبول کی۔ اتنے میں معلوم ہوا کہ وہ دینے والے
 حضرت مولانا نہیں بلکہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ میں نے یہ خواب حضرت مولانا
 سے عرض کیا۔ فرمایا مبارک ہو اور یہ خواب کلید مثنوی کے مقبول ہونے کی
 علامت ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ (محمد مصطفیٰ مقیم میرٹھ) (اصدق الرویاء حصہ دوم
 بابت ماہ ذیقعدہ ۱۳۵۵ھ) یہ خواب کلید مثنوی ختم ہو جانے کے کچھ دن بعد
 دیکھا تھا۔

(۱۳۸) مدت گذری کہ ناچیز نے خواب میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم کو مع چاروں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین دیکھا تھا اور حضرت
 والا (مولانا تھانوی) کو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے کھڑا دیکھا
 تھا۔ (سعادت حسین نظام پوری) (اصدق الرویاء حصہ دوم بابت ذیقعدہ
 (۱۳۵۵ھ)

(۱۳۹) میں نے خواب میں دیکھا کہ حضرت (مولانا تھانوی) مع آٹھ
 دس علماء کے ایک مسجد میں بیٹھے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو
 فرما رہے ہیں۔ (محمد ابراہیم بیڈ مولوی مدرسہ اسلامیہ - لاڑوا - ڈاکخانہ رامپور
 بازار پڑھ) (اصدق الرویاء حصہ دوم بابت ماہ ذیقعدہ ۱۳۵۵ھ)

(۱۴۰) اب دوبارہ جب حشمت علی کا پھر ورود ہوا تو ایک صالح و متقی

شخص جو مسلک کے اعتبار سے اہل حدیث ہیں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئے اور انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) یہاں ایک مولوی صاحب حشمت علی نام کے آئے ہوئے ہیں اور وہ مولانا اشرف علی صاحب کو بہت برا بھلا کہتے ہیں۔ ان میں کون حق پر ہے۔ ارشاد اقدس ہوا مولوی اشرف علی حق پر ہیں۔ وہ بہت اچھے آدمی ہیں (محمد منظور نعمانی مالک رسالہ الفرقان، بریلی) (اصدق الرویاء حصہ دوم بابت ذیقعد ۱۳۵۵ھ) (میری قسمت کہاں جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک پر میرا نام آوے اور رحمت سے آوے اور اس عنوان سے آوے جو حضرت صحابہؓ کے لئے ارشاد فرمایا گیا۔ مولانا تھانویؒ)

(۱۳۱) حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں اور آپؐ کی خدمت میں ہمارے حضرت مولانا تھانویؒ اور دیگر حضرات علماء حاضر ہیں۔ ایک بڑا مکان ہے۔ کسی نے عرض کیا کہ انگریزوں نے کئی ملک لے لئے ہیں۔ اس کے بعد دیکھا کہ کابل کی طرف سے ایک مسلمان نے لڑ کر وہ ملک انگریزوں سے واپس لے لئے۔ کسی نے عرض کیا حضرت رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کابل کے مسلمانوں نے انگریزوں سے کئی ملک واپس لے لئے۔

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ سن کر خوش ہوئے۔ پھر آپؐ مع علماء کئی شہروں میں پھرے۔ سب علماء نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ آپؐ وعظ فرمائیں۔ آپؐ نے جواب میں فرمایا کہ وعظ بیان کرنے والے بہت سے علماء موجود ہیں۔ دوبارہ پھر علماء نے درخواست کی۔ آپؐ نے دوبارہ جواب میں ہمارے حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب مدظلہ العالی کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ وعظ انہیں بیان کرنا چاہیے یہ اچھا وعظ بیان کرنے والے ہیں۔ سب علماء چپ ہو گئے۔ شہر در شہر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مع کل علماء کے پھرتے رہے۔ ایک شہر میں ایک بڑے

مکان میں ٹھہرے۔ خواب ختم ہوا۔

اس خواب سے پہلے تین مرتبہ تین خواب دیکھے اور تینوں مرتبہ حضرت مولانا اشرف علی صاحبؒ کی شکل میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نظر آئے ہیں۔ میں نے تینوں مرتبہ مصافحہ کیا مگر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ فرمایا نہیں۔

میں نے خواب ہی میں کہا کہ شکل ایسی ہی ہے جیسے ہمارے مولانا تھانویؒ کی لیکن حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بولے نہیں۔ اس سے میرا دل رنجیدہ ہوا۔ دوسرا ایک شخص موجود تھا۔ اس نے کہا کسی بات پر ناراض ہونگے اس لئے نہیں بولے۔ خواب سے جب آنکھ کھلی طبیعت بہت رنجیدہ تھی۔ بہت دن رنج رہا۔ مولانا تھانویؒ سے خواب بیان کیا۔ مولانا صاحب نے فرمایا کہ رنجیدہ کیوں ہوتے ہو۔ اگر ناراض ہوتے تو مصافحہ کیوں کرتے۔ مولانا صاحب کے اس ارشاد کے بعد دل سے رنج کی کھٹک دور ہو گئی (ملا جیون ساکن گاؤں گوگوان ۵ شعبان بروز جمعرات ۱۳۵۳ھ) (اصدق الرویاء حصہ دوم بابت ماہ رمضان ۱۳۵۵ھ)

(۱۳۲) چند روز ہوئے ایک خواب میں یہ دیکھا کہ میرے مکان میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپ تشریف لائے ہیں۔ بات چیت نہیں ہوئی۔ دوسرے شخص نے تعارف کرایا کہ یہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، یہ حضرت فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں اور یہ مولانا اشرف علی تھانوی صاحبؒ ہیں۔ بعد کو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ اناج کا دانہ جیسا سفید مجھے دیا۔ میں اس کو کھا گیا تو فرمایا اس کو کھانا نہیں اور دوسری مرتبہ دیا اور فرمایا اس کو دھو ڈال۔ تو میں نے اس کو ہاتھ میں رکھ کر دھویا۔ پھر دیکھا تو سفید موتی جیسا تھا۔ پھر آنکھ کھل گئی۔ (عمر جی آنجی کمبولی۔ ضلع بروچ) (اصدق الرویاء حصہ دوم بابت ماہ

(۱۳۳) میں نے پرسوں ۲۰ شعبان ۱۳۵۳ھ کی شب کو خواب دیکھا کہ میرے شہر لکھنؤ میں میرے محلہ کے قریب بیجا باغ ہے۔ وہاں حضور (مولانا تھانویؒ) کا وعظ ہے۔ میں بھی اس وعظ میں گیا۔ محفل کے درمیان میں لوہے کا ایک کٹرا لگا ہے جس کی ایک جانب بہت اونچا ایک تخت بچھا ہوا ہے جس پر سفید فرش ہے۔ اس پر آپ وعظ فرما رہے ہیں۔ میں جہاں بیٹھا تھا اس کو دیکھ نہ سکتا تھا۔ پر آپ کا بیان صاف اور خوب سمجھ میں آرہا تھا گو آپ کا گلا خراب تھا۔ سب یہی کہہ رہے تھے کہ گلا تو بیٹھا ہوا ہے پر آواز سب کو صاف سنائی دے رہی ہے۔ ذرا گنگلک نہیں۔ کمال ہے۔ (کرامت ہے) یکا یک رکاوٹ دور ہو گئی اور حضور نظر آنے لگے۔ بیان سلوک و معرفت کے درجات اور سالکوں کے حالات پر ہے۔ سالک مختلف کیفیات اور تغیرات سے گذرتا معرفت کے درجہ پر پہنچتا ہے۔ اگر وہ ان میں پھنس گیا۔ جب آپ یہاں پہنچے تو مجلس میں سے کسی شخص نے ٹوکا کہ اسے بیان نہ کرو۔ آگے چلو۔ جس پر بڑی حیرت ہوئی کہ ایسا کرنا آداب محفل کے خلاف ہے۔ مگر آپ تخت سے اتر کر ان صاحب کے پاس گئے اور دریافت کیا تو کیا بیان نہ کروں۔ انہوں نے فرمایا اس کو چھوڑ کر بیان کرو۔ اسے کسی دوسرے موقع پر بیان کرنا۔ حضور نے فرمایا۔ جی اچھا۔ معلوم ہوا کہ جنہوں نے منع فرمایا تھا وہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ حضور پھر تخت پر تشریف لے گئے۔ (وہ سماں یعنی تخت سے اتر کر دریافت کرنے کو تشریف لانا اور پھر واپس جانا اب تک آنکھوں میں ہے) ایک ایک سیڑھی چڑھ کر جیسے ضعیف لوگ چڑھتے ہیں۔ اب وعظ کو مختصر کر کے ختم کر دیا شاید اس وجہ سے کہ کسی دوسری جگہ بھی وعظ کا اعلان تھا۔ اس کے بعد لوگ حضور سے مصافحہ کرنے لگے۔ مصافحہ کے وقت ہاتھ آستینوں کے اندر تھے۔ میں نے کہا میں تو کھلے ہاتھوں مصافحہ کروں گا۔ چنانچہ آستینوں کے اندر سے

حضور کے سفید اور نورانی ہاتھ ظاہر ہوئے۔ جنہیں میں نے اپنے ہاتھوں میں لے لیا اور منہ اور آنکھیں ان پر رکھ کر رونے لگا۔ حضور نے فرمایا تم کون ہو اور میں روتے ہوئے اپنا حال بتاتا رہا۔ پھر دریافت فرمایا۔ میرے لئے کتھا (جو پان میں چونے کے ساتھ لگایا جاتا ہے) لائے۔ (وعظ کے وقت حضور پان کھائے ہوئے تھے اور گلابی دہن و لب بہت اچھے لگ رہے تھے) میرے دل میں خیال آیا کہ مجھے پہچانتے نہیں اور کتھالانے کا سوال کر رہے ہیں مگر فوراً ہی یہ وسوسہ غائب ہو گیا اور میرے دل کو حضور کے اس سوال سے بے حد خوشی ہوئی۔ اور عرض کیا کہ ابھی لاتا ہوں۔ یہ کہہ کر میں ان کی (جنہوں نے وعظ میں ٹوکا تھا یعنی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) خدمت میں حاضر ہوتا ہوں۔ آپ سے مصافحہ کر کے آپ کے ہاتھوں کو چومتا اور دعاء کے واسطے درخواست کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھے اپنی معرفت عطا فرمادیں (یا اسی قسم کی کوئی درخواست) تو آپ نے سر مبارک کو جنبش دی مگر تکلم نہ فرمایا۔ اس کے بعد ایسا معلوم ہوا کہ میں چلا آیا اور مجلس برخاست ہو گئی۔ بس آنکھ کھل گئی اور ایسی لذت محسوس ہوئی کہ پھر آنکھیں بند کر لیں تاکہ یہ منظر آنکھوں کے سامنے رہے مگر اب کہاں۔ (نور الحق - جامعہ مسجد ٹانگو) (اصدق الرویاء حصہ دوم بابت ماہ رمضان المبارک ۱۳۵۵ھ)

(۱۳۴) ایک صاحب علم (جو ایک ایسے شاہ صاحب سے بیعت ہو گئے تھے جن کی حالت قابل اطمینان نہ تھی) کا لکھنؤ سے طویل خط بہ درخواست اصلاح و بیعت موصول ہوا جس میں ان کے مختلف واقعات، حالات و مشاہدات تحریر ہیں۔ جن میں سے دو واقعات نقل کئے جاتے ہیں۔

اس کے بعد تنہائی میں بیٹھا سوچ رہا تھا کہ شاہ صاحب حج کو گئے ہیں نہ معلوم کب آئیں گے۔ اس کے ساتھ ہی مدینہ منورہ کا خیال آیا۔ اپنی صورت گنبد خضرا (علی صاحباً صلواتہ و سلاماً) کے پاس دیکھ رہا ہوں اور شاہ صاحب کو بھی شاہ صاحب میری صورت کی طرف اشارہ کر کے فرماتے ہیں یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) اس کو آپ کی خدمت میں لایا ہوں گنبد خضرا سے اس پر

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جواب دیتے ہیں کہ اس کو تم کیوں لائے ہو۔ جس کو سن کر میں گھبرا کر رونے لگتا ہوں کہ فوراً ہی مزار مبارک میں ایک دروازہ ہو گیا اور میں اندر چلا گیا۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں گھبراتے کیوں ہو جو یہاں تک تم کو پہنچائے گا اس کی صورت دکھاتا ہوں فوراً" بعد دروازہ کے باہر آپ کی صورت دیکھتا ہوں اور کہتا ہوں کہ یہ تو مولانا اشرف علی تھانوی صاحب" ہیں۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں یہی ٹھیک بتلائیں گے اور ہماری سنت زندہ کرنے میں نمبر اول ہیں۔ ان کے ساتھ جاؤ۔ آپ نے میرا ہاتھ پکڑ لیا اور کچھ دور چلے تو میں نے کہا آپ مجھے چھوڑ دیجئے۔ آپ نے مجھے چھوڑ دیا اور گنبد خضرا (علیٰ صاحبہا صلوٰۃ سلاما) میں چلا گیا۔ وہاں دیکھتا ہوں کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی سفید کپڑے میں لیٹ جاتے ہیں اور کبھی سرخ دھاریدار چادر کے ساتھ بیٹھ جاتے ہیں۔ سوچتا ہوں ایسا کیوں ہے مگر کچھ سمجھ میں نہیں آتا حتیٰ کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارہ میرے پیٹ کی جانب کیا یعنی جا کھانے کا وقت ہو گیا اور میں کھانے کے لئے چلا گیا۔ اس کے بعد سوچنے لگا کہ اس حالت کو پھر دیکھوں لیکن اس دن دوبارہ پھر نہ دیکھ سکا۔

دوسرے دن پھر گنبد خضرا میں پہنچ گیا لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس حالت میں پاتا ہوں کہ کبھی سفید کپڑے میں لیٹ جاتے ہیں اور کبھی سرخ دھاریدار چادر کے ساتھ بیٹھ جاتے ہیں۔ اسی اثناء میں کسی نے مجھے آواز دی اور میں اس کے پاس چلا گیا۔ اسی دن عشاء کی نماز کے بعد سوچ رہا تھا کہ یکایک کسی نے کہا کہ گنبد خضرا (علیٰ صاحبہا صلوٰۃ و سلاما) کی طرف دیکھو۔ میں فوراً اس طرف دیکھنے لگا۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ کیا سوچتا ہے۔ میں نے دل ہی دل میں عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) وہی سوچتا ہوں کہ آپ کبھی سفید کپڑا اوڑھ کر لیٹ جاتے ہیں اور

کبھی سرخ دھاریدار چادر کے ساتھ بیٹھ جاتے ہیں اور جب شاہ صاحب کا تصور آتا ہے تو آپ سفید کپڑے کے ساتھ لیٹ جاتے ہیں اور جب مولانا اشرف علی صاحب کا خیال آتا ہے تو آپ سرخ دھاریدار چادر کے ساتھ بیٹھ جاتے ہیں۔ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان دونوں کے مریدوں کو دیکھو۔ اب جو میں نے غور کیا تو معاً سمجھ میں آ گیا کہ مولانا اشرف علی صاحب حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو زندہ کرتے ہیں اور شاہ صاحب اس کی کچھ پرواہ نہیں کرتے۔ اب میں بہت خوش ہوا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف متوجہ ہی رہنا چاہتا تھا کہ آپ نے اشارہ سے کہا تو سو جا کہیں نماز فجر قضا نہ ہو جائے۔ ادھر اس وقت متوجہ نہ ہو۔ اس کے بعد دفعتاً شیخ الہند مولانا محمود حسن کے مزار کی طرف ذہن منتقل ہو گیا۔ دیکھا کہ مزار مبارک میں سبز درخت ہیں ساتھ ہی خیال آیا کہ حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی کے مزار کو دیکھنا چاہیے اس میں کیا ہے۔ جب دیکھا تو کچھ دیر تک وہ خشک نظر آیا۔ خیال آیا کہ یہ کیا بات ہے حالانکہ آپ تو حضرت شیخ الہند سے زیادہ بزرگ تھے۔ یہ خیال آیا ہی تھا کہ اس مزار میں بھی بڑے درخت نظر آنے لگے۔ اس پر میں نے حضرت نانوتوی سے اس کی وجہ دریافت کی۔ آپ نے فرمایا کہ اب تو ہماری طرف ہو گیا۔ میں نے عرض کیا پہلے بھی تو تھا لیکن کچھ نہیں دیکھا۔ اس پر حضرت نانوتوی نے فرمایا کہ پہلے تو آزاد تھا۔ اس پر میں کچھ شرمندہ ہوا اور عرض کیا کہ ہم تو آپ کے ساتھ نہیں رہیں گے۔ جواب ملا ایسا ممکن نہیں۔ اپنے قلب کی طرف غور کر۔ بس پھر یہ حالت ختم ہو گئی اور میں سو گیا۔

اس کے بعد ایک مرتبہ صبح ۸ یا ۹ بجے کے قریب گنبد خضرا (علی صاحب) کا صلوٰۃ و سلاما کی صورت دیکھی اور بلا تکلف اندر چلا گیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت مبارک کو دیکھا۔ جوں ہی آپ (مولانا تھانوی) کا تصور کرتا ہوں تو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے ہوئے نظر آتے ہیں

اور جیسے ہی شاہ صاحب کا تصور کرتا ہوں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیٹ جاتے ہیں یہاں تک کہ پہلا خط میں نے آپ کی خدمت میں بغرض بیعت و تعلیم روانہ کیا۔

اور ہاں اسی سفر کے دوران میں ایک دن سخت پریشان تھا اسی پریشانی کے عالم میں گنبد خضرا (علی صاحبہا صلوٰۃ و سلاماً) کی طرف متوجہ ہوا تو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پریشان کیوں ہے اور آپ کا (مولانا تھانوی) کا نام لیا کہ ان کو خط لکھا۔ میں نے عرض کیا کہ لکھ تو دیا ہے لیکن انہوں نے مجھے ابھی تک اپنے سلسلہ میں داخل نہیں کیا تو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمام حالتیں لکھیں۔ میں نے عرض کیا کہ نہیں اس پر آپ نے ارشاد فرمایا کہ سب لکھ کر بھیج دو اور جو کچھ دریافت کرنا ہو ان سے دریافت کیا کرو اور اب میری طرف متوجہ نہ ہونا (یعنی بلا واسطہ) وہی تم کو سب کو کچھ بتا دیں گے۔ (محمد عالم بلیاوی - مدرسہ تعلیم اسلام - لکھنؤ) (اصدق الرویاء حصہ دوم بابت ماہ رجب المرجب ۱۳۵۵ھ)

(۱۳۵) شب جمعرات خواب میں دیکھا کہ ایک حجرہ ہے جس کے دروازہ پر ایک دربان موجود ہے۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ یہ حجرہ شریف حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے اور کسی کو اندر جانے کی اجازت نہیں۔ میرے اصرار کرنے پر دربان نے میرا نام دریافت کیا اور کہا میں اندر جا کر اجازت حاصل کرتا ہوں۔ اجازت حاصل کر کے مجھے اندر جانے دیا۔ اندر ایک تخت بچھا ہوا ہے جس پر ایک بزرگ کو بیٹھے دیکھا ہے میں نے ان کو سلام کیا جس کا انہوں نے جواب مرحمت فرمایا اور دریافت کیا کہ تمہارا یہاں آنا کیسے ہوا۔ میں نے عرض کیا کہ مجھے محبت ہے اس لئے آیا ہوں۔ انہوں نے میرے سر پر ہاتھ رکھ کر فرمایا کہ مولانا اشرف علی کے پاس جاؤ اور ان کی تعلیم سے فیض یاب ہوتے رہو۔ پس میں مولانا کی خدمت میں پہنچا اور عرض کیا مجھے حلقہ

مریدین میں شرف بخشیں۔ اس پر مولانا نے فرمایا کہ میں مدت سے تم کو مرید کر چکا ہوں اور میرے سر پر ہاتھ رکھ کر رخصت کر دیا۔ مولانا کے پاس سے رخصت ہو کر گنگوہ شریف آیا جہاں حضرت عبدالقدوس گنگوہیؒ کی مسجد میں حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ حضرت عبدالقدوس گنگوہیؒ اور حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کو تشریف فرما دیکھا۔ میں نے سب کو سلام کیا۔ انہوں نے جواب دیا۔ پھر دو رکعت تحیتہ المسجد ادا کر کے ان کے پاس بیٹھ گیا۔ انہوں نے دریافت فرمایا کہ تم کون ہو اور کہاں سے آرہے ہو۔ میں نے عرض کیا کہ میں حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کے پاس سے آرہا ہوں۔ انہوں نے دریافت کیا کہ تم مولانا سے کیسے تعلقات رکھتے ہو۔ میں نے عرض کیا کہ وہ میرے پیر ہیں میں ان کا مرید ہوں۔ ان سے اعتقاد رکھتا ہوں اور ان کی مشہور کتاب ”بہشتی زیور“ پڑھتا ہوں۔ پھر ان کے پاس ایک شخص چائے لایا۔ اس شخص نے ان تینوں بزرگوں اور مجھے چاء پلائی۔ اسی اثناء میں ہماری مسجد میں اذان دے دی گئی۔ میں بیدار ہو گیا اور مسجد میں جا کر نماز فجر ادا کی (محمد شریف سقہ ساکن کنج پورہ، ضلع کرنال) (اصدق الروایاء بابت ماہ جمادی الثانی ۱۳۵۵ھ)

(۱۳۶) خادم نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ ایک بہت بڑا مجمع ہے جس میں اکثر پیر بھائی ہیں۔ مجھ کو جلسہ میں سب سے پیچھے جگہ ملی۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عربی میں تقریر فرما رہے ہیں جو مطلق سنائی نہیں دیتی۔ تقریر کے آخر میں اتنا سنائی دیا کہ آپ نے فرمایا میں بھی حق تعالیٰ سے مثل قرآن ”یا رب ان قومی اتخذوا هذا القرآن مہجوراً“ (سورۃ فرقان آیت ۳۰) شکایت کروں گا کہ میری امت نے میری سنت کو ترک کر دیا۔ اس کا مجھ پر بہت اثر ہوا۔ جب حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تقریر ختم ہوئی تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میری حالت نہایت خراب ہے۔ لہذا مجھ کو بھی کچھ فرمائیے۔

فرمایا کہ تم دعائیں کیا پڑھتے ہو۔ میں نے عرض کیا ”اللہم انت السلام۔۔۔۔۔ الخ“۔ اس پر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم ”مناجات مقبول“ جسے مولانا اشرف علی صاحب نے لکھا ہے۔ (یاد نہیں مولانا کا لفظ بھی فرمایا یا نہیں) وہ پڑھا کرو۔ اس کے بعد میں بیدار ہو گیا اور اپنے آپ کو بہت خوش پایا (عزیز الرحمن زمیندار۔ انچولی ضلع میرٹھ) (یوپی۔ بھارت) (اصدق الرویاء حصہ دوم بابت ماہ جمادی الاولیٰ ۱۳۵۵ھ)

(۱۳۷) ایک جنگل میں ہوں۔ ایک تخت ہے کچھ اونچا سا اس پر زینہ ہے۔ ایک میں ہوں اور دو تین آدمی اور ہیں۔ ہم سب کھڑے ہیں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتظار میں۔ اتنے میں ایسا معلوم ہوا کہ جیسے بجلی چمکی۔ تھوڑی ہی دیر میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور زینہ پر چڑھ کر مجھ سے بغل گیر ہوئے اور مجھ کو خوب زور سے بھینچ لیا۔ جس سے سارا تخت ہل گیا۔ آپ نے فرمایا تجھے پل صراط پر چلنے کی عادت ڈالتا ہوں۔ صورت شکل بالکل مولانا اشرف علی تھانوی صاحب جیسی تھی۔ اس کے بعد آنکھ کھل گئی (رشید احمد از کچا من مارواڑ۔ راجپوتانہ - ۲۵ ذیقعدہ ۱۳۴۷ھ) (اصدق الرویاء حصہ دوم بابت ماہ جمادی الاولیٰ ۱۳۵۵ھ)

(۱۳۸) میں نے پرسوں رات کو ایک خواب دیکھا کہ ایک شخص میرے پاس آئے اور نہ معلوم میں نے خود یا کسی نے مجھے سے کہا کہ حضرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ آپ کے دست مبارک میں کوئی چیز ہے۔ زیادہ خیال ہے کہ گلگلے ہیں۔ مجھ سے فرمایا کہ لے مولانا اشرف علی صاحب کھالیں گے۔ مجھ کو اچھی طرح یہ بات یاد ہے کہ یہی ارشاد فرمایا تھا (دختر رشید احمد از کچا من مارواڑ۔ راجپوتانہ - ۱۸ صفر ۱۳۴۹ھ) (اصدق الرویاء حصہ دوم بابت ماہ جمادی الاولیٰ ۱۳۵۵ھ)

(۱۴۹) دوسرے دن دیکھا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مع حضرات صحابہ اکرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین رونق افروز ہیں۔ حضرات صحابہؓ سے ارشاد فرمایا کہ کوئی ہے جو میرے دشمن مقل کا سر کاٹ کر پیش کرے۔ ایک صحابیؓ اٹھے اور عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میں اس کام کو انجام دوں گا۔ فرمایا جاؤ فی امان اللہ۔ اس پر وہ صحابیؓ تشریف لے گئے۔ میں بہت خوفزدہ ہو رہا ہوں کہ ایسا نہ ہو کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جہاد کا حکم فرمادیں۔ اور میں تعمیل نہ کر سکوں تو کہیں کا نہ رہوں گا۔ رو رو کر خواب میں دعا مانگی یا اللہ تو مجھ کو اسلام کے سخت سے سخت وقت جان و مال سے ثابت قدم رکھو۔ اس کے بعد وہی صحابیؓ خالی ہاتھ اس جلسہ میں تشریف لائے۔ حضرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خالی ہاتھ کیسے آئے۔ عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میں نے سنا تھا کہ کسی شخص نے آپؐ پر حملہ کیا ہے اور آپؐ کا چہرہ انور خون آلود ہو گیا ہے۔ میں یہ سن کر پریشان ہو گیا۔ فرمایا میں اس طرح شہید نہیں ہوں گا۔ اللہ تعالیٰ میرا محافظ ہے۔ جاؤ اس کے بعد آنکھ کھل گئی۔ (خواب نہایت مبارک ہے جہاد سے ہر اس وہ امر طبعی ہے جو مذموم نہیں جبکہ اس کے ساتھ ہی متحمل کو کوتاہی پر اندیشہ ضرر دین کا بھی ہو کہ یہ اندیشہ عین دین ہے۔ مولانا تھانویؒ - ۱۰ شعبان ۱۳۴۷ھ) (عزیز الرحمن انچولی) (اصدق الرویاء حصہ دوم بابت جمادی الاولیٰ ۱۳۵۵)

(۱۵۰) گزارش ہے کہ میں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اور وہ اس طرح کہ ایک باغ ہے جو کہ سوکھا ہوا ہے اور اس کے کنویں میں پانی بھی نہیں ہے۔ جب حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو وہ باغ بھی سرسبز ہو گیا اور کنویں میں بھی پانی آ گیا۔ ایک شخص نے کبیل بچھا دیا تو آپؐ اس پر بیٹھ گئے۔ پھر میں نے مصافحہ کیا مگر زبان مبارک سے آپؐ نے

کچھ نہ فرمایا۔

(۱۵۲، ۱۵۱) کچھ دن بعد پھر زیارت نصیب ہوئی کہ ایک دریا ہے جس کے پاس نالیوں میں پانی جاری ہے۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان دونوں کے درمیان تشریف فرما ہیں۔ میں نے پھر مصافحہ کیا مگر آپ نے زبان مبارک سے کچھ نہ فرمایا پھر چند روز بعد حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ (مولانا تھانوی) کی شکل میں دیکھا اور مصافحہ کیا۔ پھر میں نے لوگوں سے کہا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو ہمارے مولانا تھانوی کے ہمکنار ہیں (ملاجیون طالب علم مدرسہ امداد العلوم، تھانہ بھون (یوپی۔ بھارت) (اصدق الرویاء حصہ دوم ماہ جمادی الاولیٰ ۱۳۵۵ھ)۔

اوپر کے تینوں خوابوں میں میں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ (مولانا تھانوی) کی شکل میں دیکھا۔

(۱۵۳) دیکھتا ہوں کہ ایک جلسہ رہا ہے۔ اس کے صدر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جلسہ ختم ہونے کے بعد لوگ قسم قسم کے مسائل دریافت کرنے لگے۔ میں نے یہ بات دریافت کی کہ حضرت حکیم الامت مولانا تھانوی صاحب اور مولانا ابوبکر صاحب پھر پھروی کیسے ہیں اور وہ جو کچھ فرماتے ہیں حسب شریعت ہے کہ نہیں؟ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ دونوں نہایت نیک انسان ہیں اور جو کچھ کہتے ہیں اور لکھتے ہیں حق ہے (امیر حسین مدرسہ مظاہر العلوم۔ سارنپور۔ یوپی۔ بھارت) (اصدق الرویاء حصہ دوم بابت ماہ جمادی الاولیٰ ۱۳۵۵) (اشرف السوانح حصہ سوم صفحہ ۱۸۸)

(۱۵۴) جس سال فقیر دورہ میں شریک تھا اس سال ایک رات حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور آپ (مولانا تھانوی)

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے۔ آپ (مولانا تھانویؒ) نے ایک لوٹے میں پانی بھر کر فقیر کے ہاتھ میں دیا اور فرمایا کہ سعید تم یہ لوٹا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وضو کے واسطے دے آؤ۔ خواب چونکہ بہت طویل ہے اس لئے مقصد ظاہر کرتا ہوں یعنی احقر نے آپ (حضرت تھانویؒ) کو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کرتے ہوئے دیکھ کر خواب ہی میں یہ ارادہ کر لیا کہ فقیر بھی اپنے آپ کو آپ (حضرت تھانویؒ) کا خادم بنا دے گا۔ (سعید الرحمن چانگائی بنگال) (اصدق الرویاء حصہ دوم بابت ماہ جمادی الاولیٰ ۱۳۵۵ھ)

(۱۵۵) میں بعد تناول سحری آرام کر رہا تھا تو خواب میں دیکھا کہ جناب والا (مولانا تھانویؒ) مع چند مریدوں کے حلقہ میں جلوہ فرما ہیں اتنے میں میں بھی وہاں پہنچ گیا۔ مجھے دیکھتے ہی جناب والا ایک جانب روانہ ہو گئے اور جناب کے پیچھے میں بھی ہو لیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ ہم دونوں مدینہ منورہ میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اقدس (علیٰ صاحبہا صلوٰۃ و سلاما) پر پہنچ گئے۔ ہمارے وہاں پہنچتے ہی مزار مبارک وسط سے شق ہو گیا اور ہم دونوں دیدار نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے شاد کام ہوئے۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم دونوں کی جانب دیکھ کر تبسم فرمایا اور اس کے بعد میری آنکھ کھل گئی۔ (محمد حسن الدین مدرسہ سید پور۔ دارالعلوم روح الاسلام، پوسٹ سید پور، ضلع رنگپور بنگال) (اصدق الرویاء حصہ دوم بابت جمادی الاول ۱۳۵۵ھ)

(۱۵۶) ایک بار خواب میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت بابرکت سے مشرف ہوا۔ آپ کے سامنے حضرت حاجی امداد اللہ قدس سرہ بیٹھے ہیں۔ حاجی صاحب کے کچھے مولانا تھانویؒ ہیں اور مولانا تھانویؒ کے کچھے میں ہوں۔ تھوڑی دیر میں مولانا تھانویؒ نے میرا ہاتھ حضرت رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں دے دیا اور فرمایا کہ یہ آپ کا غلام تبلیغ اسلام کا کام کرتا ہے۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک میں میرے ہاتھ لے لئے تو مجھ پر گریہ طاری ہو گیا اور اسی حالت میں میں بیدار ہو گیا۔ (سید نوازش حسین صاحب مبلغ رنگون بروایت مولوی ظفر احمد صاحب) (اصدق الرویاء بابت جمادی الاولیٰ ۱۳۵۵ھ)۔ بیدار ہو کر درود شریف کی کثرت کی اور حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی قدس سرہ کے لئے نماز و قرآن پاک پڑھ کر ایصالِ ثواب کیا۔

(۱۵۷) تین چار روز ہوئے احقر کی اہلیہ نے خواب میں دیکھا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی اور حضرت والا (مولانا تھانوی) یہ تینوں حضرت ہمارے مکان میں بیٹھے مشورہ فرما رہے ہیں (محمد شفیع - ۱۵ رمضان المبارک ۱۳۴۷ھ) (اصدق الرویاء حصہ دوم بابت ماہ جمادی الاولیٰ ۱۳۵۵ھ)

(۱۵۸) ایک روز والد صاحب مرحوم کو خواب میں دیکھا۔ احقر نے دریافت کیا کہ یہ بتائیے کہ دنیا میں کون بڑے ہیں جو قابلِ اتباع ہوں۔ تو انہوں نے سوچ کر یہ بتایا کہ مولانا تھانوی۔ دوبارہ مجھ سے استفسار فرمایا کہ میں نے ٹھیک کہا یا کہ مولانا۔۔۔۔۔۔ (یہ ایک بزرگ ستودہ صفات، نیک ذات کا نام ہے) میں نے کہا نہیں پہلی مرتبہ ٹھیک فرمایا۔ مولانا تھانوی سب سے بڑے ہیں (آگے خواب نقل کر کے لکھا ہے) اس کے بعد یا کچھ قبل حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں حاضر ہوا ہوں۔ میرے ساتھ ایک طالب علم ہے جو میرے پاس دورہ میں شریک تھا۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے میں نے عرض کیا (یہ سب گفتگو عربی میں ہوئی اور کچھ الفاظ فارسی کے تھے) کہ احقر گلاؤنھی میں مقیم ہے اور وہاں کے مدرسہ میں مدرس ہے۔ اپنی اہلیہ کو

حضور (مولانا تھانویؒ) کے گھر کھانا پکاتے ہوئے دیکھا اور حضور نے ایک شخص کی بابت فرمایا کہ تم اس کے گھر نہ جانا (ان صاحب نے مجھ سے دریافت کیا تھا کہ کیا کیا اوراد ہیں جو میں نے ان کو بتادیئے تھے اور یہ کہہ دیا تھا کہ میں نے مولانا تھانویؒ سے رجوع کیا ہے تو انہوں نے یہ کہا تھا کہ تم کو بھی ایک شغل بتا دوں گا اس کو بھی کر لیا کرنا۔ حضور نے مجھ کو منع کیا کہ اس کے پاس نہ جانا (بشیر احمد مدرس مدرسہ ”منبع العلوم“ گلاب ٹھی - ضلع بلند شہر (یوپی۔ بھارت) (اصدق الرویاء حصہ دوم بابت ماہ جمادی الاولیٰ ۱۳۵۵ھ)

(۱۵۹) احقر کو پنجشنبہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی۔ دیکھا کہ آپؐ احقر کے والد بزرگوار محمد عثمان خان صاحب مالک کتب خانہ اشرفیہ دربیہ کلاں دہلی کی دکان پر تشریف فرما ہیں اور مولانا تھانویؒ کی تصنیف کردہ کتابیں آپؐ کے دست مبارک میں ہیں۔ (اس خواب میں تصنیفات و تالیفات اشرفیہ کی مقبولیت کی طرف کھلا اشارہ ہے) (حیات اشرف صفحہ ۹۴) (اصدق الرویاء حصہ دوم بابت ماہ جمادی الاولیٰ ۱۳۵۵ھ) (عبدالمنان خاں دہلوی۔ حال مقیم رنجھور لائن۔ کراچی)

(۱۶۰) ۱۹ شعبان کو اور اس سے ایک شب پہلے یا بعد کو دوران ذکر ایسا معلوم ہوا کہ تھانہ بھون، خانقاہ امدادیہ کی مسجد پیش نظر ہے منبر پر ایک مقدس بزرگ جلوہ افروز ہیں جن کی بابت خیال ہوا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، اور آپؐ کے قریب ہی اسی جگہ داہنی جانب جناب والا مدظلہ العالی (مولانا تھانویؒ) کھڑے ہیں معلوم نہیں نماز کے خطبہ کی تیاری ہے یا کیا۔ دونوں مرتبہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ انور بھی پیش نظر ہوا۔ مگر حلیہ مبارک نہیں بتا سکتا۔ صرف اتنا یاد ہے کہ سیاہ ریش مبارک تھی اور خدہائے مبارک پر کسی قدر کم تھی بہ نسبت زرخندان مبارک۔ چہرہ مبارک بہت زیادہ

تاہاں۔ رنگ گندی۔ حضرت والا کی نسبت یہ خیال ہے کہ بہت زیادہ سفید کرتا پننے ہوئے تھے اور چہرہ چمکتا تھا۔ اس وقت ذکر کے دوران آنکھیں بند تھیں۔ مگر حالت بیداری تھی۔ میں نہیں عرض کر سکتا ہے کہ میرے خیال میں حضرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد مبارک آئی اور اس نے یہ صورت پیش کر دی یا کیا ہوا (محمد نجم الحسن وکیل۔ پرتاب گڑھ، اودھ، یوپی۔ بھارت) (اصدق الرویاء حصہ دوم بابت ربیع الاول و ربیع الثانی ۱۳۵۵ھ) (جو کچھ بھی ہو مبارک ہی مبارک ہے۔ اللہ تعالیٰ اس ناکارہ کے لئے بھی مبارک فرمائے۔ مولانا تھانویؒ ۴ رمضان المبارک ۱۳۴۶ھ)

(۱۶۱) سولہویں شب رمضان کو دوران ذکر پھر اللہ تعالیٰ کا انعام ہوا۔ خانقاہ امدادیہ کی مسجد ہے۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف فرما ہیں۔ اور آپ (مولانا تھانویؒ) حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی داہنی جانب بالکل قریب استاد ہیں اس مرتبہ مزید یہ احساس پیدا ہوا کہ بائیں جانب حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ اور شاہ نور محمد صاحبؒ جھنجانویؒ بھی تشریف رکھتے ہیں مگر ان دونوں بزرگوں کی طرف میری نظراتی زیادہ نہیں گئی۔ (محمد نجم الحسن وکیل پرتاب گڑھ - ۲۸ رمضان المبارک ۱۳۴۶ھ) (اشرف السوانح حصہ سوم صفحہ ۱۸۴ تا ۱۸۵) (اصدق الرویاء حصہ دوم بابت ماہ ربیع الثانی ۱۳۵۵ھ)

(۱۶۲) احقر عید سے پہلے گڑھی گیا تھا وہاں ایک رات جو شب پنجشنبہ ۸ ذی الحجہ تھی خواب میں دیکھا کہ مدینہ منورہ میں کوئی بزرگ ہیں جو ”بیان القرآن“ کی تعریف کرتے ہوئے یوں فرماتے ہیں کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ فلاں آیت کی تفسیر بیان القرآن میں یوں ہے۔ ”بیان القرآن“ میں یہ لکھا ہے۔۔۔۔ الخ۔ خواب طویل تھا صرف یہی جزو محفوظ رہ گیا۔ اتنا خیال اور بھی ہے کہ شاید ان بزرگ کے ارشاد کے بعد احقر نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے یہ بات سنی ہے مگر اس پر جزم نہیں۔

خواب ہی میں قلب پر یہ بات وارد ہو گئی کہ ”بیان القرآن“ کی دربار رسالت (علیٰ صاحبہا الف الف صلوة و الف الف سلام) میں اس قدر مقبولیت کا سبب حضرت والا (حضرت تھانویؒ) کا غایت اخلاص ہے (حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے قرآن پاک کی جو تفسیر تحریر فرمائی ہے اس کا نام ”بیان القرآن ہے“ (ظفر امجد خانقاہ امدادیہ تھانہ بھون - ۲ ذی الحجہ ۱۳۵۵ھ) (اشرف السوانح حصہ سوم صفحہ ۱۸۳) (۱۸۳) (اصدق الروایاء حصہ دوم بابت ربیع الاولیٰ ۱۳۵۵ھ)

(۱۲۳) اس خادمہ نے ایک خواب دیکھا ہے۔ تحریر کرا کر ارسال خدمت ہے وہ یہ ہے کہ ایک بہت ہی بڑا میدان ہے جس میں بے شمار مرد و عورتیں ہیں اور خانقاہی (یعنی میرے شوہر) میرے ساتھ ہیں۔ میں برقع اوڑھے ہوئے ہوں اور کسی کے پاس برقع نہیں ہے۔ خانقاہی نے برقع سمیت مجھ کو پکڑ لیا تو اتنے میں کیا دیکھتی ہوں کہ اس میدان کے چچ میں ایک بہت بڑی اونٹنی چڑھ مانتہ کر رہی تھی ہوئی چھٹی ہے جس پر حضور والا (مولانا تھانویؒ) کھڑے ہیں اور ہم کو دیکھ کر آواز دے کر لوگوں کو فرماتے ہیں کہ سب صاحب راستہ چھوڑ دینے۔ حضرت کے فرماتے ہی سب ایک طرف بھاگنے اور ہم باہمانی حضرت کی کرسی کے پاس پہنچ گئے تو آنجناب نے فرمایا کہ بھائی تم آگے۔ دیکھو ادھر قریب ہی مکان ہے اس میں تمہاری آپائیں (یعنی دونوں بیٹیاں) ہیں اس میں بھی جاؤ۔ خانقاہی نے مجھے اس مکان تک پہنچا دیا جس کا دروازہ تو بہت چھوٹا ہے مگر اندر سے بہت عالی شان ہے۔ قالین سے بھی زیادہ خوشنما فرش۔ نعمت جابجا ہے۔ کچھ کچھ سجے رکھے ہوئے ہیں۔ باقی صاحب (یعنی بیٹائی) اور آپ صاحب (یعنی بیٹائی) کچھ کچھ لگائے جھنجھی ہیں۔ وہ بہت خوش ہو کر مل رہی ہیں۔ اس کے میں آنجناب تو تعریف کے لئے اور دعا کے لئے بول رہی تھی کہ ”میں نے تمہیں“ اور فرمایا تم تمہیں ان پستانوں میں کھڑی رہنا تو آپائیں کے پاس نہیں کہیں کے اور باقی چادر کے پستانوں میں کھڑی ہو گئیں۔ پھر آپ اپنے کرسی پر تعریف

لے گئے اور پھر واپس تشریف لا کر دریافت فرمایا کہ میرے پیچھے کون بیٹھے ہیں تو آپ نے فرمایا مجھے تو پتہ نہیں پھر باجی سے دریافت فرمایا تو انہوں نے جواب دیا آپ کے پیر حاجی امداد اللہ صاحب ”پھر باجی سے سن کر میں نے بھی یہی کہا۔ پھر دریافت فرمایا۔ حاجی صاحب ”کے پیچھے کون ہے۔ باجی نے فرمایا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ ان دونوں بزرگوں کے چہرہ مبارک پر نقاب پڑی ہوئی ہے۔ تو آپ نے فرمایا ٹھیک ہے۔ پھر آپ کرسی پر جا کر بیٹھ گئے اور حافظ جی کرسی کے پاس کھڑے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ کرسی پر بیٹھ جاؤ تو وہ پیر لٹکا کر بیٹھ گئے۔ حافظ جی نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت حاجی صاحب ”کی ناک مبارک اور ایک آنکھ پر نگاہ پڑی اور بیہوش ہو کر کرسی پر گر پڑے تو آپ نے اور حاجی صاحب ” نے انہیں اٹھایا مگر ہوش نہ آیا۔ تب حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک لگایا تو ایک دم اٹھ کر بیٹھ گئے۔ گویا یہ خیال تھا کہ ایک مرتبہ اور دیدار کر لوں۔ پھر کرسی جو ہمارے قریب تھی آنا ”فانا“ دور میدان میں چلی گئی۔ جہاں بیٹھا خلقت جمع تھی۔ اس مجمعے سے پھر دو آدمی نکلے۔ ایک کا جوڑا سبز اور دوسرے کا سرخ تھا۔ بید حسین تھے۔ چہرہ اور آنکھ اس طرح چمکتی تھی جیسے بجلی کی تیز روشنی۔ سرخ کپڑے والے ہاتھ میں تلوار لئے ہوئے تھے۔ وہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر مبارک میں گھس کر گود میں بیٹھ گئے تو میں نے باجی اور آپ سے دریافت کیا کہ یہ کون ہیں۔ انہوں نے فرمایا ان ہی آدمیوں میں سے کوئی ہوں گے۔ جس پر میں نے کہا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گود میں جا بیٹھے تو آپ کے نواسے ہیں۔ پھر وہ گود میں سے اٹھ کر نامعلوم کہاں چلے گئے۔ پھر حافظ جی ہمارے پاس آئے تو میں نے کہا کہ یہ دونوں کون تھے۔ تو حافظ جی نے کہا مجھے بتانے کا حکم نہیں۔ مجھے تو حضرت مولانا نے بھیجا ہے اور فرمایا کہ جیسے گاؤ تکیہ لگائے بیٹھی تھیں پھر جا کر ویسے ہی بیٹھ جاؤ۔ دروازہ پر جتنی رہنے دی اور کبل و چادر اتار دی۔ ہم سب اپنی جگہ آ کر بیٹھے ہی تھے کہ پھر نہ وہ میدان رہا اور نہ کرسی نہ آدمی اور ہم سب یہ سوچتے رہ گئے کہ اللہ جانے ہم سب سے مل کر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہاں تشریف لے گئے۔ پھر

آپ اور حاجی صاحبؒ ساتھ ساتھ آ رہے ہیں اور ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے آپ وعظ فرما کر تشریف لا رہے ہوں اور ہم سب بہت خوش ہو رہے ہیں۔ البتہ یہ افسوس رہا کہ اگر نقاب میں نہ ہوتے تو خوب زیارت کر لیتے۔ ہم نے یہ بات آپ سے کی تو آپ نے فرمایا کہ باہر بھی تم کو اتنا ہی نظر آتا کیونکہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے نقاب ہی اتنا اٹھایا تھا۔ بس پھر آنکھ کھل گئی اور یہ آواز آئی کہ کسی کو بتانا نہیں۔ میں نے یا تو آپ کو تحریر کر دیا ہے یا حافظ جی کو معلوم ہے۔ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ہم سے خوش رہیں۔ (----) محلہ باجڑاں۔ لدھیانہ ۹ شعبان ۱۳۵۰ھ)

(تم بڑی خوش قسمت ہو کہ ایسی دولت نصیب ہوئی۔ دعا کرو جس طرح تم نے اپنے کو، حافظ جی کو، مجھ کو اور اپنی دونوں پیرانیوں کو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور دونوں صاحبزادوں رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور حضرت حاجی صاحب قدس سرہ کے قریب دیکھا اسی طرح ہم سب کو قرب نصیب ہوا۔ اور منبر پر مجھ کو دیکھنا یہ خدامانہ ہے جیسے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نصرت حق کے لئے منبر پر کھڑا کر دیتے تھے۔ اور پشت پر ہونا اشارہ ہے کام کی نگرانی کی طرف کہ نگرانی کی بھی یہی ہیئت ہوتی ہے۔ کیا عجب کہ کوئی خدمت قبول ہو گئی ہو۔ (مولانا تھانویؒ)

(۱۶۳) مبارک پور میں جب تھا تو میں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ (مولانا تھانویؒ) کی صورت میں دیکھا۔ صرف زیارت ہوئی۔ بات چیت کی دولت نصیب نہ ہوئی (مولوی وصی اللہ صاحب اعظم گڑھی) (اصدق الرویاء حصہ دوم بابت ربيع الاول ۱۳۵۵ھ) (اللہ تعالیٰ فانی الرسول کی دولت نصیب فرمائے۔ ۲۰ جمادی الثانی ۱۳۳۶ھ۔ مولانا تھانویؒ)

(۱۶۵) حضرت کا وعظ جو جامع الحکم ہے پڑھا اور بعض مباحث کئی کئی

مرتبہ پڑھے۔ اس میں کئی دن لگے۔ ایک نعمت جو اس وعظ کی برکت سے نصیب ہوئی یہ ہے کہ نوافل جو میں نے معمول کر رکھے تھے کچھ دنوں سے چھوٹ رہے تھے وہ پھر پابندی سے شروع ہو گئے۔ دوسری نعمت خواب میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی زیارت اور اس مجمع میں آپ (مولانا تھانویؒ) بھی ہیں۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ۔ تیسری نعمت۔ آپ وعظ فرما رہے ہیں۔ بہت بڑا مجمع ہے اور احقر کے قریب ہی حضرت مولانا دیوبندی (مولانا محمود حسنؒ) تشریف فرما ہیں اور حسب عادت نہایت خلق و محبت سے میرے زانو بہ زانو ہیں اور فرماتے ہیں کہ سنو۔ میں یہ سمجھ رہا ہوں کہ یہ تو زندہ ہیں اور یہ سب کچھ دیوبند کے اندر ہو رہا ہے۔ اور ایک خاص نور ہے جو آپ کے چہرہ اور جسم پر وعظ فرماتے وقت ہے اور سارا مجمع اور حضرت دیوبندیؒ اور احقر بھی بہت غور اور محبت سے آپ کو دیکھ رہے ہیں۔ صبح صادق کے وقت آنکھ کھل گئی (فضل احمد ہیڈ مولوی مکان عبدالرحمن والا۔ محلہ افغانان علی گڑھ) (اصدق الرویاء حصہ دوم ربیع الاول ۱۳۵۵ھ)

(۱۶۶) میرے ایک عزیز محترم ذاکر وشاغل و مخیر رئیس قصبہ لاہر پور نے کہ جو ہمارے طبقہ علماء کے مخالف نہیں ہیں اور مولوی --- کے فرقہ سے موافق نہیں ہیں جناب والا (مولانا تھانویؒ) کو عالم رویاء میں ایک بڑے مکان میں بمقام سیتاپور جہاں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جلوہ افروز ہیں اس مجلس کا مہتمم دیکھا بایں طور پر کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک بڑے عالی شان مکان میں بمقام سیتاپور رونق بخش ہیں اور آپ صدر دروازہ مکان مذکور پر مہتممانہ کھڑے ہیں۔ جو زائرین حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مصافحہ کر کے واپس آتے ہیں آپ ان کا ہاتھ پانی سے دھلواتے ہیں آپ سے اس کی وجہ دریافت کی گئی تو آپ نے فرمایا کہ جن ہاتھوں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں کو مس کیا ہے میں خوف کرتا ہوں کہ

وہ ہاتھ ظاہری و معنوی نجاست سے آلودہ نہ ہو جائیں۔ خواب دیکھنے والے موصوف اس روز سے گیارہ سو مرتبہ درود شریف بعد نماز مغرب خود پڑھتے ہیں یا کسی معتبر اور دیانتدار سے پڑھواتے ہیں جناب والا کو اس رویاء کی مبارک باد پیش کرتا ہوں اور مفصل تعبیر دریافت کرتا ہوں (قاضی بشیرالدین از لکھنؤ) (اصدق الرویاء حصہ دوم بابت ماہ صفر المظفر ۱۳۵۵ھ)

(۱۶۷) جناب چند دن ہوئے کہ خاکسار نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت کی گویا آپؐ ایک نہر کے کنارے تشریف لے جا رہے ہیں۔ مجھے ایسا محسوس ہوا کہ جناب (مولانا تھانویؒ) کی صورت سے مشابہ ہیں۔ واللہ اعلم۔ میں فوراً "قدموں میں گرا اور عرض کیا کہ آپؐ تو تشریف لے جا رہے ہیں میرا کیا حال ہوگا۔ آپؐ نے جواب دیا کہ تجھے اجازت ہے ہر روز عصر کے بعد میرے روضہ کی زیارت کر یا سیر کر۔ سیر کر یا زیارت کر میں شبہ ہو گیا۔ بس آنکھ کھل گئی۔ اور یہ خیال ہوا کہ شاید مراد آپؐ کی لفظ زیارت یا سیر سے درود شریف ہو مگر دل میں خلجان ہے کہ شاید کچھ اور مراد ہو اس وجہ سے حضرت کی خدمت میں عرض کر رہا ہوں کہ اس کا کیا مطلب ہے بیان فرمائیں تاکہ تشفی حاصل ہو۔ (اصدق الرویاء حصہ دوم صفر المظفر ۱۳۵۵ھ) (نہایت مناسب تعبیر ہے مگر درود کے ساتھ اتباع اور ملا لیا جائے۔ مولانا تھانویؒ)

(۱۶۸) غالباً "ماہ ربیع الاول ۱۳۴۴ھ بروز پیر دن کے دس بجے کے قریب تلاوت قرآن مجید کے لئے وضو کیا اور بعد تلاوت اسی جگہ مکتب میں اپنی نشست پر سو گیا۔ دیکھتا ہوں کہ مسجد موضع خان جہانپور میں جستی سائبان کے نیچے شمال کو منہ کئے بیٹھے بیٹھے جھاڑو دے رہا ہوں۔ اسی اثناء میں مجھ سے ایک ہاتھ کے فاصلے پر دائیں جانب شمال کو منہ کئے ایک بزرگ ظاہر ہوئے جن کی

دونوں پنڈلیاں قریب قریب نصف کھلی ہوئی ہیں۔ میرے دل میں از خود خیال آیا کہ آپ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ آپ کے قدمین شریفین کو بوسہ دو کہ پھر ایسا موقع میسر نہ آئے گا۔ جھاڑو رکھ کر فوراً اپنے دونوں ہاتھوں سے آپ کے قدمین شریفین پکڑ کر سر جھکا کر بوسہ دیا اور آپ پر اس طرح سلام پڑھنے لگا ”الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ الصلوٰۃ والسلام علیک یا نبی اللہ۔“ جب میں نے قدم بوسی کے لئے سر جھکایا تو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دہن مبارک سے میرے دونوں شانوں کے درمیان متصل گردن پشت کی جانب بڑک بھرا جس طرح بڑا اپنے بچے کو لاڈ میں خوب منہ کھول کر کاٹتا ہے جس کو بڑک یا بھڑک بھرنا کہتے ہیں۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لعاب دہن کی تراوٹ، باوجود کپڑوں کے مجھے محسوس ہوئی میں برابر اسی طرح سر جھکائے قدمین شریفین کو پکڑے قدم بوسی کرتے ہوئے آپ کے سامنے بیٹھا رہا۔ اس وقت حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دوزانوں (اکڑوں) بیٹھے ہوئے معلوم ہوئے اور یہ معلوم ہوا کہ یہ تو حضرت مولانا اشرف علی تھانوی مدظلہ ہیں تب میں نے اس علم ہونے پر صلوٰۃ و سلام خطاب ضمیر کو مظہر کر کے پڑھنا شروع کیا یعنی ”الصلوٰۃ والسلام علی رسول اللہ الصلوٰۃ والسلام علی نبی اللہ“ یہ پڑھتے پڑھتے میری آنکھ کھل گئی۔ واللہ علم بالصواب و عندہ ام الکتاب (نذیر احمد کو کیرانوی۔ مقیم خان پور وارد حال درخانقاہ امدادیہ اشرفیہ تھانہ بھون ضلع مظفرنگر۔ ۲۸ جمادی الاول ۱۳۴۶ھ مطابق ۲۴ نومبر ۱۹۲۷ء) (اصدق الرویاء حصہ دوم بابت ماہ ربیع الاول ۱۳۵۵ھ)

(۱۶۹) حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کو میں نے خواب میں دیکھا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ گفتگو فرما رہے ہیں اور بہت سے علماء بھی حاضر خدمت ہیں لیکن سب کی جانب سے مولانا موصوف ہی سوال کرتے ہیں اور آپؐ جواب ارشاد فرماتے ہیں اور سب سے زیادہ قربت حضرت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ ہی کو ہے (محمد عتیق اللہ - تھانہ سرائیل - گاؤں ٹیکمر - ضلع کمرہ - بنگال) (حیات اشرف صفحہ ۹۴) (اصدق الرویاء حصہ دوم بابت صفر ۱۳۵۵ھ)

(۱۷۰) آج کئی دن گزرے کترن نے خواب حضور (مولانا تھانوی) کے متعلق دیکھا لیکن فوراً "بوجہ مشغولیت امتحان کے اطلاع نہ دے سکا۔ وہ یہ ہے کہ رات کو ایک شخص مجھ سے کہہ رہا ہے کہ مولانا تھانوی کا انتقال ہو گیا اور ہمارا ملنے والا ایک آدمی ہمارے پاس آیا اور وہ یہ کہہ رہا ہے کہ میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دینے جا رہا ہوں۔ وہ شخص چلا گیا اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اقدس (علی صاحبہا صلواتہ و سلاما) پر جا کر آواز دی کہ مولانا تھانوی کا انتقال ہو گیا ہے۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ سن کر فوراً "آپ کے جنازہ کے لئے چل پڑے۔ خواب کا مضمون تمام ہوا (محمود حسین از مدرسہ شاہی مراد آباد - یو پی - بھارت) (اصدق الرویاء حصہ دوم بابت ماہ صفر المظفر ۱۳۵۵ھ) خواب کی اجمالی تعبیر یہ ہے

کہتے کہ عشق وارد نگزاروت بہ نیساں - ہیما ت گرنیائی - بہ جنازہ خواہی آمد (یعنی جنازہ پر تشریف آوری تو اس سے بڑھ کر عنایت ہے جو اصل شعر میں مذکور ہے۔ مولانا تھانوی)

(۱۷۱) رمضان المبارک سے پہلے خادم نے یہ خواب دیکھا تھا: ایک شب کے آخری حصہ میں دیکھا کہ مولانا تھانوی ایک مسجد میں نماز پڑھ رہے ہیں۔ مجھے دیکھ کر خوشی ہوئی اور دل میں خیال آیا کہ کسی ایسے شخص کو تلاش کر کے لاؤں جو حضرت والا سے میری سفارش برائے بیعت کر دے۔ خیال آتے ہی ایسے آدمی کی تلاش میں نکل گیا۔ واپسی پر کسی نے بتایا کہ وہ ادھر حضرت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تشریف رکھتے ہیں اور کوئی معاملہ طے کر رہے ہیں۔ یہ معلوم کر کے ادھر گیا۔ دیکھا کہ ایک بڑا مجمع حلقہ کئے کھڑا ہے۔ کچھ لوگ آگے بیٹھے ہیں اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی تشریف فرما ہیں اور حضرت تھانویؒ بھی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریب تشریف رکھتے ہیں۔ خادم نے بہت کوشش کی کہ کسی طرح مجمع کو چیر کر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کر لوں مگر ناکام رہا۔ (اصدق الرویا حصہ دوم بابت صفر ۱۳۵۵ھ) (اشرف السوانح حصہ سوم صفحہ ۱۸۳) (عبدالقیوم ڈرافس ہیں۔ محلہ وہاٹ گنج۔ ہردوئی۔ یوپی۔ بھارت)

(۱۷۲) شب جمعہ یکم ذیقعدہ ۱۳۳۹ھ کو نا چیز نذیر احمد حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت بابرکت سے بایں طور مشرف ہوا کہ مجھ سے کچھ فاصلے پر داہنی جانب حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہیں۔ آپ نے نگاہ اٹھا کر مجھے دیکھا اور پھر نگاہ نیچی فرمائی۔ اس کے بعد بائیں جانب یہ لکھا دیکھا کہ جس نے بہ حالت ایمان آپ کو دیکھا وہ دوزخ میں نہ جائے گا۔ اس کے بعد دیکھا کہ میرے ساتھ چند آدمی بیٹھے ہیں اور ہم سب کوئی پھل کھا رہے ہیں۔ اس کی ایک قاش جو ایک بالشت لمبی اور ایک بالشت چوڑی ہے میں بھی کھا رہا ہوں اور جو لوگ میرے ارد گرد بیٹھے ہیں ان سے میں کہہ رہا ہوں کہ میں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ لیا۔ بار بار جوش میں آ کر کہہ رہا ہوں۔ ہاں ہاں میں نے دیکھ لیا۔ اجی میں نے آپ کو دیکھ لیا۔ اس وقت میرے دل میں خیال آیا کہ اللہ پاک نے ازل میں لکھ دیا ہے کہ کس کس کو آپ کی زیارت ہوگی۔ یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل و عطا ہے کسی کے کسب کو اس میں دخل نہیں۔ میں خوشی اور جوش میں بار بار الحمد للہ کہتا ہوں۔ شکر ادا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے میری قسمت میں آپ کی زیارت لکھ دی۔ بے حد خوش ہوں بار بار کہتا ہوں کہ آہ میں نے آپ کو دیکھ لیا کہ یکایک آنکھ

کھل گئی۔ اپنے کو داہنی کروٹ لیتا پایا اور زبان سے بار بار الحمد للہ الحمد للہ آدا کر رہا تھا۔ فوراً ”اٹھ کر بیٹھ گیا قصد کیا کہ صلوٰۃ شکر اور صلوٰۃ تہجد ادا کروں۔ غور کیا تو معلوم ہوا کہ صبح صادق ہو چکا ہے۔ عام دنوں میں سو کر اٹھنے کے بعد کسل ہوتا تھا مگر اس وقت کسل بالکل نہ تھا اور طبیعت بہت بشاش تھی۔ سب لوگ جو میرے ارد گرد بیٹھے تھے مجھ سے عمر میں بہت بڑے تھے مگر ان کے لباس اور صورت سے غربت اور مسکینیت ظاہر تھی۔ میرے لئے یہ سب اجنبی تھے اور وہ مقام جہاں میں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تھا غالباً ایک صاف میدان تھا۔ حجر نہ شجر وہاں کچھ نہ تھا۔ آپ نے زبان یا اشارہ سے کچھ نہ فرمایا اور نہ کسی نے مجھے یہ بتایا کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں بلکہ از خود دل میں یہ آیا کہ آپ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اور وہ پھل جو ہم سب نے کھایا پتہ نہیں کہاں سے آیا کس نے دیا اور وہ کیا تھا۔ شیریں دانہ دار پھوٹ کا ٹکڑا معلوم ہوتا تھا۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قد مبارک، رنگت، چہرہ شریف، تن شریف اور انکا حضرت مولانا شرف علی تھانوی صاحب ”جیسا تھا مگر اتنا فرق تھا کہ مولانا کا قد اور تن کسی قدر لمبا اور بھاری ہے اور مولانا کی داڑھی سفید ہے لیکن حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بالکل سیاہ تھی۔ اور مولانا پر بڑھاپا سا ہے مگر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف مثل جوانوں کے ۳۰ یا ۳۵ برس معلوم ہوتی تھی۔ (نذیر احمد عفی عنہ، ۵ ذیقعدہ ۱۳۳۹ھ) (الصدق الرویاء حصہ دوم بابت ذالحجہ و محرم الحرام ۱۳۵۵ھ)

(۱۷۳) حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں حضرت مولانا تھانوی مدخلہ کی صورت میں دیکھا اور حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) سیاہ اچکن (شیروانی) بنوں والی زیب تن فرمائے ہوئے تھے جیسے کہ مولانا تھانوی گاہے گاہے سیاہ اچکن پہنتے ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نمائت شباب کی

حالت میں تھے جیسا کہ تیس سال کا آدمی صحیح المزاج ہوتا ہے۔ اور ریش مبارک حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کی نہایت گھنی اور سیاہ تھی جس میں ایک بھی سفید بال نہ تھا اور خط مبارک نہایت ابھرا ہوا اور بدن شریف آپ کا خوب گٹھا ہوا تھا۔ اور قد مبارک آپ کا حضرت مولانا تھانوی مدظلہ کے قد سے لانا تھا۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو قیام کی حالت میں دیکھا۔ اور آپ نے مجھ کو نگاہ مبارک سے دیکھا لیکن فرمایا کچھ نہیں (مولوی نذیر احمد صاحب کیرانوی) (اصدق الرویاء حصہ دوم بابت ماہ ذی الحجہ ۱۳۵۲ھ)

(۱۷۴) شب پنج شنبہ کو احقر نے ایک عجیب خواب دیکھا۔ حضرت والا (مولانا تھانوی) کی ہمراہی میں احقر ہے اور بہت بڑی تعداد پیر بھائیوں کی ہے جو سب کے سب حضرت والا کی ہمراہی میں سفر حج پر ہیں۔ ایک مقام پر قیام ہوا۔ وہ عمارت دو منزلہ معلوم ہوتی ہے۔ وہاں اور لوگ بھی ہیں۔ جب ہم سب لوگ ٹھہر گئے تو کسی کہنے والے نے کہا جس کو احقر نہیں پہچانتا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ ہم سب لوگ مع حضرت والا کے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار مبارک کو گئے۔ پھر کسی کہنے والے نے کہا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے لئے فرماتے ہیں۔ وہ وقت فجر کی نماز کا معلوم ہوتا تھا۔ ہم سب لوگ حضرت والا کے خادم اور دیگر لوگ بھی وضو کرنے لگے۔ وضو سے فارغ ہوتے ہی صفیں سیدھی ہونے لگیں۔ پھر کسی نے کہا کہ مولانا کے مرید سب اگلی صف میں ہو جاؤ۔ ہم سب لوگ متفرق صفوں سے نکل نکل کر اگلی صفوں میں آ گئے۔ نماز ختم ہونے کے بعد مع حضرت والا ایک میدان میں پہنچے جس میں ہم سب حضرت والا کے خادم ہی تھے۔ میدان میں پہنچتے ہی سب لوگ روتے ہوئے زمین پر لوٹنے لگے اور حضرت والا کھڑے ہیں۔ اتنا دیکھنے کے بعد گھڑی کے الارم سے آنکھ کھل گئی۔ چار بجے تھے۔ احقر نماز تہجد کے لئے اٹھ کھڑا ہوا (شہاب الدین۔ نئی دہلی۔ ۲۷ جمادی الثانی

(۱۷۵) یہ خواب دیکھا کہ ایک اونچی کرسی کی مسجد ہے اور نماز کے لئے صف بندی ہو رہی ہے اور احقر صحن مسجد میں ہے۔ کسی شخص نے کہا کہ یہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور آپ احقر کی بائیں جانب تھے۔ احقر نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مصافحہ کیا اور احقر نے آپ کے لئے رومال بچھا دیا۔ اتنے میں صحن میں دو شخصوں میں کچھ جھگڑا ہو گیا۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس طرف متوجہ ہو گئے۔ آپ کا لباس مبارک بالکل سفید تھا مگر آپ کا حلیہ مبارک احقر کو یاد نہ رہا۔ اور اس مسجد میں حضرت والا (حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی) نماز جمعہ پڑھا رہے ہیں۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احقر کا بازو پکڑ کر اپنے آگے کی صف میں کر دیا۔ اس خواب کی وجہ سے دل کو ایک ایسی خوشی محسوس ہوئی جس کا اظہار الفاظ میں ممکن نہیں (شہاب الدین کشمیری گیٹ دہلی) (اصدق الرویاء حصہ دوم بابت جمادی الاولیٰ ۱۳۵۵ھ)

(۱۷۶) شب گذشتہ جوش آیا اور مغرب اور عشاء کے درمیان تین ہزار مرتبہ اسم ذات کا ذکر کیا۔ نیند کے دوران عجیب خواب دیکھا۔ چونکہ پہلے کبھی ایسا نہ ہوا تھا اس لئے عرض کرتا ہوں۔ دیکھتا ہوں کہ اس مدرسہ میں آپ (مولانا تھانوی) آئے ہیں اور بہت بارعب ہیں۔ میں حضرت سے ملا۔ ملتے ہی آپ نے مجھ سے فرمایا کہ جاؤ اپنے رہنے کی جگہ صاف کرو۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لانے والے ہیں اور اسی شہر میں شکار کریں گے۔ یہ یاد نہیں کہ میں نے اس جگہ کو صاف کیا یا نہیں۔ اتنے میں دیکھتا ہوں کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ فقط آپ ہیں اور اس جگہ آگے ہیں۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے میں ملا اور قرینہ سے ظاہر ہوتا

ہے کہ آپ کو کوئی سفر درپیش ہے اور تھوڑی سی دیر کے لئے اس جگہ منزل فرمائی ہے۔ ویسے تو میرے رہنے کی جگہ ایک کمرہ ہے مگر اس وقت دیکھتا ہوں کہ اس کمرہ کے جنوب کی دیوار نہیں ہے اور اس طرف سامنے ایک دپنڈیر بیسے درختوں والا سبز جنگل ہے اور کمرہ کی چھت یا کسی درخت میں ایک مچان لٹکا ہوا ہے جس میں آپ کو اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کھڑا ہوا اور اپنے کو نیچے کھڑا ہوا دیکھتا ہوں۔ آپ اس مچان پر تھوڑا جھک کر رکوع کی سی حالت میں ہو کر شکار کے لئے جنگل کی طرف بندوق چلاتے ہیں اور جس وقت آپ کے بندوق چلانے سے مچان کو اور آپ کو جنبش ہوئی تو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو کمرے سے پکڑ کر ہٹنے سے بچاتے تھے۔ جس وقت آپ شکار کرتے تھے تو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کا شکار کرنا کھڑے ہوئے ملاحظہ فرماتے تھے اور خوش ہوتے تھے اور آپ کو آفرین کہتے تھے۔ باقی جانور وغیرہ نظر نہیں آتا تھا یہ واقعہ دو مرتبہ دیکھا پھر آنکھ کھل گئی۔ اگر مناسب سمجھیں تو تعبیر عنایت فرمائیں (اصدق الروایاء بابت محرم الحرم ۱۳۵۵ھ) (الہی بخش شکار پوری۔ قاسم العلوم۔ گھونکی۔ ضلع سکھر) (مبارک ہو آپ کو بھی کہ ایسی بڑی دولت سے مشرف ہوئے جس کی تعبیر بزرگوں کے نزدیک یہ ہے کہ دیکھنے والے کا انشاء اللہ تعالیٰ ایمان پر خاتمہ ہوگا۔ اور میرے لئے بھی باوجود میری ناقابلیت کے ایک درجہ میں امید افزا ہے کہ ساتھ ہی دیکھ لیا جس سے امید ہے کہ معیت و اتباع نصیب ہوگا۔ اور شکار کو پسند فرمانا دیکھا جس سے امید ہوتی ہے کہ اصطیاد قلوب جو اس وقت ہو رہا ہے یا کسی وقت اصطیاد اجسام بھی نصیب ہو شاید مقبول ہو۔ واللہ اعلم۔ حضرت مولانا تھانویؒ)

(۱۷۷) ایک بشارت حضور اقدس (مولانا تھانویؒ) کو سناتا ہوں کہ میں نے بعد تمنا نہیں محض بفضل الہی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو

خواب میں دیکھا۔ آپ کا سر مبارک کھلا تھا۔ بال مبارک نہایت سیاہ۔ فرق نکالے ہوئے جلوس فرماتے۔ اس وقت اس ناتواں، آپ اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے سوا وہاں کوئی نہ تھا۔ دائیں بائیں کی خبر نہیں مگر یہ ناتواں ایک گوشہ میں عاجزانہ صورت بیٹھا شرف بہ دیدار ہوتا رہا اور روتا رہا۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم آپ کو نہایت ہی جوش اور توجہ تام کے ساتھ اشارہ فرماتے ہوئے کسی مسئلہ کو سمجھا رہے تھے اور فرماتے جاتے تھے یوں ہوا یوں ہوا۔ یہ لفظ مکرر احقر کو خوب یاد ہے (محمد اسماعیل عقب کلاں مسجد دہلی۔ ۲۴ رجب المرجب ۱۳۵۵ھ)

(۱۷۸) حکیم الامت حضرت مولانا ستاہ محمد اشرف علی تھانوی قدس سرہ العزیز کے ایک خلیفہ مجاز شیخ المفسرین والمحدثین حضرت مفتی محمد حسن امرتسری قدس سرہ نے خواب دیکھا جو ذیل میں درج ہے:-

کچھ عرصہ ہوا (یہ تقریباً ۱۳۵۰ھ کا ذکر ہے) کہ خانقاہ شریف کی مسجد کے وسط میں بیت اللہ شریف اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے روضہ مبارک کو دیکھا کہ دونوں بالکل قریب قریب ہیں اور بیت اللہ شریف غالباً حضرت مولانا تھانوی کے سر کی طرف ہے لیکن روضہ پاک (علی صاجہا صلوٰۃ و سلاما) بھی بیت اللہ شریف ہی کی شکل کا ہے یعنی اس پر گنبد نہیں ہے۔ اور بیت اللہ شریف اور روضہ پاک دونوں پر اس قدر سبز اور خوبصورت غلاف ہیں کہ دنیا میں ان کی نظیر نہ ہوگی اور دونوں پر شعاعیں اور انوار معلوم ہوتے ہیں۔ حضرت مولانا تھانویؒ بیت اللہ شریف کے پاس کھڑے ہیں اور اس قدر خوش ہیں کہ اتنا خوش میں نے انہیں پہلے نہیں دیکھا تھا۔ نیز ایک کھجور کی ٹہنی بطور جھاڑو دست مبارک میں لئے ہوئے ہیں جس کی ڈنڈی میں دستہ چھوڑ کر ادھر ادھر شاخیں نکلی ہوئی ہیں اور یہ ارادہ فرما رہے ہیں کہ بیت اللہ شریف کے گرد جو غبار ہے اسے دور کر دوں (حیات اشرف از غلام محمد صاحب

بی۔ اے۔ عثمانیہ صفحہ ۹۱) (یہاں کس قدر وضاحت کے ساتھ مولانا تھانویؒ کے مصلح امت محمدیہ اور مجدد سنت مطہرہ ہونے کو عیاں کیا گیا ہے)

حضرت مفتی صاحبؒ ۱۳۴۰ھ سے ۱۳۶۳ھ تک ۲۳ سال برابر حضرت تھانویؒ کی خانقاہ واقعہ تھانہ بھون پر حاضری دیتے رہے اور ۱۶ ذی الحجہ ۱۳۸۰ھ بروز جمعرات کراچی میں وصال فرمایا۔ جامعہ اشرفیہ نیلا گنبد لاہور مفتی صاحب کی یادگار ہے جو ”جامعہ اشرفیہ“ فیروزپور روڈ لاہور کی شکل میں نہایت ہی اعلیٰ درجہ کا دینی تعلیم کا ادارہ بن چکا ہے جس میں پاکستان کے علاوہ دیگر ممالک کے سینکڑوں مسلم طلباء دینی علوم حاصل کرتے ہیں۔ اس میں ”مسجد حسن“ اور بقیہ تمام عمارات نہایت خوب ہیں۔ مفتی صاحب کے بڑے صاحبزادے حضرت مولانا عبید اللہ اور چھوٹے صاحبزادے مولانا حافظ عبدالرحمن صاحب اس کے مہتمم اور نائب مہتمم ہیں۔ دونوں بھائی دل و دماغ کے اعلیٰ اوصاف کا ماشاء اللہ مرقع ہیں۔ یہاں کے اساتذہ میں شیخ التفسیر و شیخ الحدیث، شیخ الکل فی الکل، سند الوقت، بقیہ السلف حضرت مولانا محمد رسول خان صاحب قدس سرہ، (مصنف کتاب ہذا کے مرشد) اور عالم ربانی، رئیس المفسرین و محدثین مولانا محمد ادریس صدیقی کاندھلوی قدس سرہ، جیسی شان کے علماء شامل رہے ہیں۔ مفتی صاحب قدس سرہ ہر روز ۲۴ ہزار مرتبہ اسم ذات ”اللہ“ کا وظیفہ کرتے تھے یعنی ہر سانس کے ساتھ ایک مرتبہ۔ جید عالم اور بلند پایہ بزرگ تھے۔

(۱۷۹) تین چار روز ہوئے میں نے خواب صبح کے وقت دیکھا کہ میں کسی

غیر معروف مکان میں ہوں۔ اس مکان کے دروازے پر ایک براق آکر ٹھہری۔ لوگ کہہ رہے تھے کہ یہ تیری سواری کے واسطے آئی ہے۔ تھوڑی دیر بعد میں نے دیکھا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک براق پر تشریف لائے ہیں۔ چہرہ انور پر نقاب ہے۔ آپ میرے قریب تشریف لا کر رونق افروز ہوئے۔ میں زیارت تو نہیں کر سکا لیکن آپ کے کلام مبارک کی آواز برابر سنتا

ہوں۔ اب یا تو میں نے یا حاضرین دربار میں سے کسی نے (مجھ کو یاد نہیں) حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ آج کل کانپور میں بہت شورش ہے اور مولانا اشرف علی تھانوی کی بہت لوگ مخالفت کر رہے ہیں۔ اس کی کیا اصلیت ہے (اس زمانہ میں حضرت والا کا مضمون حعلق ”آداب ذکر مولود شریف“ مرقومہ ”اصلاح الرسوم“ کا کانپور (یو پی۔ بھارت) میں بہت غوغا تھا۔ اس کے جواب میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام حاضرین کی جانب مخاطب ہو کر فرمایا کہ جو کچھ اشرف علی نے لکھا ہے وہ صحیح ہے۔ اور اس کے بعد آپ نے صرف مجھ کو مخاطب کر کے فرمایا کہ اشرف علی سے کہہ دیجئے کہ جو کچھ تم نے لکھا ہے وہ بالکل درست ہے لیکن یہ وقت ان باتوں کو لکھنے کے لئے مناسب نہیں ہے۔ یہ آخری فقرہ اس قدر آہستہ آہستہ سے فرمایا کہ میں نے سنا اور غالباً کسی دوسرے نے حاضرین میں سے نہیں سنا۔ بس اس کے بعد میری آنکھ کھل گئی۔ صبح کی نماز کا وقت تھا اور چہار شعبہ کا دن۔ رجب کی دوسری تاریخ جس قدر یاد تھا حرف بحرف عرض کر دیا (حافظ فاضل شرافت اللہ۔ چیف ریڈر، میٹرن۔ علی گڑھ۔ رجب ۱۳۳۹ھ ۱۹۲۱ء اکتوبر۔ یہ اس زمانہ میں کانپور میں ملازم تھے) (اشرف السوانح حصہ سوم)

یہ ارشاد کہ یہ وقت ان باتوں کے لکھنے کے لئے مناسب نہیں۔ انہی براہ شفقت اور بطور رخصت ہے حکم اور عزیمت نہیں۔ علاوہ دلائل شرعیہ کے خود خواب ہی میں اس کا قرینہ موجود ہے یعنی آہستہ سے ارشاد فرمایا ورنہ احکام کا مقتضاء ظاہر ہے کہ اعلان ہے۔ میری اس رائے کو تقویت ایک باہل محقق جامع و ظاہر و باطن شیخ سے بھی ہو چکی ہے۔

گو دلائل شرعیہ کے ہوتے ہوئے اس کی حاجت نہیں مگر فطری طور پر روایہ صالحہ سے ایک خاص کی قناعت عبارع میں ضرور پیدا ہو جاتی ہے (مولانا تھانوی)

(۱۸۰) خواب کو غلط سمجھنے کا کانپور کا ایک واقعہ ہے۔ وہاں ایک درویش تھے جو حقہ پیا کرتے تھے۔ انہوں نے خواب میں دیکھا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیچوان یعنی حقہ دکھا ہوا ہے اور آپؐ روضہ مبارک میں بیٹھے حقہ پی رہے ہیں (نعوذ باللہ)۔ اس خواب سے وہ یہ سمجھے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ کو فعلاً "اجازت دے رہے ہیں کہ تم حقہ پیا کرو۔ حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ سے ان درویش نے یہ خواب بیان کیا تو آپ نے فرمایا کہ اس خواب کی بنا پر ہرگز ایسا نہ کرنا۔ جو خواب تم نے دیکھا ہے یہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فعل نہیں ہے تمہارا اپنا فعل ہے جو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارک کے آئینہ میں متمثل ہوا (ملفوظات حصہ ہفتم مولانا اشرف علی تھانویؒ صفحہ ۵)

(۱۸۱) حضرت سید اسد الرحمن قدسیؒ کی والدہ محترمہ حافظہ قرآن مجید تھیں۔ چار برس کی عمر ہوئی تو بیٹے کو قرآن پاک پڑھانا شروع کیا اور دو برس میں ختم کرا دیا۔ جس دن قرآن کریم ختم ہوا والدہ محترمہ نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے رحل پر قرآن شریف کھولے بیٹے کو قرآن حکیم سناتے دیکھا۔ اول تا آخر پورا قرآن سنایا اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بڑا تھیلا جس میں اخروٹ جیسی کوئی چیز بھی تھی عنایت فرمائی۔ آپ کی پیدائش ۱۳ رجب المرجب ۱۳۱۱ھ ۱۸۹۱ء کو ہوئی تھی (فیضان قدسی مولفہ صوفی عبید اللہ کشمیری صفحہ ۳۳)

آپ کے والد ماجد حضرت شاہ حبیب الرحمن خواہر زادے تھے حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کے۔ حضرت اسد الرحمن قدسیؒ کا آزاد مسلک تھا۔ سب کی عزت کرتے تھے۔ ریاست بھوپال (بھارت) میں نہایت شان کی زندگی گزارتے تھے۔ پاکستان آ کر بھون (ضلع چکوال) میں مستقل رہائش اختیار کی

اور یہیں ”آستانہ عالیہ قلندریہ رحمانیہ“ میں ۲۵ نومبر ۱۹۷۷ء کو وصال فرمایا۔
 علی برادران۔ اکبر الہ آبادی۔ خواجہ حسن نظامی۔ علامہ اقبال۔ جگر مراد آبادی۔
 شعیب قریشی۔ علامہ نیاز فتح پوری۔ سیماب اکبر آبادی اور بے شمار مشاہیر آپ
 کے معتقد تھے کیونکہ یہاں نہ مسلکی نظریات تھے اور نہ فرقہ واریت۔

(۱۹۲) مولانا عبید اللہ سندھی نے دیوبند میں دو تین ماہ تک مولانا حافظ
 سید احمد دہلوی صدر مدرس سے بھی پڑھا اور ۱۳۰۷ھ میں امتیازی نمبروں سے
 کامیاب ہوئے۔ مولانا سید احمد نے آپ کے جوابات کی بہت تعریف کی اور
 فرمایا کہ اگر اس کو کتابیں ملیں تو شاہ عبدالعزیز ثانی ہوگا۔ چند دوستوں نے
 مبشر ”خواب دیکھے۔ خود حضرت عبید اللہ سندھی نے خواب میں حضرت رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی اور حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کو خواب
 میں دیکھا (ذاتی ڈائری مولانا عبید اللہ سندھی) (علماء حق اور ان کے مجاہدانہ
 کارنامے صفحہ ۲۲۶)

(۱۸۳) حضرت مولانا راشد اللہ صاحب العلم الرابع نے ۱۳۱۹ھ میں
 حضرت مولانا عبید اللہ سندھی کی تجویز کے مطابق مدرسہ بنانے کا ارادہ کیا اور
 اس میں سات سال علمی اور انتظامی اختیارات سے کام کرتے رہے۔ اس
 مدرسہ میں حضرت مولانا عبید اللہ سندھی نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم کی خواب میں زیارت کی اور حضرت امام مالک کو خواب میں دیکھا (ذاتی
 ڈائری مولانا عبید اللہ سندھی) (علماء حق اور ان کے مجاہدانہ کارنامے صفحہ
 ۲۳۰)

حضرت مولانا عبید اللہ سندھی اپنی ذاتی ڈائری کے صفحہ ۶۳۱ پر لکھتے ہیں
 کہ میں ضلع سیالکوٹ کے ایک گاؤں چیانوالی میں پیدا ہوا۔ خاندان کا اصل پیشہ
 زرگری تھا۔ میرے باپ دادا کا پورا نام رام سنگھ ولد جسٹ رائے ولد گلاب

رائے تھا۔ میں شب جمعہ قبل صبح ۱۲ محرم الحرام ۱۲۸۹ھ مطابق ۱۰ مارچ ۱۸۷۲ء میں پیدا ہوا۔ میرا باپ چار ماہ پہلے فوت ہو چکا تھا۔ دو سال بعد دادا بھی مر گیا۔ اور میری والدہ مجھے ننھیال لے آئی۔ یہ ایک خالص سکھ خاندان تھا۔ میرے نانا کی ترغیب پر ہی میرا والد سکھ بن گیا تھا۔ میری تعلیم ۱۸۷۸ء سے جام پور کے اردو مڈل اسکول میں شروع ہوئی۔ شروع سے ممتاز طالب علم مانا جاتا تھا۔ اسی دن اظہار اسلام کے لئے گھر چھوڑ دیا۔ اس وقت میں تیسری جماعت میں پڑھتا تھا۔ ۱۸۸۴ء میں مجھے اسکول کے ایک آریہ سماج لڑکے سے ”تحفۃ الہند“ ملی۔ اس کتاب کے مطالعہ میں مصروف رہا اور بتدریج اسلام کی صداقت پر یقین بڑھتا گیا۔ اسی زمانہ میں چند ہندو دوستوں کے توسط سے مولانا اسماعیل شہید کی کتاب ”تقویۃ الایمان“ ملی۔ اس کے مطالعہ سے اسلامی توحید اور شرک اچھی طرح سمجھ میں آ گیا۔ اس کے بعد مولوی محمد صاحب لکھو کی کتاب ”احوال الاخرۃ“ پنجابی میں ایک مولوی صاحب سے ملی۔ اب میں نے نماز سیکھ لی اور اپنا نام ”تحفۃ الہند“ کے مصنف کے نام پر عبید اللہ خود تجویز کیا۔ احوال الاخرۃ کا بار بار مطالعہ کیا اور تحفۃ الہند کا وہ حصہ جس میں نو مسلمانوں کے حالات لکھے ہیں۔ یہی دو چیزیں جلدی اظہار اسلام کا باعث بنیں۔ ۱۵ اگست ۱۸۸۷ء تو کلا علی اللہ نکل کھڑا ہوا۔ میرے ساتھ کوٹلہ مغلاں کا ایک رفیق عبدالقادر تھا۔ ہم دونوں عربی مدرسہ کے ایک طالب علم کے ساتھ کوٹلہ رحم شاہ (ضلع مظفر گڑھ) پہنچے۔ ۹ ذی الحجہ ۱۳۰۴ھ کو میری سنت ختنہ ادا ہوئی۔ اس کے چند روز بعد جب میرے اعزہ تعاقب کرنے لگے تو میں سندھ کی طرف روانہ ہو گیا۔ راستہ میں عربی کی کتابیں اسی طالب علم سے پڑھنا شروع کر دیں۔ اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت ہے جس طرح ابتدائی عمر میں اسلام کی سمجھ آسان ہو گئی اسی طرح خاص رحمت سے سندھ میں حضرت حافظ محمد صدیق صاحب (بھرچونڈی والے) کی خدمت میں پہنچ گیا جو اپنے وقت کے جنید اور سید العارفین تھے۔ چند ماہ ان کی

صحبت میں رہا جس کا فائدہ یہ ہوا کہ اسلامی معاشرت میرے لئے اس طرح طبیعت ثانیہ بن گئی جس طرح پیدائشی مسلمان کی ہوتی ہے۔ حضرت نے ایک روز میرے سامنے اپنے لوگوں کو مخاطب کر کے فرمایا کہ عبید اللہ نے اللہ کے لئے ہم کو اپنا ماں باپ بنا لیا ہے۔ اس کلمہ کی تاثیر خاص طور پر میرے دل میں محفوظ ہے۔ میں انہیں اپنا دینی باپ سمجھتا ہوں اور محض اسی لئے سندھ کو مستقل وطن بنایا یا بن گیا ہے۔ میں نے قادری راشدی طریقہ میں حضرت سے بیعت کی تھی اس کا نتیجہ یوں محسوس ہوا کہ بڑے سے بڑے انسان سے مرعوب نہیں ہوتا تھا۔ تین چار ماہ بعد حصول علم کے لئے رخصت ہوا۔ مجھے بتایا گیا کہ حضرت نے میرے لئے خاص دعا فرمائی ”یا اللہ عبید اللہ کا کسی راسخ عالم سے پالا پڑے“ میرے خیال میں اللہ نے یہ دعاء قبول فرمائی اور مجھے شیخ السنہ حضرت مولانا محمود حسنؒ کی خدمت میں پہنچا دیا۔ ماہ صفر ۱۳۰۶ھ کو میں دارالعلوم دیوبند میں داخل ہوا۔ فاضل اساتذہ کی مہربانی سے مطالعہ کا طریقہ سیکھ لیا اور تیزی سے ترقی کا راستہ کھل گیا۔ جامع ترمذی حضرت شیخ السنہؒ سے پڑھی۔ ابو داؤد کے لئے حضرت گنگوئیؒ کی خدمت میں گنگوہ پہنچا۔ حدیث شریف کی باقی کتابیں مولوی عبدالکریم صاحب پنجابی دیوبندیؒ سے جلدی جلدی ختم کر لیں۔ سنن نسائی اور سنن ابن ماجہ چار چار دن میں اور سراجی دو گھنٹہ میں ختم کیں۔ مولوی صاحبؒ حضرت نانوتویؒ اور حضرت گنگوئیؒ کے غیر معروف شاگرد تھے۔ اثناء قیام دہلی میں دو مرتبہ حضرت مولانا نذیر حسین محدث دہلوی (میاں صاحب) کی خدمت میں گیا۔ صحیح بخاری اور جامع ترمذی میں دو سبق بھی سنے۔ ۲۰ جمادی الثانی ۱۳۰۸ھ کو دہلی سے بھرچونڈی (ضلع سکھر) پہنچا۔ میرے مرشد میرے آنے سے دس دن پہلے وفات پا چکے تھے۔ شوال ۱۳۰۸ھ کو سید العارفین حافظ محمد صدیق صاحبؒ کے دوسرے خلیفہ مولانا ابوالحسن تاج محمودؒ کے پاس امرت (ضلع سکھر) پہنچا۔ انہوں نے اپنے مرشد کا وعدہ پورا کر دکھایا۔ میرے لئے

بنزلہ باپ کے تھے۔ میرا نکاح سکھر کے اسلامیہ اسکول کے ماسٹر مولوی محمد عظیم خاں یوسف زئی کی لڑکی سے کرایا۔ میری والدہ کو بلا لیا جو میرے پاس آخر وقت تک میرے طرز پر رہیں۔ میرے مطالعہ کے لئے بہت بڑا کتب خانہ جمع کیا۔ میں ان کے ظل عاطفت میں ۱۳۱۵ھ تک بہ اطمینان مطالعہ کرتا رہا۔

حضرت مولانا عبید اللہ سندھی "حضرت شیخ الہند" کے خاص فدائی نو مسلم شاگرد تھے۔ عرصہ دراز تک آپ کی خدمت میں رہے اور حضرت کی تحریک انقلاب (ریشمی رومال) کے آپ ہی ہیرو تھے۔ اندرون ہندو بیرون ہند جہد و جدوجہد آزادی میں آپ نے نمایاں کام سر انجام دیا۔ آزادی ہند کے صف اول کے مجاہدین میں آپ کا شمار ہے۔ سات سال ماسکو، تین سال انگورہ (ترکی) اور قریب بارہ سال مکہ مکرمہ میں غرض ۲۵ سال پردیس میں گزار کر ۱۹۳۹ء میں ہندوستان واپس آئے اور ۲۱ اگست ۱۹۴۴ء کو بمقام دین پور (سندھ) میں وصال فرمایا۔

(۱۸۴) شریف حسین جو شریف مکہ تھا جب اس کے آدمی حضرت شیخ الہند (مولانا محمود حسن) کی گرفتاری کے لئے مکہ معظمہ میں کوشاں تھے اور مولانا خود جدہ پہنچ چکے تھے وہاں رات کو "خواب میں دیکھا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جنازہ ہے۔ اور ہم سب اسے لئے جا رہے ہیں اور میں یہ سمجھ رہا ہوں کہ آپ کی تجہیز و تکفین وغیرہ سب امور کا میں متکفل ہوں اور پھر اپنے دل ہی دل میں سوچ رہا ہوں کہ آپ کی تجہیز و تکفین ہم طالب علم کس طرح پورے طور پر کر سکیں گے۔ پھر میں نے دیکھا کہ جنازہ ایک جگہ رکھا گیا ہے اور حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی اس کے سامنے مراقب دوزانو بیٹھے ہوئے ہیں اور میں چاروں طرف ارد گرد تجہیز و تکفین و غسل وغیرہ کا انتظام کرتا پھر رہا ہوں" تعبیر چونکہ ظاہر تھی پس خواب بیان نہ کیا (سفر نامہ اسیر مالٹا و حیات محمود یعنی سوانح شیخ الہند از مولوی حسین احمد صاحب)

حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ کی تعلیم و تربیت حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ، حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ۔ مدرس اول حضرت مولانا محمد یعقوبؒ اور حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ کے ہاتھوں ہوئی تھی۔ یہ وہ بزرگ تھے جنہوں نے ۱۸۵۷ء میں علم آزادی بلند کر کے شاملی اور تھانہ بھون وغیرہ سے انگریزی اقتدار ختم کر دیا تھا اور جن کے سینوں میں ہمیشہ آزادی اور جہاد کی مبارک آگ سلگتی رہتی تھی اس لئے حضرت شیخ الہندؒ میں انگریزی اقتدار کو فنا کر دینے کا جذبہ مستقل طور پر ہونا طبعی امر ہو گیا تھا۔ آپ کی سیاسی سرگرمیاں ۱۹۰۵ء سے شروع ہوئی تھیں اور اس لمبے پروگرام کا جزو تھیں جس کو حضرت مولانا عبید اللہ سندھیؒ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کی سیاسی تحریک کے نام سے یا کرتے ہیں۔ دوسرے حج کے بعد حضرت شیخ الہندؒ کو ان کے رفقا سمیت شریف حسین شریف مکہ نے انگریز کے ایما پر گرفتار کر لیا۔ ۱۶ فروری ۱۹۱۷ء کو آپ مالٹا روانہ کر دیئے گئے اور ۸ جون ۱۹۲۰ء کو بمبئی پہنچا کر آپ کو رہا کیا گیا بیماری کی وجہ سے ڈاکٹر انصاریؒ کی کوٹھی پر آپ زیر علاج رہے جہاں دہلی میں ۱۸ ربیع الاول ۱۳۲۹ھ مطابق ۳۰ نومبر ۱۹۲۰ء بروز سہ شنبہ آپ کا وصال ہوا۔ ڈاکٹر انصاریؒ کا مشورہ تھا کہ حضرت کو مقبرہ حضرت شاہ ولی اللہؒ میں دفن کیا جائے۔ مولانا مفتی کفایت اللہ نے فرمایا میں دو مشکلات میں مبتلا ہوں۔ ایک یہ کہ دیوبند لے جائیں تو فقہ حنفی میں یہ غیر مستحسن ہے۔ دوم یہ کہ یہاں دفن کریں تو چونکہ اس وقت حضرت سے تمام مسلمانوں کو انتہا درجہ شغف اور محبت ہے خوف ہے کہ لوگ قبر کو پختہ کر دیں اور ہم کتنی ہی صدائے احتجاج بلند کریں یہ کچھ نہ سنیں۔ آخر میں فیصلہ یہی ہوا کہ دیوبند چلیں جہاں پختہ قبر بنانے کا احتمال نہیں۔ پس جنازہ ڈاکٹر انصاریؒ کی کار میں دیوبند پہنچا دیا گیا جہاں یہ بطل حریت، امام المحدثین والعارفین، آفتاب علوم و معرفت اپنے مقدس مرشد و استاد حضرت مولانا نانوتویؒ کے قریب سپرد لحد کر دیا گیا۔ انا للہ وانا الیہ

راجعون۔ (حضرت شیخ الہندؒ کا اسم مبارک ”محمود حسن“ ہے ”محمود الحسن“ نہیں ہے۔ غلط لکھنے والے تصحیح کر لیں)

(۱۸۵) استاد الاساتذہ حافظ عبداللہ غازی پوریؒ قصبہ مو (ضلع اعظم گڑھ۔ یوپی۔ بھارت) میں ۱۲۶۰ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۳۳۷ھ کو لکھنؤ میں وصال فرمایا۔ جید عالم تھے۔ آپ نے ایک مرتبہ خواب دیکھا کہ ایک مقام پر اژدھام کثیر ہے اور بکثرت لوگ چلے آ رہے ہیں۔ کسی نے کہا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف رکھتے ہیں۔ لوگ آپ سے شرف مصافحہ حاصل کر رہے ہیں۔ میں نے دیکھا کہ ایک شخص اس اژدھام سے باہر نکلا۔ میں نے پوچھا کیا تم نے شرف مصافحہ حاصل کیا؟ اس نے کہا ہاں، میں نے کہا مہربانی کر کے وہ ہاتھ مجھے دو کہ میں بھی مشرف ہو جاؤں اور برکت حاصل کروں۔ اس نے ہمت دلائی اور کہا کہ واسطہ کی کیا ضرورت ہے تم خود ہمت کر کے آگے بڑھو اور اژدھام سے بالکل نہ گھبراؤ۔ بلا واسطہ شرف مصافحہ حاصل کرو۔ چنانچہ اس کے ہمت دلانے پر میں آگے بڑھا اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بلا واسطہ مصافحہ و برکت حاصل کی۔ اس کے بعد اس شخص کا جس نے ہمت دلائی تھی شکریہ ادا کیا اور مجھے بے حد مسرت حاصل ہوئی۔ جب میں بیدار ہوا تو وہی مسرت اور وہی سماں موجود تھا۔ تعبیر اس خواب کی میں نے یہ سوچی کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بذریعہ اس خواب کے متنبہ فرمایا ہے کہ عمل بالست اور علم حدیث اور تحقیق مسائل کی طرف متوجہ ہونا چاہئے اور خواہ مخواہ کی تقلید سے بچنا چاہئے۔ (تراجم علمائے حدیث ہند جلد اول صفحہ ۲۵۸)

(۱۸۶) مولانا حاجی فرید الدین خاں کاکورویؒ نے ۸ نومبر ۱۹۱۶ء مطابق ۱۱ محرم الحرام ۱۳۳۵ھ بروز چار شنبہ کو وفات پائی۔ آپ مسیح الدین خان بہادر میرنشی گورنر جنرل و سفیر شاہ اودھ بمقام لندن کے یہاں ماہ ربیع الاول ۱۲۵۹ھ

بروز دو شنبہ پیدا ہوئے تھے۔ بیش صحن مسجد بالائے قلعہ کاکوری میں متصل اپنی محل سراء کے دفن ہیں۔ حافظ نہایت قوی تھا۔ ننھیال و ددھیال میں سب امیر و کبیر تھے مگر آپ علمی مشغلہ میں مصروف رہتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ حضرت انس بن مالکؓ آپ کے ہمراہ تھے۔ آپ کو دیکھ کر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو اپنا خادم فرمایا۔ تمام زندگی بہت خوش رہے۔ بڑے عالم و عامل بالحدیث تھے۔ تمام زندگی بجز درس، کتب بنی و مطالعہ کتب حدیث کوئی دوسرا شغل اختیار نہ کیا۔ (تراجم علمائے حدیث ہند جلد اول صفحہ ۵۱۹) (تذکرہ مشاہیر کاکوری صفحہ ۳۱۹)۔ لکھنؤ کے قریب کاکوری مشہور قصبہ ہے۔

(۱۸۷) حضرت مولانا محمد فضل شاہؒ خلیفہ دوم حضرت سید غلام حیدر علی شاہ جلال پوریؒ نے ۱۹ برس کی عمر میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ مدینہ منورہ میں طلب فرما رہے ہیں۔ صغیر سنی اور نا تجربہ کاری کی بنا پر آپ کے والد ماجد نے بڑی مشکل سے اجازت حج عنایت فرمائی۔ ۴ ستمبر ۱۹۱۳ء مطابق ۲ شوال ۱۳۳۱ھ کو سفر حج اختیار کیا راستہ میں متعدد خوارق عادت آپ سے ظہور پذیر ہوئے (ذکر حبیب یعنی حالات سید غلام حیدر علی شاہ صاحب جلال پوریؒ صفحہ ۱۲۸)

(۱۸۸) خان بہادر مولوی خدا بخشؒ ولد مولوی محمد بخشؒ موسس و مالک ”خدا بخش اور نینل لاہیری“ پٹنہ (عظیم آباد۔ صوبہ بہار) جن کا مزار بھی اسی لاہیری میں واقع ہے۔ اس مشرقی کتب خانہ میں ایک مرتبہ بڑے بڑے لوگ جیسے سر سید احمد خانؒ، نواب محسن الملکؒ، نواب وقار الملکؒ وغیرہ آئے ہوئے تھے۔ رات کو دو بجے خان بہادر صاحب روتے ہوئے بیدار ہوئے اور فرمایا کہ ابھی ابھی مجھے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی

ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا ہے کہ فلاں کمرہ کی فلاں میز پر میں نے حدیث شریف کی فلاں کتاب کھول کر رکھ دی ہے۔ اس حدیث کی ترتیب یوں نہیں یوں ہے۔ کمرہ جس میں تالا پڑا تھا کھول کر یہ سب بزرگ اندر جو گئے تو دیکھا کہ واقعی اس میز پر حدیث شریف کی وہی کتاب اس صفحہ پر کھلی موجود ہے۔ (یہ خواب شائع ہو چکا ہے مگر کوشش بسیار کے باوجود حوالہ حاصل نہ ہو سکا جس کا افسوس ہے۔ بہر صورت یہ بالکل سچا اور مصدقہ واقعہ ہے جسے شکریہ جناب احسان دانش مرحوم پیش کر رہا ہوں کہ سب سے پہلے یہ واقعہ مجھے انہوں نے ہی سنایا تھا)

خان بہادر صاحب کے والد بزرگوار جو وکیل تھے انہوں نے بیٹے کو تین سو کتابیں اس ہدایت کے ساتھ دی تھیں کہ یہ ضائع نہ ہوں اور ان میں وقت کے ساتھ اضافہ ہی ہوتا چلا جائے۔ یہ مجھے جان سے زیادہ عزیز ہیں اور اس کے بعد دنیا سے رخصت ہو گئے۔ بیٹے نے بھی حق ادا کر دیا۔ ابتداء میں وکالت کرتے رہے اور پھر سروس کر لی۔ ریاست حیدر آباد دکن کے چیف جسٹس کی حیثیت سے ریٹائر ہو کر وطن واپس آ گئے اور اس عظیم الشان کتب خانہ کے لئے تین منزلہ مکان تعمیر کرایا۔ برصغیر کے تین بڑے اور اعلیٰ ترین کتب خانوں میں سے یہ ایک ہے۔ دیانت، امانت اور صداقت کو شعار بنائے رکھا لیکن جہاں تک حصول کتب کا تعلق ہے اپنے لئے ہر طریقہ روا رکھا یعنی BUY, BEG, BORROW OR STEAL - اس لائبریری کی بابت مسٹراسکاٹ اوکنز اپنی کتاب "AN EASTERN LIBRARY" میں لکھتے ہیں کہ خان بہادر صاحب نے ایک مرتبہ مجھ سے فرمایا کہ نادر و نایاب چیزوں کے جمع کرنے کا فن ہر پابندی سے مستثنیٰ ہے۔ اور فوجداری قانون سے بالاتر ہے۔ اور یہ کہ اندھے تین قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک وہ جن کی بینائی زائل ہو جاتی ہے۔ ایک وہ جو اپنے کسی دوست یا واقف کو اپنی کوئی بیش قیمت کتاب مطالعہ کے لئے

مستعار دے اور ایک وہ جو ایسی کتاب حاصل کر لینے کے بعد بھی واپس کر دے۔ خان بہادر صاحب کو اپنی کتابوں سے عشق تھا۔ ایک بار برٹش میوزیم نے ان کتابوں کو خریدنے کے لئے بیش بہا رقم آپ کو پیش کی جو آپ نے یہ کہہ کر ٹھکرا دی کہ میں غریب آدمی سہی لیکن کیا صرف دولت کی خاطر اس چیز سے دست بردار ہو جاؤں جس کے لئے میرے والد اور میں نے اپنی زندگیاں صرف کر دیں۔

(۱۸۹) پاکستان کے دیگر علاقوں کی طرح صوبہ بلوچستان کی سر زمین بھی اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندوں کا مسکن رہی ہے جن میں حضرت خواجہ یحییٰ کبیر غرغشیؒ کو نمایاں حیثیت حاصل ہے۔ بلوچستان میں کوہ سلیمان کے مضافات میں شیر علی نام کی ایک بستی ہے۔ حضرت خواجہؒ ۷۷۰ھ مطابق ۱۳۰۷ء میں یہیں پیدا ہوئے۔ دینی علوم کی تکمیل کے بعد آپ کو مرد کامل کی جستجو ہوئی تو اسی دوران حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو خواب میں مخدوم جہانیاں جہاں گشت سے بیعت ہونے کا حکم فرمایا۔ چنانچہ جب حضرت مخدومؒ ایران اور سیستان کے سفر سے واپس ہوتے ہوئے بلوچستان پہنچے تو ۷۷۹ھ میں خواجہ صاحبؒ آپ کی بیعت سے مشرف ہوئے۔ بعد میں آپ نے مخدوم صاحبؒ سے اجازت و خلافت حاصل کی اور مسلسل ۴۰ برس اپنے پیرومرشد کے ہمراہ افغانستان، ایران، عرب اور عراق کے شہروں میں اسلام کی تبلیغ و اشاعت میں مصروف رہے۔ آپ کے خلفاء مریدین کی تعداد ایک لاکھ بتائی جاتی ہے۔ ۸۳۴ھ مطابق ۱۴۳۰ء میں وصال فرمایا۔

(۱۹۰) حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ درود شریف کی اپنی مشہور کتاب ”زاد السعید“ کے صفحہ ۱۳ پر تحریر فرماتے ہیں کہ لکھنؤ میں ایک کاتب کتابت شروع کرنے سے پہلے ہر روز اپنی بیاض میں درود شریف لکھتا

تھا۔ جان کنی کے وقت فکر آخرت ہوئی تو ایک مجذوب نے آکر یہ خوشخبری سنائی کہ بابا گھبراتا کیوں ہے۔ تیری بیاض حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں پیش ہے اور اس پر اظہار خوشنودی ہو رہا ہے۔

(۱۹۱) مدرسہ دیوبند (اب اسلامک یونیورسٹی۔ دیوبند۔ یو۔ پی۔ بھارت) کی عظمت حق تعالیٰ کی بارگاہ میں بہت ہے کہ ہزارہا عالم یہاں سے پڑھ کر گئے اور خلق کثیر کو ظلمات و ضلالت سے نکالا۔ ایک بزرگ نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت کی اور آپ کو اردو میں کلام فرماتے دیکھ کر دریافت کیا کہ آپ کو یہ زبان کیسے آئی۔ آپ کی زبان تو عربی ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ جب سے علماء مدرسہ دیوبند سے ہمارا معاملہ ہوا ہم کو یہ زبان آگئی۔ ("البراہین القاطعہ علی ظلام الانوار الساطعہ" مصنفہ حضرت مولانا خلیل احمد محدث سہارنپوری ثم مدنی صفحہ ۲۷) (حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اصل میں مدرسہ دیوبند کے علماء و اساتذہ کی تعریف فرمائی ہے ورنہ آپ خود تو تلمیذ الرحمن ہیں اور دنیا کی ہر زبان بھی آپ کی لونڈی اور غلام ہے)

(۱۹۳) کچھ ایسے موانع سدراہ ہوئے اور کچھ ایسے افکار پیش آئے کہ احباب کے استفسارات کے باوجود مسودہ کو ہاتھ لگانے کا موقع نہ ملا۔ آخر جب حضرت الحاج مولانا خلیل احمد محدث سہارنپوری مدرس اول مظاہر العلوم سہارنپور کئی مرتبہ بایں الفاظ بیٹھے تقاضے ہوئے کہ "سوانح کے چھپنے میں کیا دیر ہے" تو شرم کے مارے ۲ محرم الحرام ۱۳۲۶ھ مطابق ۵ فروری ۱۹۰۸ء بروز چہار شنبہ "تذکرۃ الرشید" کا مسودہ نکالا اور معمولی ترمیم و ترتیب اور نظر ثانی کے بعد کتابت شروع کرا دی۔ اثناء کتابت میں ایک صاحب دل دیندار شخص کا جن کی صورت میں نے کبھی نہیں دیکھی بسبیل ڈاک لفافہ پہنچا کہ میں نے خواب میں

دیکھا ہے کہ دنیا کے بچے رہبر و ہادی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سوانح حیات کا اہتمام ہو رہا ہے۔ پس مبارک ہو کہ منامی بشارت تیرے ہاتھوں پوری ہو رہی ہے۔ (تذکرۃ الرشید یعنی قطب العالم حضرت مولانا الحاج الحافظ رشید احمد محدث گنگوہی قدس اللہ سرہ العزیز کی سوانح حیات مولفہ و مرتبہ محمد عاشق الہی حنفی مذہباً و چشتی رشیدی مشرباً" میرٹھی بلالی اسٹیم۔ سادھورہ میں طبع ۱۳۲۶ھ ۱۹۰۸ء صفحہ ۸)

(۱۹۳) حضرت مولانا حکیم جمیل الدین گنگوہی ثم الدہلوی سابق رکن دارالعلوم دیوبند نے فرمایا کہ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی نے خواب دیکھا کہ دارالعلوم دیوبند کی اس عمارت میں جس کو "نودرہ" کہتے ہیں ایک اجتماع ہو رہا ہے اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رونق افروز ہیں۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر ایک کتے پر پڑی جو نودرہ کے سامنے صحن میں بیٹھا ہوا ہے۔ حکم ہوا اس کتے کو نکال دیا جائے۔ حضرت مولانا گنگوہی نے منطق و فلسفہ کو کتے کی تعبیر تصور کیا۔ آپ کی رائے نہ تھی کہ دارالعلوم دیوبند میں منطق اور فلسفہ کا درس ہو۔ ایک مرتبہ دونوں مضامین خارج بھی کر دیئے گئے تھے مگر ارکان شوری نے کچھ عرصہ کے بعد پھر دونوں مضامین کو نصاب میں داخل کر دیا تھا (علماء حق اور ان کے مجاہدانہ کارنامے" حصہ اول مرتبہ مولانا سید محمد میاں ناظم جمعیت علماء ہند۔ صفحہ ۸۵)

(۱۹۴) عارف باللہ حضرت شیخ توکل شاہ صاحب مجددی نے مولف "انوار العاشقین" سے فرمایا کہ میں نے ایک مرتبہ خواب میں دیکھا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے جا رہے ہیں اور حضرت مولانا قاسم نانوتوی جہاں پائے مبارک آپ کا پڑتا ہے وہیں اپنا پاؤں رکھتے ہیں اور میں بے اختیار بھاگتا ہوں کہ میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچ

جاؤں۔ پس میں آگے ہو گیا (انوار العاشقین صفحہ ۸۷)

(۱۹۵) شرفاس میں ایک شخص پر خون ثابت ہوا۔ قاضی نے اس کی گردن مارنے کا حکم دیا۔ بادشاہ وقت نے قاضی کو پیام بھیجا کہ ملزم کو قتل نہ کرنا۔ قاضی نے کہا کہ یہ ناممکن ہے کہ شریعت کی پابندی نہ کی جائے۔ دوسرے دن قاضی نے پھر حکم دیا مگر بادشاہ کا وہی پیغام آ گیا۔ قاضی نے توقف کیا اور تیسرے دن پھر حکم دیا کہ اسی وقت پھر سلطان کا حکم آ گیا کہ میں نے آج تیسری مرتبہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا ہے۔ آپ اس کے قتل کی ممانعت فرما رہے ہیں۔ قاضی کو جوش آ گیا اور کہا ہم خواب کی وجہ سے حکم شرعی کو نہیں چھوڑ سکتے اگرچہ خواب مکرر و سہ کر رہی دیکھا گیا ہو۔ یہ کہہ کر ملزم کو قتل گاہ کی طرف لے گئے اور جیسے ہی اس کی گردن مارنے کا ارادہ کیا ایک شخص جو مقتول کا وارث تھا آ گیا اور اس نے کہا کہ میں نے اپنے مورث کا خون معاف کیا۔ قاضی خاموش ہو گیا۔ جب یہ خبر بادشاہ کو پہنچی تو اس نے ملزم کو بلایا اور واقعہ سننا چاہا۔ اس نے عرض کیا کہ ضرور یہ مقتول میرے ہاتھ قتل ہوا ہے اور اس کا سبب یہ ہوا کہ میں اور مقتول شراب خانے میں شراب پیتے تھے۔ ایک روز اس مقتول نے چاہا کہ ایک سیدانی سے مرتکب زنا ہو۔ میں نے اس کو منع کیا۔ اس نے نہ مانا۔ جب میں نے دیکھا کہ وہ سیدانی کو بے عزت کئے بغیر نہ رکے گا تو میں نے اس کو جان سے مار ڈالا۔ بادشاہ نے کہا تو نے سچ بیان کیا۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تین بار تیرے قتل سے مجھ کو منع نہ فرماتے (الصواعق)

(۱۹۶) محترمہ رضیہ لال شاہ تہجد گزار خاتون تھیں۔ درود و سلام کی کثرت کیا کرتی تھیں۔ انہیں دو مرتبہ تہجد کے وقت حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت بابرکت کا شرف حاصل ہوا۔ تیسری مرتبہ جنوری ۱۹۸۱ء میں

جب محترمہ حسب معمول گنگ محل گلبرگ لاہور کے لیکچرہال میں بیٹھی مطالعہ کر رہی تھیں کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بحالت بیداری تشریف لائے۔ آپ جلدی میں تھے اور محترمہ کو بھی جلدی چلنے کو فرمایا۔ یہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے چل پڑیں لیکن چند قدم چلنے کے بعد حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے۔ اس واقعہ کے تین دن بعد ۳۰ جنوری کو جمعہ کی نماز کے لیے وضو کرتے ہوئے محترمہ نے رحلت فرمائی ("درود شریف کے فوائد" از محترم فیاض حسین چشتی نظامی صفحہ ۶۵ تا ۶۶)۔

(۱۹۷) جناب فیاض حسین چشتی نظامی لکھتے ہیں کہ ان کی ہمشیرہ کی سسرال آپا صغریٰ نامی ایک خاتون آئیں اور چند دن قیام کے بعد چلی جایا کرتی تھیں۔ ساس نے ان کی خدمت میری ہمشیرہ کے سپرد کر دی تھی۔ اس ڈیوٹی کو قدرے ناگواری کے احساس سے انجام دیتی تھیں۔ ہمشیرہ نے ایک رات خواب دیکھا کہ آپا صغریٰ کا جنازہ گھر کے صحن میں رکھا ہے اور لوگ پریشان ہیں کہ جنازہ کون پڑھائے گا۔ اسی اثناء میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کالی کالی اوڑھے صحن کی سیڑھیوں سے تشریف لائے اور فرمایا کہ اس کا جنازہ میں پڑھاؤں گا کیونکہ اس کا مجھ پر ادھار ہے۔ صبح میری ہمشیرہ صاحبہ نے اپنی ساس سے اس خواب کا ذکر کیا تو انہوں نے فرمایا کہ آپا صغریٰ پوری پوری رات درود شریف پڑھتی ہیں اور اب تو یہ حالت ہو گئی ہے کہ دوران نماز قیام، قعود، رکوع اور سجود میں بھی درود شریف ہی پڑھتی رہتی ہیں۔ آپا صغریٰ نے اواخر ۱۹۸۸ء میں انتقال فرمایا (درود شریف کے فوائد صفحہ ۷۹)

درود شریف کی اس کثرت کی وجہ سے مرحومہ و مغفورہ کو یہ اعزاز حاصل ہوا اور اسی وجہ سے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ مبارک جملہ ارشاد فرمایا "اس کا مجھ پر ادھار ہے" سبحان اللہ کیسی عظیم خاتون تھیں۔ ثم سبحان اللہ۔

(۱۹۸) امام طریقت علامہ ابوالقاسم قشیریؒ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میرا بیٹا اس قدر شدید علیل ہوا کہ اس کی جان کے لالے پڑ گئے۔ اسی اثناء میں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور آپؐ کی خدمت میں بچے کا حال عرض کیا۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ ”تم آیات شفا“ سے کیوں دور رہتے ہو اور کیوں ان سے تمسک نہیں کرتے اور شفا نہیں مانگتے۔“ بیدار ہو کر انہوں نے اس پر عمل کیا اور بچہ تندرست ہو گیا۔

قرآن پاک میں حسب ذیل چھ آیات ہیں جنہیں ”آیات شفا“ کا نام دیا گیا ہے:-

۱- یشف صدور قوم مومنین ○ (سورہ ”توبہ“ آیت نمبر ۱۳)

(اللہ تعالیٰ شفا بخشتا ہے مومنوں کے سینوں کو)

۲- شفاء لما فی الصدور ○ (سورہ ”یونس“ آیت نمبر ۵۷)

(پینے کی (دلوں کی) بیماریوں سے شفا)

۳- اذا مرضت فهو یشفین ○ (سورہ ”شعراء“ آیت نمبر ۸۰)

(جب میں بیمار ہوتا ہوں تو (اللہ تعالیٰ) مجھے شفا بخشتا ہے)

۴- نازل من القرآن ما هو شفاء ورحمته للمومنین (سورہ ”بنی اسرائیل“

آیت نمبر ۸۲)

(ہم قرآن کے ذریعہ سے وہ چیز نازل کرتے ہیں جو مومنوں کے لئے شفا اور

رحمت ہے)

۵- یخرج من بطونها شراب مختلف الوانہ فیہ شفاء للناس (سورہ ”نحل“

آیت نمبر ۶۹)

(اس کے پیٹ سے پینے کی چیز نکلتی ہے جس کے مختلف رنگ ہوتے ہیں۔ اس

میں لوگوں (کے کئی امراض) کی شفا ہے)

۶- قل هو اللئین امنوا ہدی وشفاء (سورہ ”حم سجدہ“ آیت نمبر ۴۴)

(آپؐ فرما دیجئے کہ یہ مومنین کے لئے ہدایت اور شفاء ہے)

ان چھ آیات شفاء کو بار بار پڑھ کر مریض پر دم کریں یا کانڈ یا چینی کی پلیٹ پر عرق گلاب میں کھانے کے پیلے رنگ کو گھول کر اس سیاہی سے ان آیات کو لکھیں اور بار بار مریض کو پلائیں یا خالی پانی پر دم کر کے مریض کو پلائیں۔ ہر مرض کے لئے نہایت مجرب ہیں۔ اگر طبیب اور ڈاکٹر انہیں روزانہ تین مرتبہ پڑھ کر علاج کی ابتداء کریں تو انشاء اللہ ہاتھ میں شفاء پیدا ہو جائے۔ یا اسم الہی یا نافع کو اسی کے عدد یعنی ۲۰۱ مرتبہ ورد کر کے کلینک کی ابتدا کیا کریں تو بھی بہت فائدہ ہو گا (کتاب التعویذات صفحہ ۷۴) (صراط مستقیم)

(۱۹۹) حضرت ابو محمد جزی شافعی و مشقیؒ کی رباط (سرائے) میں ایک دن ایک مفلوک الحال نوجوان نے آکر پہلے دو رکعت نماز پڑھی اور پھر درود شریف پڑھنے میں مشغول ہو گیا۔ بادشاہ نے شام کو سرائے والوں کی دعوت کر دی۔ انہوں نے اس نوجوان کو بھی ساتھ لے جانا چاہا مگر اس نے جانے سے انکار کر دیا اور کہا میرے لئے گرم گرم حلوہ لے آنا۔ حضرت جزیؒ کو اس کی یہ بات ناگوار گذری اور حلوہ نہیں لائے۔ رات کو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں حاضری کا شرف حاصل ہوا مگر انہیں دیکھ کر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منہ پھیر لیا۔ انہیں بڑا تعجب ہوا اور دریافت کیا کہ مجھ سے کیا غلطی ہو گئی جو آپؐ کی توجہ سے محروم ہوں۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر ارشاد فرمایا کہ تم نے ہمارے ایک درویش کی خواہش پوری نہیں کی۔ نیند سے بیدار ہوتے ہی اس درود خواں نوجوان کی خدمت میں حلوہ لے کر حاضر ہوئے مگر اس نے لینے سے انکار کر دیا یہ کہہ کر کہ ایک روٹی کے لئے تجھے ایک لاکھ ۲۴ ہزار پنمبروں کی سفارش چاہیے۔ مجھے ایسی روٹی کی ضرورت نہیں۔ یہ کہہ کر چلا گیا۔ حضرت ابو محمد جزیؒ بعد کو بہت پچھتائے (سعادت الدارین صفحہ ۷۱)

(۲۰۰) حکیم عبدالرحمن جیرا چوری ۱۲۶۳ھ میں پیدا ہوئے۔ جے راج پور میں قرآن مجید سے اس درجہ محبت تھی کہ آیات قرآنی سن کر وجدانی کیفیت طاری ہو جاتی تھی۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی اس قدر محبت تھی کہ ۱۳ مرتبہ خواب میں آپ کی زیارت سے مشرف ہوئے (تراجم علمائے حدیث ہند اول از ابو یحییٰ امام خاں صاحب نوشہروی۔ صفحہ ۳۸۶)

(۲۰۱) حضرت سید احمد میاں فرماتے ہیں کہ ایک مرید کو توجہ دے رہا تھا کہ ایک درویش بھی آکر مراقب ہو گئے۔ اسی وقت حضوری حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہو گئی اور یہ درویش کے بہت قائل ہوئے۔ کتاب ”شہرہ آفاق“ از نور الحسن صاحب صفحہ ۸۵)

(۲۰۲) ایک بار حضرت سید احمد میاں کو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت بابرکت کا شرف حاصل ہوا۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں اپنا لعاب دہن تیرے منہ میں ڈالوں گا (کتاب ”شہرہ آفاق“ صفحہ ۸۵)

(۲۰۳) کرنل خان محمد ولد رسالدار میجر چراغ خاں امیر کبیر ہونے کے باوجود تہجد گزار تھے۔ نماز پنجگانہ بروقت اور باجماعت ادا کرتے تھے۔ خوش پوش، خوش خلق اور لطیف الطبع تھے۔ ۲۹ مارچ ۱۹۳۵ء کو لاہور میں وصال فرمایا اور اپنے آبائی وطن مٹھ ٹوانا (ضلع سرگودھا) میں اگلے روز جمعہ کو آبائی قبرستان میں دفن ہوئے۔ ایک موقع پر لاہور میں انہوں نے یہ واقعہ ڈاکٹر ملک عبدالغنی صاحب ایم۔ اے۔ پی ایچ ڈی کو بتایا تھا۔ ایک مرتبہ نماز تہجد کے بعد آرام کی خاطر لیٹ گئے۔ آنکھ لگ گئی۔ خواب میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی اور آپ نے بکمال شفقت فرمایا۔ خان محمد اقبال کو ہمارا سلام پہنچا دینا۔ نماز فجر ادا کر کے کرنل صاحب اپنی کار میں علامہ اقبال کی

کوٹھی واقع میٹرو روڈ لاہور پہنچے اور ان کے خادم علی بخش سے کہا کہ اندر جا کر مطلع کر دے۔ علامہ ”چادر اوڑھے شبینہ لباس میں باہر آئے۔ دریافت کیا کہ آج علی الصبح کیسے تکلیف کی۔ کرنل صاحب نے جواباً ”کہا بندہ نا چیز آپ کے لئے ایک تحفہ لایا ہے جس کی حسرت ہمیشہ آپ کے دل میں رہی ہے۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو سلام بھیجا ہے۔ یہ کہہ کر خواب کی پوری کیفیت بیان کی۔ سنتے ہی ان پر رقت طاری ہو گئی۔ بار بار دریافت فرماتے اور کرنل صاحب بار بار بیان فرماتے۔ دفور گریہ سے ہچکی بندھ گئی۔ خود کرنل صاحب کی آنکھیں اشکبار تھیں۔ آخر علامہ کی طبیعت سنبھلی۔ بار بار فرماتے ”آپ میرے لئے چشمہ خیر و برکت ہیں اور ایک ایسا تحفہ لائے ہیں جس کی قیمت کا اندازہ ممکن نہیں۔ عرب و عجم کے شہنشاہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ذرہ نوازی فرمائی ہے۔ یہ تحفہ میری زندگی کا حاصل ہے۔ (حضور رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر اقبال پر از ڈاکٹر ملک عبدالغنی۔ گورنمنٹ کالج سمندری کا علمی و ادبی مجلہ کا اقبال نمبر۔ اپریل ۱۹۸۷ء)

دربار رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں علامہ اقبال کو جو مقبولیت حاصل تھی اور خود علامہ کو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کس قدر شدید محبت تھی مذکورہ بالا واقعہ میں اس کی ہلکی سی جھلک ہے۔ سبحان اللہ علامہ کس قدر خوش نصیب ہیں۔ مشہور مرحوم صحافی میاں محمد شفیع (م۔ ش) حضرت علامہ اقبال کے لقب ”حکیم الامت“ کے ضمن میں ایک واقعہ بیان کر کے لکھتے ہیں:

۱۹۳۷ء میں گرمیوں کے دن تھے۔ مرحوم ڈاکٹر عبدالحمید ملک (کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج۔ لاہور کے پروفیسر) علامہ اقبال کے پاس تشریف لائے۔ دوران گفتگو بے تکلفی سے ڈاکٹر صاحب نے علامہ اقبال سے دریافت کیا کہ

آپ حکیم الامت کیسے بنے؟ علامہ نے بلا توقف فرمایا کہ گن کر ایک کروڑ مرتبہ درود شریف کا ورد کیا ہے۔ آپ بھی اس نسخہ پر عمل کر کے حکیم الامت بن سکتے ہیں۔

جناب مولانا محمد سعید احمد مجددی مدیر اعلیٰ ماہنامہ دعوت تنظیم الاسلام۔ گجرانوالہ نے لاہور کے مشہور امراض قلب کے ڈاکٹر رؤف یوسف کے حوالہ سے لکھا ہے کہ علامہ اقبالؒ نے انہیں بتایا کہ آلو مہار شریف (ضلع سیالکوٹ) کے خواجہ سید محمد امین شاہ صاحب نے انہیں روزانہ کثرت سے درود خضریٰ پڑھنے کو کہا تھا۔ اسے روزانہ دس ہزار مرتبہ پڑھنا میرا معمول ہے۔ درود خضریٰ یہ ہے **صلی اللہ علی حبیبہ محمد و آلہ وسلم**۔۔۔۔۔ حضرت میاں شیر محمد شرپوری قدس سرہ اور آپ کے خلفاء اپنے متوسلین کو انہی الفاظ میں اس درود شریف کے ورد کی تلقین فرماتے تھے۔ یہ مختصر مگر نہایت جامع اور کامل درود شریف ہے۔ علامہ اقبالؒ اسی کے ورد کی برکت سے ”بحرالعلوم“ شرق و غرب کے علوم کے جامع ”اور حکیم الامت“ بنے تھے۔

(۲۰۴) علامہ شعرانیؒ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے عظیم احسانات میں سے مجھ پر یہ بھی احسان اور انعام ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار عالی کا حاضر باش ہوں۔ اکثر اوقات اپنے کو روضہ اقدس (علیٰ صاحبہا صلوة و سلاما) پر پاتا ہوں اور اس طرح حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کلام کرتا ہوں جس طرح اپنے پاس بیٹھے ہوئے کے ساتھ گفتگو کی جاتی ہے۔ (رحمت کائنات صفحہ ۳۵۶)

(۲۰۵) شیخ الشیوخ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی قدس سرہ العزیزؒ جب دولت حج و زیارت سے مالا مال ہو کر وطن واپس آئے تو مخلوق نے مرید ہونا چاہا۔ مگر آپ انکار فرماتے رہے۔ بالآخر خواب میں حضرت رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم کو مع خلفائے راشدینؓ رونق افروز پایا اور کمال التفات شاہانہ سے عنایت فرمائے گئے (انوار العاشقین صفحہ ۸۵)

(۲۰۶) حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی قدس سرہ نے فرمایا کہ ظاہر میں اول بیعت میری طریقہ نقشبندیہ میں حضرت نصیر الدین دہلویؒ خلیفہ حضرت شاہ محمد آفاقؒ سے ہوئی اور باطن میں بلا واسطہ خود حضرت نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم سے اس طرح ہوئی کہ میں نے دیکھا کہ آپؐ ایک بلند جگہ رونق افروز ہیں اور حضرت سید احمد شہیدؒ کا ہاتھ آپؐ کے دست مبارک میں ہے اور میں بھی اسی مکان میں مودب کھڑا ہوں۔ حضرت سید صاحبؒ نے میرا ہاتھ پکڑ کر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں دے دیا (کرامات امدادیہ از حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی تھانویؒ صفحہ ۴۴)

(۲۰۷) ایک دن حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی قدس سرہ نے خواب دیکھا کہ مجلس سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوں۔ غایت رعب سے قدم آگے نہیں بڑھتا کہ ناگاہ آپ کے جد امجد حضرت حافظ بلاقیؒ نے آپ کا ہاتھ پکڑ کر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک میں دے دیا۔ اس وقت بعالم ظاہر میاں جیو سے کسی طرح کا تعارف نہ تھا۔ بیان فرماتے ہیں کہ جب میں بیدار ہوا تو عجیب انتشار حیرت میں مبتلا تھا کہ یا رب یہ کون بزرگ ہیں کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ ان کے ہاتھ میں دے دیا اور مجھ کو ان کے سپرد کر دیا۔ اسی طرح کئی سال گذر گئے کہ ایک دن حضرت مولانا محمد قلندر محدث جلاپوریؒ نے میرا اضطراب دیکھ کر بکمال شفقت و عنایت فرمایا کہ تم کیوں پریشان ہوتے ہو۔ موضع لوہاری یہاں سے قریب ہے وہاں جاؤ اور حضرت میاں جیو صاحبؒ سے ملاقات کرو۔ شاید مقصود ولی حاصل ہو اور حیض بیض سے نجات پاؤ۔ پس لوہاری کی راہ لی۔ شدت سفر

سے پاؤں میں چھالے پڑ گئے۔ آخر آستانہ شریف پر حاضر ہوا اور جیسے ہی دور سے جمال باکمال ملاحظہ کیا تو وہی صورت تھی جو خواب میں دیکھی تھی۔ محو خود رفتگی ہو گیا اور افتاں و خیزاں خدمت میں پہنچ کر قدموں پر گر پڑا۔ حضرت میاں جیو نے میرے سر کو اٹھایا اور اپنے سینہ نور گنجینہ سے لگا لیا اور بکمال رحمت و عنایت فرمایا کہ تم کو اپنے خواب پر کامل وثوق و یقین ہے۔ یہ پہلی کرامت تھی جس کا آپ سے اظہار ہوا۔ دل بکمال استحکام آپ کی جانب مائل ہو گیا۔ ایک مدت تک خدمت با برکت میں حلقہ نشین رہا اور تکمیل سلوک سلاسل اربعہ عموماً اور طریق چشتیہ صابریہ خصوصاً کیا اور خرقہ خلافت و نامہ اجازت خاصہ و عامہ سے مشرف ہوا۔ بعد عطاء خلافت حضرت میاں جیو نے فرمایا کہ کیا چاہتے ہو تسخیر یا کیمیا جس کی رغبت ہو وہ تم کو بخش دوں۔ آپ یہ سن کر رونے لگے اور عرض کیا کہ دنیا کے واسطے آپ کا دامن نہیں پکڑا۔ اللہ کو چاہتا ہوں۔ وہی مجھ کو بس ہے۔ حضرت میاں جیو یہ جواب سن کر بہت خوش ہوئے اور آپ کو بغل گیر فرما کر علو ہمت کی داد دی اور پھر دعا دے کر رخصت کیا (انوار اصفیا)

حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ اپنی کتاب ”کرامات امدادیہ“ میں مولوی عبدالغنی بہاریؒ کی کتاب ”شائم امدادیہ“ سے یوں نقل کرتے ہیں۔ حضرت حاجی صاحبؒ نے خواب دیکھا کہ مجلس حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوں اور غایت رعب سے قدم آگے نہیں بڑھتا کہ ناگاہ میرے جد امجد حاجی حافظ بلاتی قدس سرہ تشریف لاتے ہیں اور میرا ہاتھ پکڑ کر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک میں دے دیتے ہیں اور آپ میرا ہاتھ حوالہ حضرت میانجیؒ..... (انوار العاشقین صفحہ ۸۴) (سوانح قاسمی جلد اول از مناظر اسلام، متکلم ملت، سلطان القلم حضرت مولانا سید مناظر احسن گیلانی قدس سرہ، صفحہ ۸۴ تا ۸۵)

(۲۰۸) شیخ اٹیوخ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ فرماتے ہیں کہ مدینہ منورہ میں مسجد نبوی (علیٰ صاحبہا صلوة و سلاما) کے اس خاص حصے میں جسے ریاض الجنّت کہتے ہیں میں مراقب تھا۔ مراقبہ میں مجھ پر منکشف ہوا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر اطہر (علیٰ صاحبہا صلوة و سلاما) سے بصورت میاں جو قدس سرہ نکلے۔ عمامہ لپٹا ہوا اور تر یعنی بھیگا ہوا دست مبارک میں تھا۔ اس کو نہایت شفقت سے میرے سر پر رکھ دیا اور کچھ فرمائے بغیر واپس تشریف لے گئے (کرامات امدادیہ از حضرت مولانا تھانویؒ صفحہ ۳۰) (امداد العاشقین صفحہ ۸۳ تا ۸۵)

(۲۰۹) مصنف ”انوار العارفین“ حضرت مولانا قاسم نانوتوی قدس سرہ سے نقل کرتے ہیں کہ مولانا نے فرمایا کہ ایک شخص نے خواب میں دیکھا کہ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جبہ شریف جو جلال آباد میں ہے پنے ہوئے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت حاجی صاحبؒ لباس شریعت و آداب طریقت سے آراستہ و پیرانہ ہیں (انوار العاشقین از مولوی مشتاق احمد انیسٹروی صابریؒ صفحہ ۸۳ تا ۸۴)

(۲۱۰) منشی محمد وہاج الدین کاکورویؒ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور بے حد مقبول تھے۔ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ بزمانہ ابتدائی خواب میں مکہ شریف کی مسجد میں گیا تو وہاں میں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپؐ کنارے کے در میں نماز عصر میں مصروف ہیں۔ میں بھی آپؐ کی اقتداء میں نماز میں شریک ہو گیا۔ بعد فراغت مجھ سے ملے اور مجھے اپنے دونوں پیروں کے حلقہ میں لے لیا اور بہ وفور محبت و عنایت میری پشت پر ہاتھ رکھ کر مسکرا کر فرمایا ”لڑکے تو نماز نہیں پڑھتا“ میں نے جواب دیا ”جی نہیں“ آپؐ نے پھر بکمال خوبی تبسم سے فرمایا کہ میں تیرے واسطے تین دن

سے یہاں ٹھہرا ہوا ہوں (انفاس القلندریہ از مولوی محمد تقی حیدر صفحہ ۶۵۳)

(۲۱۱) منشی محمد وہاج الدین کاکوری فرماتے ہیں کہ میں نے خواب میں حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی۔ آپ نے مجھے اپنے قریب بلایا اور فرمایا کہ تجھ کو شک ہے کہ تجھے یقین کامل نہ ہوگا۔ میں نے عرض کیا کہ جی ہاں ابھی تو مجھے شک ہے۔ آپ نے فرمایا کہ نہیں اور میری پیشانی پر انگلی رکھ کر فرمایا کہ ۹۵ میں تکمیل ہے۔ زمانہ سلوک کی ہنگامہ آرائی ایسی عظیم تھی کہ جس پر نظر پڑتی بے خود ہو کر لوٹنے لگتا۔ (واضح رہے کہ ۹۵ کے عدد پر تمام نزول و عروج کی تکمیل انتہائی ہے جیسا کہ کتاب ”الکف والرقیم“ کی شرح مراتب وجود کی تشریح میں مرقوم ہے۔ (نغمات العبریہ من انفاس القلندریہ صفحہ ۶۵۳)

(۲۱۲) ایک سفر میں مولوی حاجی سید محمد غوث علی شاہ پانی پتی سے ایک شخص ملا۔ اس نے بیان کیا کہ میں تیس برس ہوئے اپنے گھر سے باارادہ زیارت کعبہ شریف چلا تھا۔ حج کے بعد مختلف زیارت کرتا ہوا حضرت موسیٰ کے مزار مبارک پر پہنچا۔ بہت پسند آیا اور آٹھ برس تک وہاں جا رہا رہا۔ اتفاقاً ایک ہم وطن فقیر وہاں آ نکلا اور مجھے پیام دیا کہ تمہاری زوجہ نہایت پریشان ہے۔ گذر اوقات نہیں ہوتی۔ لڑکی بغیر شادی گھر میں بیٹھی ہے۔ ضرور خیال کرنا چاہیے۔ مجھ کو بہت ملال رہا۔ اسی عالم میں سو گیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو خواب میں دیکھا۔ آپ نے فرمایا غم نہ کر۔ فلاں مقام پر پتھر کے نیچے پانچ سو ریال ہیں اٹھا کر گھر چلا جا اور لڑکی کی شادی کر کے واپس آ۔ ہم منتظر رہیں گے۔ دوسرے دن بھی یہی خواب دیکھا۔ پتھر جو اٹھایا تو مطلوبہ رقم مل گئی۔ وہاں سے چل کر مدینہ طیبہ آیا۔ وہاں خواب میں دیکھا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں بہت جلد چلے جاؤ حضرت موسیٰ علیہ السلام

منتظر ہیں۔ گھر آ کر لڑکی کی شادی کی۔ ایک دن حضرت موسیٰ علیہ السلام کو خواب میں دیکھا۔ آپ نے فرمایا تو کیوں نہیں آتا۔ عرض کیا پیادہ پائی اور سفر دراز کی دقت ہے۔ جب بیدار ہوا تو مزار مبارک حضرت موسیٰ علیہ السلام پر موجود تھا۔ اس روز سے ہر چھ ماہ بعد گھر آنے کی نیت سے سوتا ہوں تو صبح گھر پہنچ جاتا ہوں۔ آٹھ دس دن بعد پھر واپس جانے کی نیت سے سوتا ہوں تو مزار مبارک حضرت موسیٰ علیہ السلام پر پہنچ جاتا ہوں۔ غرض میرے حال پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بڑی عنایت ہے جب چاہتا ہوں گفتگو بھی ہو جاتی ہے۔ اور خرچ بھی مل جاتا ہے۔ ایک دن عرض کیا کہ مجھ کو کچھ تعلیم فرمائیے۔ آپ نے فرمایا تو متحمل نہیں ہو گا ہاں بعد مرگ تجھ پر عنایت ہوگی۔ حضرت شاہ محمد غوث پانی پتیؒ نے آخر میں فرمایا کہ یہ شخص نہایت بلند بخت تھا۔ اس پر بڑا فضل ایزدی تھا (ریاض الفقر معروف بہ ”دفتر حقیقت“ از حافظ محمد امداد حسین میرٹھی صفحہ ۱۷۱)۔ اس کتاب کے اندر حضرت شاہ محمد غوث پانی پتیؒ کے حالات زندگی قلمبند کئے گئے ہیں۔

(۲۱۳) مولوی سید محمد علی کانپوریؒ نے خواب میں دیکھا کہ ایک مکان رفیع الشان میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جلوہ فرما ہیں۔ ہمراہ صحابہ اکرامؓ بھی ہیں۔ مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ جیسے ہی میں وہاں حاضر ہوا تو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھ کھڑے ہوئے اور مجھ کو اپنے سینہ مبارک سے لگا کر فرمایا کہ جاؤ ہمارے دین کی اشاعت کرو۔ جب میں بیدار ہوا تو اسی وقت حق تعالیٰ نے میرے دل میں اشاعت دین کا جوش پیدا کر دیا (رفع الوسوسہ..... حکایت ۱۴۲ صفحہ ۵۳)

(۲۱۳) مولوی حافظ حکیم ابویحییٰ محمد شاہجہانپوریؒ اپنے والد ماجد حضرت مولانا کفایت اللہ صاحبؒ کا خواب لکھتے ہیں جو انہیں حضرت مولانا سید نذیر حسین محدث دہلوی (میاں صاحبؒ) کی نسبت نظر آیا تھا۔ وہ اس وقت تک میاں صاحبؒ کے ہم مسلک نہ تھے۔ خواب دیکھا کہ ایک مقام پر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں اور پھر ٹھیک اسی جگہ میاں صاحبؒ کو بیٹھے ہوئے دیکھا۔ اس خواب کے بعد انہوں نے انہی سے اور وہیں تحصیل حدیث سے فراغت حاصل کی۔ یہاں ان کو خواب میں میاں صاحبؒ کا کمال اتباع اور بالکل سچی جانشینی دکھائی گئی ہے (نتائج التعلیل از حکم محمد اشرف صاحب صفحہ ۵۶) ("الارشاد" از مولوی حافظ حکیم ابویحییٰ محمد صاحب شاہجہانپوری صفحہ ۲۲۷۔ مطبوعہ انصاری۔ دہلی)

میاں صاحب ۱۲۱۱ھ میں سورج گڑھ - قصبہ مونگیر - صوبہ بہار (بھارت) میں پیدا ہوئے اور ۸۰ سال دہلی میں درس حدیث پاک دیا آٹھ لاکھ معتقد چھوڑے۔ ۱۰ رجب المرجب روز دو شنبہ ۱۳۲۰ھ مطابق ۱۳ اکتوبر ۱۹۰۲ء کو دہلی میں وصال فرمایا اور وہیں دفن ہوئے۔

مصنف کتاب ہذا کے بزرگوں نے سلطان محمود غزنویؒ کے لشکر کے ساتھ سرزمین ہند میں قدم رنجہ فرمایا تھا۔ نو لکھا آگرہ میں ان کی جائیداد تھی جہاں صدیوں آباد رہے۔ میرے نانا مولانا عبدالغنی قدس سرہ اور دادا مولانا عبدالغفور قدس سرہ حقیقی بھائی تھے اور نانی اور دادی حقیقی بہنیں تھیں۔ بھائیوں اور بہنوں میں اختر عادل صاحبؒ سب سے چھوٹے اور یہ دونوں سب سے بڑی بہنیں تھیں۔ میری دادی ۱۹۴۷ء میں پاکستان آتے ہوئے سکھوں کے ہاتھوں ویاس ایشیشن پر شہید کر دی گئی تھیں۔ حضرت مولانا سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی (میاں صاحبؒ) کی سوانح عمری "الحیاء بعد المماتہ" از فضل حسین صاحب کے ایڈیشن ۱۳۲۶ھ ۱۹۰۸ء کے صفحہ ۳۶۱ پر میاں صاحبؒ کے اکبر آباد (آگرہ)

کے تین خاص شاگردوں میں میرے ان دونوں بزرگوں اور ان کے بڑے بھائی مولانا عبداللہ قدس سرہ (۱۸۳۹ء تا ۱۹۱۲ء) کے نام تحریر ہیں۔ (یہ تھے بھی تین ہی بھائی) بعدہ میرے پردادا حضرت مولانا عبدالرحمن صدیقی قدس سرہ نے میرے نانا (۱۸۵۸ء تا ۱۹۲۸ء) اور دادا (۱۸۶۱ء تا ۱۹۳۹ء) کو دیوبند بھیجا جس وقت کہ دارالعلوم دیوبند محض مدرسہ عربیہ تھا۔ نانا نے پوری زندگی جھانسی میں گزار دی اور وہیں وصال فرمایا۔ فارسی اور اردو کی کتابیں آپ نے تحریر فرمائی تھیں۔

جید عالم اور بے مثل خطیب ہونے کے ساتھ رئیس اعظم جھانسی تھے۔ دادا نے ریاست ٹیکم گڑھ (بندھیل کھنڈ) میں درس و تدریس و تبلیغ میں عمر عزیز کا بیشتر حصہ گزار دیا اور اس ہندو علاقہ میں دین کو خوب فروغ دیا۔ یہاں کے مہاراجہ (جس کے بزرگوں نے جہانگیر بادشاہ کے اشارہ پر ابوالفضل کو قتل کرایا تھا) اور اس کے خاندان کے اتالیق بھی رہے۔ ”قلمی باغ“ اور کئی دوسری کتابیں تصنیف فرمائیں مگر اب سب ناپید ہیں۔ نہایت کامیاب حکیم، بے مثال ادیب اور عربی و فارسی کے شاعر تھے۔ نانا ابا اور دادا میاں دونوں نے آخری عمر میں قرآن مجید حفظ کر لیا تھا۔ میرے والد بزرگوار الحاج مولانا عبدالشکور صدیقی طالب اکبر آبادی۔ ایم اے۔ بی ٹی۔ ایل ایل بی (۳ دسمبر ۱۸۸۶ء مطابق ۱۳۰۳ھ تا ۲۵ رجب ۱۴۰۰ھ مطابق ۹ جون بروز پیر ۱۹۸۰ء) نے عمر ۷۶ سال ایل ایل بی کا امتحان پاس کیا اور پھر قرآن پاک حفظ کرتے ایڈوکیٹ کی حیثیت سے راولپنڈی میں وصال فرمایا۔ میں خود مولانا ”دہلوی وطن“ اکبر آبادی ثم لاہوری ہوں۔ موتاً مدنی ہونے کی دل میں تڑپ رکھتا ہوں۔ کیا عجب میری یہ تمنا پوری ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ کے لئے سب آسان ہے اوکاڑہ میں دوران لیکچر اچانک مجھے خون کی قے آنے لگی اور اس تیزی سے حالت خراب ہوئی کہ صرف تین دن بعد ۲۱ اپریل ۱۹۴۹ء کو ڈاکٹروں نے میری موت کا سرٹیفکیٹ میری مرحومہ اہلیہ مرضیہ خاتون کے ہاتھ میں تھما دیا تھا۔ اس کے

باوجود وہ مجھے لاہور لے آئی۔ جہاں گنگارام اسپتال میں علاج ہوا۔ خود تو فردوس نشین ہو گئی۔ اور میں سخت ترین حالات سے دو چار رہنے کے باوجود آج بھی ۷۰ عمر ۷۰ سال الحمد للہ زندہ ہوں۔ قلم اور کتب میرے ہم جلیس اور ساتھی ہیں۔ کاش ان قلمی کاوشوں سے جلد از جلد چھٹکارا نصیب ہو جائے اور میں بقیہ زندگی اللہ تعالیٰ کی زیادہ سے زیادہ عبادت کرسکوں اور حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں لاتعداد درود و سلام کے تحائف بھیجوں۔ میں نے قصداً ان سطور کا اضافہ کیا ہے کیونکہ میرے بچوں کو اس امر کی شکایت ہے کہ ان کے پاس پہچان کی کوئی بھی چیز نہیں۔ سب کچھ ۱۹۴۷ء کے فسادات کی نذر ہو گیا۔ پاکستان میں تو میرا اپنا مکان تک نہیں مگر الحمد للہ میری کتب میں میری شناخت موجود ہے ثم الحمد للہ۔

(۲۱۵) حافظ محمد ابراہیم گنگوہیؒ کو حضرت شاہ عبدالقادر خاں سروردی

بدایونی نے ہی تعلیم دی تھی۔ ایک مرتبہ مصر ہوئے کہ مجھے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کرا دیجئے۔ فرمایا تم ابھی اتنی قابلیت پیدا نہیں کر سکتے۔ نہ مانے پس مسجد میں سامنے بٹھا کر آنکھیں بند کرائیں۔ تھوڑی دیر میں حالت طاری ہوئی چلانے لگے کہ جسم میں آگ لگ گئی ہے۔ دیکھ لیا سنبھالئے، سنبھالئے۔ توجہ ڈال کر ٹھنڈا کیا۔ بہت خوش ہوئے۔ شاہ صاحبؒ کی عمر ۱۸۵۷ء میں ۲۰ سال کی تھی جنگ آزادی ہند میں بڑی ہی بہادری سے انگریزوں کا آپ نے مقابلہ کیا تھا (ہفتاد اولیاء از شاہ مراد سروردیؒ صفحہ ۲۵۱۔ حمیدیہ پریس دہلی)

(۲۱۶) مخدوم سلطان شیخ حمزہؒ کے حالات میں لکھا ہے کہ انہوں نے روح نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے مرتبہ تکمیل پایا۔ چونکہ عالم ظاہر میں ان کا کوئی مرشد نہ تھا بارہا جناب باری میں دعا و التجا کی۔ آخر بشارت ہوئی کہ خود بخود تمہارا مرشد تمہارے پاس پہنچے گا۔ چند روز بعد سید جلال الدین بخاریؒ جو عبدالوہاب بخاری دہلویؒ کے خلفاء میں سے تھے کشمیر پہنچے اور بہ اشارت

غیب شیخ حمزہ ”ان سے بیعت ہوئے اور چھ ماہ ان کی صحبت میں رہ کر صاحب مقامات بلند و صاحب فرقہ خلافت سروردیہ ہوئے (ریاض الفقر معروف بہ ”دفتر حقیقت“ دوسرا گلزار صفحہ ۱۸۸)

(۲۱۷) حضرت فقیر نور محمد سروری قادری قدس سرہ فرماتے ہیں کہ مجھے قرآن مجید سننے میں بڑا ہی لطف آتا ہے۔ یہ بڑی دولت ہے مگر افسوس کہ اسے سمجھنے والا کوئی نہیں۔ فرمایا کہ ایک مرتبہ دوپہر کے وقت مو خواب تھا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خواب میں تشریف لائے۔ میں نے عرض کیا آپ کی زبان مبارک سے قرآن مجید سننے کو جی چاہتا ہے پس آپ نے قرآن پاک پڑھنا شروع کیا۔ انتہائے لطف و سرور سے میرے آنسو جاری ہو گئے (حیات سروری صفحہ ۱۸۳)

(۲۱۸) حج بیت اللہ کر کے حضرت مولانا الیٹان شیخ محمد یعقوب صرنی عامی گنائی ”جب ہندوستان واپس آئے تو گجرات ہوتے ہوئے آگرہ آئے اور کچھ دن قیام فرمایا۔ ایک دن دوپہر کو قیلولہ فرما رہے تھے کہ رفقاء نے دیکھا کہ آپ کے بدن کو سخت جنبش ہوئی اور اس کے بعد آپ کے بدن پر ایک سفید کرتا پہنا ہوا نظر آیا۔ بیدار ہو کر آپ نے خواب کی روداد بیان کی کہ ابھی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت بابرکت سے مشرف ہوا۔ مخدوم شیخ کمال الدین حسین ”وغیرہ حضرات بھی موجود تھے۔ مخدوم شیخ کمال الدین حسین نے گزارش کی صورت میں فرمایا کہ یہ نوجوان میری ارادتمندی میں شامل ہو کر نہایت ہی پکا اور سچا نکلا۔ حضور سراپا نور صلی اللہ علیہ وسلم سے امید ہے کہ اپنی عنایت کی توجہ مبذول فرمائیں گے۔ چنانچہ آپ نے اپنے خاص لباس کا ایک کرتا مخدوم کمال الدین حسین ”کو عنایت فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ اس مستعد نوجوان کو زیب تن کرا دیں۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ یہ تبرک ایک خاص مدت تک مولانا صرنی کے پاس موجود رہا۔ پھر خواجہ حبیب اللہ نوشہری اور انہوں

نے خواجہ زین الدین علی دار کو عطا فرمایا۔

(حیات صرئی از مولوی محمد شاہ سعادت مفتی "مورخ کشمیر" صفحہ ۳۵)

(۲۱۹) مولوی محمد رضا صاحب کرسوی (لکھنؤ کے قریب ایک مقام کا نام ہے "کری" وہاں کے رہنے والے تھے) علم فارسی میں بے نظیر۔ عرصہ دراز سے لکھنؤ کے کشمیری محلہ میں مقیم تھے۔ فرماتے تھے کہ نماز جمعہ پڑھنے حضرت شاہ نجات اللہ کی مسجد میں گیا۔ جماعت کثیر تھی۔ بڑے ممتاز لوگ مثلاً مولوی محمد حیدر صاحب فرنگی علی اور مفتی غلام حضرت صاحب گورکھپوری وغیرہ جمع تھے۔ جب حضرت شاہ نجات اللہ نماز پڑھ چکے تو اس مجمع میں کچھ ارشاد فرمانے لگے۔ اسی درمیان میں دفعتاً جذب آگیا اور چہرہ مبارک پر جلال آگیا اور اپنی ریش مبارک ہاتھ سے پکڑی اور ارشاد فرمایا کہ عجیب طرح کی بات ہے۔ کوئی کہتا ہے کہ اپنے صاحبزادے عبدالحق کو اپنا خلیفہ و جانشین کیجئے اور کوئی کہتا ہے کہ میاں ربانی کو یہ عمدہ دیجئے اور مجھ سے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ تم اپنا جانشین اپنے بیٹے حمدانی کو مقرر کرو۔ پھر میں آپ کا فرمان بجا لاؤں یا ان لوگوں کا کہنا مانوں۔ یہ سن کر سب دم بخود رہ گئے (نجات المؤمنین از حافظ سراج الیقین صفحہ ۲۲۱ تا ۲۲۳)

(۲۲۰) شاہ سلطان مقصود حواری ایک روز کلام پاک پڑھتے تھے۔ بارش اتنی تیز تھی کہ سیلاب آگیا تھا۔ لیکن آپ کے کلام مجید پر ایک بوند نہ تھی۔ امر اوسلاطین سے ملنے کو برا سمجھتے تھے۔ آپ نے روحانی تلقین بلا کسی ظاہری واسطہ کے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح پر فتوح سے پائی تھی یعنی اویسی تھے۔ سنت نبوی کے بے حد پابند تھے اپنے وقت کے علوم ظاہری و باطنی میں یگانہ روزگار تھے۔ حضرت شاہ جوہوری جیسے برگزیدہ بزرگ آپ کی محبت کو غنیمت سمجھتے تھے اور آپے فیض حاصل کرتے تھے (بتان اویسہ المعروف بہ فیوضات عمدیہ از مولانا مفتی محمد عبداللہ آدرمانی ثم الدیانوی صفحہ ۹)

(۲۲۱) حضرت بندگی شیخ محمد حسین سکندر آبادی (ضلع بلند شہر۔ یوپی بھارت) عرف شیخ حسین سکندری ابن ملک محمد قدس اللہ اسرار ہم حالت جذب میں حرمین شریفین خشکی کے راستے سے گئے۔ ایک رات حرم محترم میں خواب کے اندر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو جانب ہند جانے کا حکم فرمایا ان الفاظ میں ”عود بہ ہند باید کرد“

(مشاہیر اسلام جلد اول از ملک محمد الدین)

(۲۲۲) مولوی فضل امام صاحب نے خواب دیکھا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے مکان پر تشریف لائے اور فلاں کمرہ میں بیٹھے ہیں۔ اس کی تعبیر میں حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے فرمایا کہ تم فوراً جا کر اپنا سامان اس کمرہ سے نکال لو اور اس کو خالی کر دو۔ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ اس کے فوراً بعد وہ کمرہ گر گیا۔ کسی نے شاہ صاحب سے دریافت کیا کہ اس خواب کی تعبیر یہ کیونکر ہوئی حالانکہ لوگ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری خواب میں دیکھتے رہے ہیں اور کچھ بھی نقصان نہیں ہوتا۔ آپ نے فرمایا کہ اس وقت بے اختیار یہ آیت ذہن میں آگئی تھی۔ ان الملوک اذا دخلوا قریبہ افسدوها (سورۃ نمل آیت ۳۴) (عجب نہیں کہ شاہانہ لباس میں زیارت ہونا بیان کیا ہو اس پر یہ آیت ذہن میں آئی ورنہ عام طور سے جو زیارت ہوتی ہے وہ لباس انبیاء علیہم السلام میں۔ اور ہر تعبیر کا اطرار ضروری نہیں۔ اس میں خصوصیات مقام کو دخل ہوتا ہے۔ حضرت مولانا تھانوی (ارواح ثلاثہ یعنی شاہان دہلی یا اسلاف دیوبند صفحہ ۳۸ تا ۳۹)۔ کتب خانہ اشاعت العلوم متصل مدرسہ مظاہر العلوم۔ سہارنپور یوپی۔ بھارت)

(۲۲۳) حضرت حاجی ولی محمد کشمیری پانی پتی خلیفہ حضرت قاضی عبدالواحد عرف قاضی غلام غوث پانی پتی کے تھے۔ بچپن سے فقر کا ذوق و شوق تھا۔ مرشد

کی تلاش میں مدینہ طیبہ پہنچے۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دولت دیدار سے آپ کو مشرف فرمایا اور حضرت قاضی غلام غوث پانی پتی چشتی صابری کی شبیہ دکھائی اور فرمایا کہ یہ تمہارے پیر ہیں۔ حاجی صاحب ”ہندوستان آکر پانی پت پہنچے اور بہت تلاش کیا۔ جب بیقراری بہت بڑھ گئی تو حضرت قاضی صاحب ”سامنے تشریف لائے اور فرمانے لگے بھائی کہاں ہو۔ کب تک پھرتے رہو گے۔ چنانچہ قاضی صاحب ”کے قدم بوس ہوئے اور مشرف بیعت سے مشرف ہو کر دولت مقصود کو پہنچے ۳ جمادی الاخر ۱۲۷۸ھ کو پانی پت (یوپی۔ بھارت) میں وصال فرمایا مزار مبارک زیارت گاہ خلق اللہ ہے (انوار العاشقین صفحہ ۹۵ تا ۹۷)

(۲۲۳) مولوی خطیب محمد معین الدین بن خطیب بخش الدین انصاری ” کے اجداد عہد حکومت جہانگیر سے خطیب مسجد جامعہ سہوان رہے تیرھویں صدی ہجری کی ابتداء میں پیدا ہوئے۔ غریب امیر جو بھی ادائے نماز و شرکت جماعت میں تاہل کرتا آپ بے خوف و خطر اس کو درے مارنے لگتے۔ آخر زمانے میں قصبہ ڈبائی ضلع بلند شہر بغرض تعلیم و تلقین مسائل دین و اصلاح حال مسلمین زیادہ قیام رہنے لگا تھا۔ وہیں ایک بد بخت شقی نے آپ کو زہر دے دیا۔ اس کے اثر سے بعد نماز فجر قبل طلوع آفتاب اوائل ۱۲۷۲ھ میں جنگ آزادی ہند ۱۸۵۷ء سے دو تین سال قبل عالم بقا کو رحلت فرمائی۔ وہاں ایک خلق کثیر نے نماز جنازہ ادا کی۔ کہا جاتا ہے کہ قصبہ کی آبادی سے تین گنا زیادہ آدمی شریک تھے۔ لوگ یہ انبوه دیکھ کر بے حد متحیر تھے۔ کہ اس قدر آدمی کیوں کر جمع ہوئے۔ بعدہ نعش مبارک سہوان لائی گئی۔ تو یہاں بھی نماز جنازہ میں نمازیوں کی وہی کثرت تھی۔ بزرگان دین نے فرمایا کہ یہ انبوه ملا کہ رحمت کا تھا۔ علامہ مولوی سید سراج احمد نے خواب میں دیکھا کہ آج حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وصال فرمایا۔ اس کو مولانا بزرگ علی صاحب مارہروی ” سے بیان کیا۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ کسی عالم دین و ہادی برحق کا انتقال ہو گیا ہے چنانچہ اسی شام کو نعش وطن آئی تو معلوم ہوا کہ وہ عالم دین محمد معین الدین ”

تھے۔ (حیوة العلماء مولفہ مولانا سید محمد عبدالباقی حسوائی صفحہ ۳۷۷)

(۲۲۵) معظم خان عرف فقیر حائمی قوم پھمان شاہ آباد دروازہ رامپور میں رہتے تھے۔ حضرت مظہر جان جاناں کے خلیفہ سید غلام حسین کے خلیفہ تھے۔ نہایت بزرگ، نیک اور غاہد و زاہد تھے۔ مرض فتن اور پھری کا تھا متوائف انوار العارفین سے فرماتے تھے کہ جو ریزہ پتھر کا ٹکڑا ہے اس میں بھی لذت محسوس ہوتی ہے اور یہ واقعہ بیان کیا کہ میں نے میاں حسن شاہ محدث کو کچھ نصیحت کی تھی۔ خواب میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ تو ایسا نیک ہے کہ ہماری اولاد کو نصیحت کرنا ہے۔ آپ کے بت سے مرید تھے۔ میاں حسن شاہ محدث آپ کے خلیفہ تھے۔ ۱۲ جمادی الاولیٰ ۱۳۶۷ھ کو رامپور (یوپی - بھارت) میں وصال فرمایا (تذکرہ کمالاں رامپور صفحہ ۳۶۶ تا ۳۶۷)

(۲۲۶) حضرت شاہ حسین المعروف بھورے والے باب علیہ السلام میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ مبارک پر پہنچے تو بڑے ارادہ کر لیا کہ تمام عمر روضہ مبارک (علی صاحبہ صلوٰۃ و سلاماً) کی چاندنی میں گزرتے کی۔ ایک رات حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ شاہ حسین تم اپنے وطن پنجاب چلو تاکہ تم سے بڑا بڑا شگفتگان آپ معرفت سے میرا اب ہوں۔ اس پر آپ نے عرض کیا اللہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ کے دیدار سے ہوا رہے گا کہ دل کھارا نہیں کرتا۔ آپ نے دیدار ارشاد فرمایا کہ جیسا میں نے کہا ہے وہی ہو گا جس میں کھلت ہے۔ میں تب پنجاب والوں کو تعریف لے لے گا ہے شہر لوگوں کو آپ کی ذات سے نہیں پہنچے۔ تب ۱۱۸۰ھ کو تمام اہل پنجاب نے آپ کو سجدہ عرضی کیا۔ میں یہ سونے سے لکھی ہوئی خطبہ پڑھا اور میں نے عرض کیا (تذکرہ حضرت اسعدی - سالک حلالی - صفحہ ۱۱۸۰)

(۲۲۷) حضرت شیخ محمد ٹھٹھوی سندھیؒ کو خواب میں حضرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے خواجہ محمد زمانؒ کی تربیت و تکمیل کے لئے ارشاد ہوا۔ آپ نے چودہ روز کی قلیل مدت میں ان کو درجہ قومیت پر پہنچا دیا۔ (خزینہ معرفت المسمی بہ سوانح مشائخ نقشبندیہ مولفہ صوفی محمد ابراہیم صاحب قصوریؒ)

(۲۲۸) مرغوب احمد وکیل جو حضرت خواجہ محمد صدیقؒ کے صادق ترین ارادت مند تھے حالت طفولیت کا ایک واقعہ حضرت اقدس کے سلسلہ بیعت میں منسلک ہونے سے پہلے کا بیان کرتے تھے کہ میں نے دیکھا کہ ایک تخت ہے جس پر ایک بزرگ تشریف فرما ہیں۔ اس تخت کے ارد گرد اور بہت سے اصحاب حاضر خدمت ہیں۔ ان میں سے ایک بزرگ سے جن کی صورت سے میں آشنا تھا میں نے دریافت کیا کہ جو بزرگ تخت پر تشریف فرما ہیں کون ہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ پھر وہ تخت اوپر کواٹھا اور سب بزرگ بھی اس کے ساتھ اوپر کواٹھے حتیٰ کہ وہ تخت ملا اعلیٰ کی طرف بلند ہوا اور مستقل ہو گیا۔ اس اثناء میں تمام زمین و آسمان انوار الہی سے منور و تاباں تھے۔ اس کے بعد دوسرے میں جب تایا محمود حسن صاحب نے حضرت خواجہ محمد صدیق صاحبؒ کی خدمت میں بغرض بیعت پیش کیا تو میں نے آپ کی بعینہ ان بزرگ کی سی شکل پائی جن کو میں نے تخت پر جلوہ افروز دیکھا تھا اور جن سے مجھے ہم کلامی کا شرف حاصل ہوا تھا (تذکرہ صدیق زماں حضرت خواجہ محمد صدیقؒ صفحہ ۱۲۶ تا ۱۲۷)

(۲۲۹) حضرت صدیق زماں خواجہ محمد صدیق قدس سرہؒ حج بیت اللہ کے بعد روضہ اطہر (علی صاحبہا صلوٰۃ و سلاما) کی زیارت کی غرض سے مدینہ منورہ پہنچے اور آپ کے مختصر سے قافلے نے مسجد نبوی (علی صاحبہا صلوٰۃ و سلاما) میں قیام کیا جب سفر کی کسالت دور ہو گئی تو نہادھو کر درود و سلام کا ہدیہ پیش کرنے

کے لئے چاروں حاضر ہوئے۔ روضہ مبارک (علی صاحبہ صلوٰۃ و سلاماً) میں قدم رکھتے ہی عشق و محبت کے جوش و جذبات و کیفیات کے ہجوم نے سب کو از خود رفتہ کر دیا۔ اس شخص کے لئے جو اس مقام مقدس کی زیارت سے بہرہ مند نہ ہوا ہو ان جذبات و کیفیات کا مرقع کھینچنا اپنے حدود سے تجاوز کرنا اور سوء ادب کا مرتکب ہونا ہے۔ اس گستاخی کے ارتکاب سے احتراز لازمی ہے۔ درود و سلام کے بعد زائرین واپس آگئے۔ دو ایک روز قیام کے بعد فتنی عبدالحق صاحب نے حضرت شاہ محمد پرورؒ کی خدمت میں عرض کیا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی نعمت بابرکت سے مجھے بھی مشرف فرمایا جائے۔ شاہ صاحبؒ نے حضرت خواجہ محمد صدیقؒ کی جانب اشارہ کر کے فرمایا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ کی زیارت سے مشرف ہونے والے اور ان کو بھی اس سعادت میں حصہ دلانے والے آپ ہیں۔ آپ سے کہو۔ فتنی صاحب نے آپ کا پیچھا لے لیا۔ آخر کار دوسرے دن آپ ان کو لیکر روضہ پاک (علی صاحبہ صلوٰۃ و سلاماً) پر حاضر ہوئے اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے ارشاد فرمایا گیا کہ کسی وجہ سے آپ آج شرف دیدار سے شاد کام نہیں فرما سکتے۔ دوسرے روز آپ پھر فتنی صاحب کو لیکر حاضر ہوئے اور وہی بات پیش آئی تیسرے دن پھر حاضر ہوئے۔ فتنی صاحب کچھ دیر آپ کے پہلو میں بیٹھے رہے پھر کسی ضرورت سے باہر چلے گئے۔ اور آپ کو ان کے جانے کی مطلق خبر نہ ہوئی۔ تھوڑی دیر میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی آرامگاہ سے تشریف لائے اور فرمایا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی زیارت و شرف بیعت سے مشرف فرمانے کے لئے تمہارے سامنے جلوہ افروز ہیں۔ آپ نے فتنی صاحب کو دیکھا تو وہ غائب تھے۔ آپ نے اپنا ہاتھ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت گرامی میں پیش کیا۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خواجہ محمد صدیق قدس سرہ کو بیعت و

زیارت سے مشرف فرمایا اور جب آپ نعمت بیعت سے مالا مال ہو چکے تو آپ نے منشی صاحب کی طرف سے طلب و شوق زیارت کی استدعاء کی۔ اس پر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”نبشرہ“ اتنے میں آپ کے سینہ مبارک سے دھواں نکلا جس سے آپ کو تردد ہوا۔ آپ اجازت لیکر وہاں سے چلے آئے اور منشی صاحب پر خفا ہوئے کہ نیک بخت تو نے ایسا بے بہا موقع کھو دیا۔ انہوں نے معذرت کی کہ مجبوراً ”رفع حاجت کی وجہ سے باہر نکلنا پڑا۔ پھر آپ نے اس دھوئیں کا ذکر حضرت شاہ صاحبؒ سے کیا۔ انہوں نے ان کو اطمینان دلایا اور تسلی و تشفی دی۔ کچھ دیر بعد آپ نے منشی صاحب کو ”نبشرہ“ کی بشارت سے جو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی تھی مطلع کیا۔ وہ اس لفظ کو سن کر بہت پریشان ہوئے کیونکہ قرآن مجید میں یہ لفظ دوزخ کے عذاب اور جنت کے نعام دونوں کے لئے آیا ہے۔ اس وقت سے جتنا وقت بھی ان کا سفر میں گذرا پریشانی میں مبتلا رہے تا آنکہ سفر طے کر کے لاہور پہنچے۔ اس تمام پریشانی کے عوض حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو لاہور میں اپنی نعمت زیارت سے مشرف فرمایا۔ (تذکرہ صدیق زماں صفحہ ۹۲)

(۲۳۰) ”مناقب فریدی“ میں تحریر ہے کہ سید احمد مدنیؒ نے بحکم حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسویؒ سے تونہ شریف آکر بیعت کی تھی (تحفۃ الابرار صفحہ ۱۲۴)

(۲۳۱) ناصر احمد خاں ولد خلیل احمد خاں شاہجہانپوریؒ امی تھے۔ اپنے والد کے مرید و خلیفہ تھے۔ ان کے والد کسی سے بیعت نہ تھے صرف درود تجینا کا ورد حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خواب میں پہنچا تھا۔ اس کی برکت سے باوجود امی ہونے کے مطالب و نکات علمی بیان کرتے تھے۔ رامپور میں ۱۰ جمادی الاولیٰ ۱۲۶۷ھ میں انتقال ہوا۔ موتی مسجد کی پشت پر تربت ہے (تذکرہ کاطان رامپور صفحہ ۴۱۰)

(۲۳۲) حضرت ملا قدرت اللہ بلگرامی انتقال سے ایک روز قبل بیہوش ہو گئے۔ لوگ سمجھے انتقال ہو گیا۔ بیہوشی کے عالم میں آپ نے دیکھا کہ آسمان کے دروازے کھل گئے اور آپ کی روح عروج کر کے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور پہنچی۔ آپ نے ارشاد فرمایا ابھی واپس جاؤ۔ آپ کی روح پھر جسم میں آگئی اور آپ نے آنکھیں کھول دیں۔ (انفاس القلندریہ صفحہ ۳۹۸)

(۲۳۳) ایک شخص سید مشہور تھا لیکن ایک اور سید اس سے کہا کرتا تھا کہ تم سید نہیں ہو۔ ایک مرتبہ ایک بزرگ جنہیں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حضوری حاصل تھی اس جعلی سید کے ہم سفر ہوئے اور اس سے کہا کہ تم سید نہیں ہو۔ اس کے بعد ان کو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت بابرکت سے محرومی ہو گئی۔ وہ بزرگ بہت حیران ہوئے اور پریشانی و بیقراری سے گریہ و زاری کرنے لگے۔ بعدہ ان کو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ اگرچہ وہ سید نہیں پھر بھی تم پر ادب کرنا واجب تھا کیونکہ آخر اس نے میرا نام تمہارے سامنے لیا تھا۔ (تذکرہ حضرت خواجہ سلیمان تونسویؒ از صاحبزادہ محمد حسین لہی صفحہ ۲۱۷)

(۲۳۴) حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی قدس سرہ کے پیرو مرشد حضرت خواجہ نور محمد مہاروی قبلہ عالم قدس سرہ کا جب وقت وصال قریب آیا تو حضرت قبلہ عالم نے خواجہ صاحبؒ کو بلا کر فرمایا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے کہ تم اپنے بزرگوں کے سجادہ پر بیٹھو اور لوگوں کو گمراہی سے نکال کر صراط مستقیم کی ہدایت کرو۔ آپ نے عرض کیا کہ مجھے معاف فرمائیں کیونکہ یہ بھاری بوجھ مجھ سے نہیں اٹھایا جا سکتا۔ میں نہیں جانتا کہ جو شخص میری بیعت کرے گا آخرت میں اس کے ساتھ کیا گزرے گی۔ فرمایا صبر کرو۔ میں دربار نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم) میں عرض کر کے جواب دوں گا۔

دوسرے روز فرمایا - تیار رہو کہ تمہارے لئے پھر وہی حکم ہے اور خاطر جمع رکھو کہ جو شخص تمہارے ہاتھ پر بیعت کرے گا اللہ اسے بخش دے گا۔ آپ نے پھر عرض کیا کہ اللہ کی ذات بے نیاز ہے۔ حضرت نوحؑ نے اپنے بیٹے کنعان کے لیے سوال کیا تھا تو جواب ملا تھا لیس من اہلک انہ عمل غیر صالح" (وہ تیرے اہل و عیال میں سے نہیں ہے کیونکہ اس کے عمل بد ہیں) (سورہ ہود - آیت ۴۶)۔ اگر مجھے بھی یہی جواب ملا تو پھر میں کیا کروں گا۔ فرمایا ٹھہرو کہ میں پھر دریافت کر لوں۔ تیسرے روز مجھے بلا کر فرمایا کہ تمہارے ساتھ اللہ کی جناب سے وعدہ ہوا ہے کہ جو شخص تمہارے دروازہ پر آئے گا اور تم اسے قبول کرو گے تو اس سے "لیس من اہلک" نہیں کہا جائے گا۔ میں یہ سکر زار زار رویا اور آپ نے مجھے تسلی اور مبارک باد دی۔

صاحب "مناقب المجوبین" نے اس روایت میں ذرا سا اختلاف کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ جب آپ نے خلافت کا بوجھ اٹھانے سے انکار کیا تو آپ کو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بشارت دی کہ جو تیرا مرید ہوگا میں اس کی شفاعت کروں گا۔ تب آپ نے خدمت قبول کی اور اسی دن سے لوگوں کو بیعت کرنا شروع کر دیا۔ (سیرۃ سلیمان حصہ اول از صالح محمد صالح صاحب صفحہ ۶۰ تا ۶۱) (مشاہیر اسلام جلد اول صفحہ ۹۲)

(۲۳۵) مخدوم آدم بن اسحاق کا شمار سندھ کے جلیل القدر اولیاء میں ہوتا ہے۔ مشہور ہے کہ جب آپ حج کے لئے بیت اللہ شریف حاضر ہوئے تو آپ نے دیکھا کہ مرد اور عورتیں ایک ہی طرف سے اکٹھے حرم شریف میں داخل ہوتے ہیں۔ مخدوم کو یہ بات بالکل پسند نہ آئی۔ آپ نے مکہ مکرمہ کے ذمہ دار لوگوں سے کہا کہ حرم شریف میں مردوں اور عورتوں کا داخلہ ایک ہی جگہ سے بیک وقت مناسب نہیں۔ مرد اور عورتوں کے لئے علیحدہ علیحدہ دروازے مقرر ہونے چاہیں۔ لوگوں کو آپ کی یہ بات ماننے میں تامل ہوا۔

لیکن رات کو انہوں نے خواب میں دیکھا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ مخدوم آدم (رحمتہ اللہ علیہ) کے کہنے کے مطابق عمل کیا جائے۔ پس اس کے بعد سے مردوں اور عورتوں کے لئے حرم شریف میں داخلے کے لئے علیحدہ علیحدہ دروازے مقرر ہو گئے۔

(تحفۃ الظاہرین صفحہ ۶۶ تا ۶۷) (تحفۃ الکرام جلد سوم صفحہ ۲۰۵)

جب حضرت مولانا شاہ محمد اسماعیل شہید دہلوی "حج بیت اللہ کے لیے تشریف لے گئے تو خانہ کعبہ میں مردوں اور عورتوں کا داخلہ ساتھ ساتھ ہوتا تھا۔ جب آپ نے یہ حالت دیکھی تو آپ کے ساتھی ننگی تلواریں لیکر خانہ کعبہ کے دروازہ پر کھڑے ہو گئے اور فرمایا کہ اگر عورتوں کے ساتھ مرد اور مردوں کے ساتھ عورتیں داخل ہو گئی تو ہم تلوار سے سزا دیں گے۔ اس پر بہت شور شرابا ہوا مگر مولانا اور ان کے ساتھی اپنی بات پر جمے رہے اور مشترکہ داخلہ بند کرا کے ہی دم لیا۔

شاہ عبدالرحیم رائے پوری نے فرمایا کہ ایک مرتبہ ملا جیون (بعد اورنگ زیب عالمگیر) کے زمانے میں بھی ایسا ہی ہوا تھا۔ اس وقت بھی مردوں اور عورتوں کا داخلہ ساتھ ساتھ ہوتا تھا مگر ملا جیون نے اس کو روکا تھا۔ معلوم نہیں کہ پھر مشترکہ داخلہ کب سے جاری ہوا۔ (روایات طیب یعنی حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب قدس سرہ۔ مہتمم دارالعلوم دیوبند حکایت ۴۴ صفحہ ۷۸)

(۲۳۶) شیخ محمد اکبر ہادی تارہ بلی "محلہ تارہ بلی میں سکونت رکھتے تھے۔ والد کا نام شیخ محمود تارہ بلی تھا اور والدہ شریفہ بانو میر عبدالسلام اندرابی کی صاحبزادی تھیں۔ آپ مولانا صرفی کے خاندان سے تھے۔ ۱۱۵۲ھ میں پیدا ہوئے۔ ربمیہ علوم و فنون حاصل کرنے کے بعد آپ نے شیخ محمد اشرف فتح کرلی سے تعلق پیدا کیا۔ آپ کی والدہ نے یہ خبر سنتے ہی شکایت کرتے ہوئے فرمایا کہ

ہمارے خاندان کی پیری مریدی حضرات قادر یہ سے وابستہ ہے اور تمہارے اسلاف سلسلہ کبرویہ کے زمرے میں منسلک تھے۔ اب قادر یہ کبرویہ دونوں سلسلے چھوڑ کر سلسلہ سروردیہ کا اختیار کرنا کیا معنی رکھتا ہے۔ میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس بات کی شکایت کرنا چاہتی ہوں۔ شیخ محمد اکبر والدہ کی یہ رنج آمیز باتیں سن کر بہت مضطرب ہوئے۔ یہ تو دن کا ذکر تھا۔ والدہ ماجدہ نے رات خواب میں دیکھا کہ خاص خاص مشائخ حضرت محبوب سبحانیؒ حضرت محبوب العالمؒ، شیخ محمد اشرفؒ کی مجلس منعقد ہے۔ جس کی صدارت حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں آپ نے محمد اکبر (رحمۃ اللہ علیہ) کا ہاتھ پکڑ کر حضرت محبوب سبحانیؒ کے سپرد کیا۔ محبوب سبحانی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ نے محمد اکبر سے دریافت فرمایا کہ آپ کہاں کے باشندے ہیں۔ محمد اکبر نے جواب دیا کہ کشمیر کا رہنے والا ہوں۔ حضرت محبوب سبحانیؒ نے کشمیر کا نام سنتے ہی حضرت محبوب العالمؒ سے تاکید فرمایا کہ اس نوجوان کو آپ تربیت دیں۔ حضرت محبوب العالمؒ نے شیخ محمد اشرفؒ کو خطاب کر کے فرمایا کہ ”اس نوجوان تو سپردم بر تو منت نہادم“۔ اس خواب کے بعد آپ کی والدہ کی تسلی ہو گئی اور حضرت شیخ محمد اشرف فتح کلویؒ کو گھر پر دعوت میں بلا کر محمد اکبر کی ترتیب ان کو تفویض فرمائی اور مرید پیر و مرشد کی خدمت گذاری اور آداب بجالا کر مقاصد میں کامیاب ہو۱۔ ۱۲۴۳ء میں نوے برس کی عمر پا کر آپ نے وصال فرمایا۔ سادات پارسائی کے مقبرے میں جانب میر محمود پانپوریؒ کی قبر کے پاس دفن کئے گئے (حیات صر فی از مولوی محمد شاہ سعادت منقی مورخ کشمیر صفحہ ۱۱۹ تا ۱۲۱)۔

(۲۳۷) مولوی صوفی خواجہ احمد بنگالیؒ جو حافظ عنایت اللہؒ کے بڑے مخلص اور مستعد خادم تھے اور آپ بھی ان کا بہت خیال فرماتے تھے بہت مدت حاضر خدمت رہ کر مشرف باجازت ہوئے۔ ان کا بیان ہے کہ جب حافظ عنایت اللہ دوبارہ حج بیت اللہ کے لئے تشریف لے گئے تو میں بھی ہمراہ تھا۔ مدینہ طیبہ میں جب حاضری ہوئی تو میں نے بہت الحاح و زاری کی کہ حضرت رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہو جائے تو بڑی بندہ نوازی ہو۔ اسی غم میں کھانا پینا چھوڑ دیا۔ جب حافظ عنایت اللہ روضہ اطہر (علی صاحبہا صلواتہ و سلاما) پر حاضر ہو کر مراقب ہوئے تو میں بھی عقب میں بیٹھ کر مراقب ہو گیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قبر شریف سے باہر تشریف لائے اور ایک برتن کسی شے کا بھرا ہوا دست مبارک میں ہے۔ آپ نے وہ طرف اس خادم کے منہ سے لگایا اور حافظ عنایت اللہ اپنے ہاتھ سے جو شے اس برتن میں تھی اسے میری جانب کرتے جاتے تھے۔ یہاں تک کہ میں نے خوب سیر ہو کر اسے پیا۔ جب میں سیر ہو چکا تو حضرت حافظ صاحب نے مراقبہ ختم فرما دیا میں بھی ہمراہ ہولیا۔ راستہ میں فرمایا۔ کہو میاں خواجہ احمد زیارت ہو گئی۔ (مقامات ارشادیہ و مناقب عنایتیہ صفحہ ۳۸۷ تا ۳۸۸)

(۲۳۸) ایک شب حضرت حافظ مولانا عنایت اللہ نے خواب دیکھا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روضہ اقدس (علی صاحبہا صلواتہ و سلاما) سے باہر تشریف فرما ہیں اور آپ کے مقدس ٹخنے سے ایک نہر جاری ہے جس کی بہت سی شاخیں ہیں اور ہر شخص اپنے اپنے برتن بھر کر لے جا رہا ہے۔ میں بے انتہا پیاسا ہوں۔ شدت پیاس سے مجبور ہو کر میں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس ٹخنے کی اس جگہ جہاں سے چشمہ جاری ہے اپنا منہ لگا دیا اور تمام چشمہ پی لیا مگر پیاس باقی رہی۔ جب یہ خواب حضرت پیر و مرشد مولانا ارشاد حسین سے بیان کیا تو آپ نے متعجب ہو کر فرمایا کہ تم نے خوابوں کا قبلہ گاہ دیکھا۔ (مقامات ارشادیہ و مناقب عنایتیہ صفحہ ۳۳۹)

(۲۳۹) حضرت سید شاہ امیر الدین قصبہ شاہ آباد ضلع انبالہ (مشرقی پنجاب) کے سادات میں سے تھے۔ حضرت مولانا سید شاہ غلام علی آپ کو شاہ آباد سے سلیمان لے گئے۔ اسی اثناء میں مولانا نے خاتون جنت حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو خواب میں دیکھا۔ فرماتی ہیں کہ میری اولاد کی حق

تلفی نہ کر۔ اس وقت آپ کو یہ خیال آیا کہ شاید وطن اور گھر سے جدا کرنا ناپسند ہوا ہے۔ پس شاہ آباد واپس بھجوا دیا مگر آپ بیقرار تھے۔ تین چار روز بعد پھر سلیمان آگئے۔ رات کو مولانا نے خواب میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا۔ آپ نے فرمایا امیرالدین کو تعلیم دو۔ جا بجا نہ پھراؤ۔ پھر مولانا نے آپ کو تعلیم باطنی دی اور خوب ریاضت کرائی اور درجہ تکمیل پر پہنچا کر سجادہ نشین و خلیفہ مقرر فرمایا اور آپ کی بڑی شہرت ہوئی۔ آپ کے چہرہ پر نقاب رہتا تھا۔ کہتے ہیں آپ جانوروں کی بولیاں سمجھتے تھے۔ ایک مرتبہ ایک بھینس آپ کے پاس آئی اور فریاد کی کہ میرے چھ بچے ذبح کر ڈالے ہیں۔ تحقیق کی گئی تو یہ بات بالکل درست نکلی۔ ۱۲ جمادی الاولیٰ ۱۲۲۳ کو انتقال فرمایا۔ مزار مبارک سلیمان میں ہے (انوار العاشقین صفحہ ۱۳۲ تا ۱۳۳)

(۲۴۰) حضرت حافظ محمد صابر علی ابن حضرت شاہ امام علیؒ نے پہلے قرآن مجید تجوید کے ساتھ حفظ کیا تھا۔ نہایت ہی خوش الحان تھے۔ قرات و ترتیل سے قرآن پاک پڑھا کرتے تھے۔ کثرت تلاوت سے مناسبت خاص پیدا ہو گئی تھی۔ فرمایا کہ کبھی ایسا حظ تلاوت میں آتا ہے کہ قرآن مجید کے حروف مجھ سے بات کرتے اور بول اٹھتے ہیں۔ دلائل الخیرات کے بھی حافظ تھے اور روز پڑھتے تھے جس کی وجہ سے نسبت خاص پیدا ہو گئی تھی۔ کثرت سے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوتے تھے۔ ایک مرتبہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ سے خواب میں ارشاد فرمایا کہ میرا نام ابو القاسم بھی لیا کرو یعنی الصلوٰۃ والسلام علیک یا ابوالقاسم کہا کرو۔ ایک مرتبہ دیکھا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا کرتہ شریف اپنے جسم اطہر سے اتار کر آپ کو عطا فرمایا اور حکم دیا کہ اسے پہن لو۔ (انوار العاشقین صفحہ ۱۳۰ تا ۱۳۱)

(۲۴۱) حضرت حافظ محمد صابر علی ابن حضرت شاہ امام علیؒ نے ایک مرتبہ

دیکھا کہ روضہ پاک (علی صاحبہا صلوٰۃ و سلاما) میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جلوہ افروز ہیں اور حضرت اولیس قرنی رضی اللہ تعالیٰ بھی موجود ہیں۔ اس وقت حضرت اولیس قرنی نے مجھے معانقہ سے مشرف فرمایا۔ میں نے عرض کیا کہ میرے دل کو آپ اپنے دل سے ملا دیں کہ عرفان حقیقی ہو جائے اور جو میرے متوسلین ہیں آپ کے ہمراہ رہیں اس پر حضرت اولیس قرنی نے فرمایا کہ تم اور تمہارے متوسل میرے ہمراہ ہیں اور میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ہوں۔ (انوار العاشقین صفحہ ۱۴۱)

(۲۴۲) سید شاہ محفوظ بن سید شہاب الدین شاہ جہاں آبادی ابتدا میں اپنے والد ماجد کے مرید و خلیفہ ہوئے۔ ایک روز حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ آپ نے فرمایا اے محفوظ تیرا حصہ سید محمد مدنی کے پاس تفویض ہے اور آپ نے اسی وقت عالم رویاء ہیں آپ کی سید مدنی سے ملاقات کرادی۔ لہذا آپ نے خواب سے بیدار ہوتے ہی سید مدنی کی جستجو شروع کر دی یہاں تک کہ تلاش میں دکن پہنچ گئے۔ بیجاپور میں سید مدنی سے ملاقات ہوئی اور فیض نعمت سے فیضیاب ہوئے (تذکرہ اولیائے دکن جلد دوم صفحہ ۷۷۱)

(۲۴۳) حضرت شاہ عبداللہ عرف بھیکاجی قادری ۲۱ سال حرین شریفین رہے اور ۲۱ حج کئے۔ ایک شب عالم رویاء میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو دو مٹھی جوار عنایت فرمائے جو آپ نے اپنی چادر میں لے لئے۔ جب خواب سے بیدار ہوئے معلوم کیا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس ملک کی سکونت کا اشارہ فرماتے ہیں جہاں بالعموم جوار کھائی جاتی ہے۔ اس کے بعد آپ مدینہ طیبہ سے روانہ ہو کر دکن پہنچ گئے۔ (تذکرہ اولیائے دکن صفحہ ۵۲۱)

(۲۳۴) حاجی محمد آفندیؒ جو اہل کشف و اسرار سے تھے ایک مرتبہ حضرت مولانا مولوی حقی نازی قدس سرہؒ سے فرمانے لگے کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ مکہ مکرمہ میں مقام حنیہ میں تو امام مقرر ہوا ہے۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تیری بائیں جانب اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تیری دائیں جانب ہیں اور میں نے بہت سے فرشتوں کے ہمراہ تیری اقتدا کی ہے۔ نماز کے بعد حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تجھ کو تین خرے کے دانے اور ایک آب زم زم کا بھرا ہوا جام عطا فرمایا اور آپؐ نے مجھ سے فرمایا کہ ایک خرہ کا دانہ ان میں سے تو خود کھالے اور باقی دو دانے اور پانی کا پیالہ حاجی محمد آفندیؒ کو دے دے (محبوب الابرار صفحہ ۱۳۱)

(۲۳۵) حضرت محمد حسن عرف مولانا محمد بخش رامپوریؒ نے ۱۷ ذیقعدہ ۱۲۵۹ھ کو وصال فرمایا مزار مبارک رامپور میں ہے۔ جب آپ اور مولانا انصار علی انیسٹھویؒ مدینہ منورہ میں علم حدیث پڑھا کرتے تھے تو مولانا محمد بخشؒ کو تو ہر وقت حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حضوری حاصل تھی اور بغیر خوشبو لگائے مولانا انصار علی کے کپڑوں میں سے خوشبو آیا کرتی تھی۔ جب آپ کی وفات کا دن قریب آیا مریدوں نے عرض کیا کہ نماز جنازہ کون پڑھائے گا۔ فرمایا کریم بخش (آپ کے خلیفہ میاں جی کریم بخش) سب نے سن کر تعجب کیا کہ میاں جی صاحبؒ تو جے پور میں ہیں کس طرح آئیں گے۔ چنانچہ اگلے روز آپ کی وفات ہوئی اور حضرت میاں جی کریم بخش رامپوریؒ نماز جنازہ پڑھانے آ موجود ہوئے (انوار العاشقین صفحہ ۱۳۷)

(۲۳۶) حضرت مولانا ثناء اللہ سنبھلیؒ نے ایک مرتبہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور اپنے حال پر نہایت مہربان پایا۔ چنانچہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روپیہ یومیہ بھی آپ کا مقرر

فرمادیا۔ بعد اس خواب کے ایک شخص نے آپ کی رفع ضروریات کے لئے ایک روپیہ یومیہ مقرر کر دیا۔ آپ حضرت مرزا مظہر جان جاناں کے اعظم خلفاء میں سے تھے۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی سے علم حدیث و قرآن حاصل کیا تھا۔ اپنے وطن سنبھل میں علوم ظاہر و باطن کی اشاعت کی (مشائخ نقشبندیہ مجددیہ صفحہ ۳۰۵) (تحصیل سنبھل ضلع مراد آباد (یوپی۔ بھارت) کو سنبھل حاتم سرائے بھی کہتے ہیں)

(۲۴۷) حضرت شیخ جلال الدین پانی پتی مدت ہائے دراز تک نماز جمعہ کعبہ شریف میں پڑھتے رہے مگر لوگوں پر آخر ہی میں اس کا انکشاف ہوا۔ ایک مرتبہ خواب میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”جلال تیرا کعبہ تیرے پاس ہے۔ وہاں میرا فرزند محمود موجود ہے۔ اس کے پہلو میں نماز پڑھا کر چنانچہ پھر آپ پانی پت میں جمعہ کی نماز سید محمود قدس سرہ کے روضہ کے قریب ہی پڑھتے رہے (سیر الاقطاب) (ہفتاد اولیاء صفحہ ۳۵۹)

(۲۴۸) مولوی عبداللہ جامی ”اسوہ حسنہ کی پابندی کے لیے مشہور تھے۔ آپ کو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت بابرکت کا شرف حاصل ہوا۔ فقہ میں عربی کی مشہور کتاب ”قدوری“ کی آپ نے شرح لکھی جو پورے پنجاب میں مشہور ہے۔ آپ کا مزار شہر بہاولپور میں محلہ حکیم رحیم بخش میں ہے (ذکر کرام یعنی ریاست بہاولپور کے بزرگوں کے حالات از محمد حفیظ الرحمن بہاولپور صفحہ ۶۸)

(۲۴۹) ۱۲۹۲ھ کو حیدرآباد دکن میں ایک بڑا حادثہ افضل العلماء مولوی زمان خان کی شہادت کی صورت میں رونما ہوا۔ خلاصہ اس کا یہ ہے کہ مولوی صاحب نے حسب خواہش و درخواست عالم میاں مہدوی پیرزادے کی کتاب ”ہدیہ مہرویہ الجواب مذہب مہدویہ“ تصنیف فرمائی جس پر تمام مہدوی

زادے مولوی صاحب کے جانی دشمن ہو گئے۔ ادھر مولوی صاحب نے بھی تین مرتبہ خواب میں شہادت کی بشارت پائی۔ اول شب عید الفطر کو عام خواب میں دیکھا کہ ایک مکان عالی شان کے در پر آپ پہنچے اور معلوم ہوا کہ یہ مکان اہل بیت رضی اللہ عنہم کا ہے اور اہل بیت کو پارچہ و ملبوس کی تکلیف ہے۔ مولوی صاحب نے فوراً بازار سے جا کر دس روپیہ کا پارچہ لا کر مکان کے اندر بھجوا دیا۔ پارچہ مذکور جناب اہل بیت کو پسند نہ ہوا۔ مولوی صاحب کو خیال آیا کہ شاید انگریزی کپڑا ہونے کی وجہ سے ناپسند ہے۔ بجز داس کے ایک پارچہ سرخ رنگ جناب اہل بیت سے مولوی صاحب کو عطا ہوا جو مولوی صاحب نے بسر و چشم بوسہ دیکر سر پر رکھ لیا اور بیدار ہوئے۔ اس روز سے آپ نے خواب و خور کم کر کے تنہائی اختیار کی اور اکثر اشخاص سے فرمایا کرتے تھے یہ امر موجب شہادت ہے نہیں معلوم کون مجھ کو جام شہادت پلائے گا۔ اس کے چند روز بعد دوسرا خواب دیکھا کہ سید الشهداء حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے مولوی صاحب کو یاد فرمایا مولوی صاحب بسر و چشم حاضر ہوئے۔ مگر دربانوں نے اندر جانے سے منع کیا کہ یہ جگہ شہداء کی ہے۔ اندر سے آواز آئی کہ آنے دو یہ بھی شہید ہے۔ آپ نے اندر جا کر دیکھا کہ شہید کربلا (رضی اللہ عنہ) کے دست مبارک میں تھوڑا سا شربت ہے۔ فرمایا کہ یہ شربت کس کو دوں۔ پھر مولوی صاحب کو پلا دیا اور مولوی صاحب بیدار ہو گئے۔ اس کے بعد تیسرا خواب یہ نظر آیا کہ مجلس مبارک حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ حاضر ہیں۔ ارشاد گرامی ہوا کہ سب لوگ کنارے ہو جاؤ محمد زمان آتا ہے۔ سب لوگ ہٹ گئے۔ جب مولوی صاحب حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو بیٹھے تو آپ نے ایک بستہ پارچہ جات کا کھول کر رنگین کپڑے ہر قسم کے علیحدہ کئے اور ایک پارچہ سرخ رنگ سے مولوی صاحب کو سرفراز فرمایا۔ اپنے بصد تکریم اس کو لے کر تمام جسم پر ملا اور سر پر رکھ لیا۔

پھر بیدار ہو گئے۔ الغرض ۶ ذی الحجہ ۱۲۹۲ھ بروز سہ شنبہ شام کو مولوی صاحبؒ حسب معمول دو خدمتگاروں کے ساتھ مسجد میں تشریف لائے اور بعد نماز مغرب دوزانو بیٹھ کر تلاوت قرآن مجید میں مشغول ہو گئے اور خدمت گار بھی رفع حاجت کے لئے باہر چلے گئے۔ بے رحم محمد مہدوی زادہ نے موقع پا کر مسجد میں آ کر ستون کی آڑ لے کر مولوی صاحبؒ کی پشت پر ایک ضرب کٹار کی ایسی ماری کہ سینہ بے کینہ کے پار ہو گئی اور پھر ایک کٹار سر پر اور دوشہ رگ پر ماریں۔ مولوی صاحبؒ نے کلام اللہ پر سر رکھ کر شہادت نوش فرمایا۔ خون شہید سے یہ آیت فانظر کیف کان عاقبہ المفسدین ○ (سورہ نمل آیت ۱۳) رنگین ہو گئی۔ لاش مبارک مکان پر لائی گئی۔ نماز جنازہ بروز چہار شنبہ مکہ مسجد میں ہوئی۔ بیس ہزار نمازی تھے۔ اس پر بھی ہزاروں کو نماز نہ ملی تب تا دفن ۱۳ جماعتیں نماز کی ہوئیں اور اپنے مدرسہ محبوبیہ کے صحن میں دفن ہوئے۔ (اعلم التاريخ المعروف بہ محبوب السلاطین از منشی محمد حسین خان صاحب) یہ تاریخ ہے جنوبی ہند کے فرماں رواؤں کی۔ ۱۳۱۲ھ میں لکھی گئی۔ اس میں مملکت و سلطنت کے آئین و قوانین کا بھی ذکر ہے جن سے تمام بادشاہوں کو واقف ہونا چاہیے۔

(۲۵۰) حضرت مولانا حقی نازلیؒ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے ارادہ کیا کہ میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس طرح دیکھوں جیسا کہ اہمات المؤمنینؓ اور آپؐ کے صحابہ اکرامؓ نے آپؐ کو دیکھا تھا۔ لہذا میں نے سورہ اخلاص ایک ہزار بار پڑھ کر اس کا ثواب ام المؤمنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی روح مبارک کو بخش دیا۔ پھر ایک ہزار مرتبہ پڑھ کر اس کا ثواب ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روح پاک کو بخشا اور تیسری مرتبہ ایک ہزار بار پڑھ کر اس کا ثواب سیدہ نساء عالمین خاتون جنت حضرت فاطمہ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روح مبارک کو بخشا اور پھر میں نے ان

سب کو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس شفیع ٹھہرایا تاکہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک میری سفارش کریں تاکہ میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس طرح دیکھوں جس طرح کہ آپ کی ازواج مطہرات نے آپ کو آپ کی حیات مبارکہ میں دیکھا تھا اور پھر جمعہ کی رات کو ”استغفر اللہ ربی و اتوب الیہ“ ہزار بار پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے سوال کیا کہ وہ میری روح کو اپنے حبیب پاک (صلی اللہ علیہ وسلم) کی روح پاک سے ملا دے۔ اور پھر عرض کیا الصلوہ والسلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ خذ بیدی قلت حیلتنی ادرکنی اور ہزار مرتبہ اس کو پڑھا۔ اللہ تعالیٰ کی قسم اس رات میں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک ایسے ماہ کامل کی طرح دیکھا کہ جس کے وصف سے قلم اور زبان عاجز ہے۔ آپ کے حسن کا کمال اور آپ کے جمال کی غایت نہیں معلوم ہو سکتی تھی۔ فتبارک اللہ احسن الخالقین اور بعض اسرار کی بھی مجھے آپ نے خبر دی (محبوب الابرار صفحہ ۱۲۹ تا ۱۳۰)

(۲۵۱) طالب علمی کے زمانے میں جب مولوی مسیح الدین علوی مولوی فضل اللہ قدس سرہ سے پڑھتے تھے تو ایک رات خواب میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت بابرکت سے مشرف ہوئے اس صورت سے کہ آپ ہمارے گھر کی مسجد میں نماز باجماعت پڑھا رہے ہیں اور میں اسی مسجد میں وضو کر رہا ہوں۔ بہت جلدی کرتا ہوں تاکہ جماعت کی نماز میں شریک ہو جاؤں لیکن اس قدر محرومی ہوئی کہ جب میں جماعت کے قریب پہنچا تو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام پھیر دیا اور جماعت کی طرف منہ پھیر کر دعا مانگنا شروع کر دی۔ اس میں میں بھی شریک ہوا لیکن چہرہ انور پر ایک نقاب تھی کہ چہرہ مبارک کی زیارت مجھے نصیب نہ ہوئی (سفیر اودھ از مولوی محمد مسیح الدین علوی خان بہادر صفحہ ۳۸)

(۲۵۲) جو لوگ کہ اہل مراقب اور اہل نسبت ہیں اور جن کا قلب

صاف ہے وہ جس وقت چاہیں اس وقت حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت پاک سے مشرف ہو سکتے ہیں۔ چنانچہ دہلی میں مرشدی و مولائی حضرت شاہ ابوالخیر نقشبندی قدس سرہ بھی اسی صفت سے متصف تھے۔ اللہ تعالیٰ کی آپ پر بے حساب رحمت نازل ہوں (معراج المؤمنین صفحہ ۱۳۹) اولاد حضرت مجدد الف ثانی فخر خاندان نقشبندیہ حضرت مولانا شاہ ابوالخیر کے یہاں دستور تھا کہ جب کوئی آپ کا خادم کسی قسم کی عرض کرتا یا کسی آنے والے شخص کی اطلاع دیتا تو پہلے بسم اللہ الرحمن الرحیم ضرور پڑھتا۔ بغیر بسم اللہ شریف پڑھے آپ کے یہاں کوئی کلام نہیں کیا جاتا تھا ("راہ و رسم منزلہا" از مولانا محمد عبداللہ حسب الارشاد حضرت سید جماعت علی شاہ لاٹھانی علی پوری صفحہ ۱۶)

(۲۵۳) مولانا حامد علی ابن مولانا شاہ تقی علی قلندر کی ولادت قریب ۱۲۳۸ھ میں کاکوری میں ہوئی۔ شاہ تراب علی قلندر کے مرید تھے۔ لباس بہت معمولی اور سادہ پہنتے تھے۔ فرمایا کرتے تھے کہ مجھے شرم معلوم ہوتی ہے کہ عالمانہ یا صوفیانہ لباس پہنوں اور اس کا مصداق نہ ہوں۔ جس زمانے میں شاہ تراب علی قلندر کے روضہ کی حریم تعمیر ہو رہی تھی۔ ایک روز صبح مولانا حامد علی نے حضرت شاہ حیدر علی قلندر کے حضور حاضر ہو کر عرض کیا کہ رات کو میں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وہاں (جہاں اب دروازہ حریم درگاہ ہے) تشریف فرما دیکھا۔ یہیں دروازہ نصب کیا جائے۔ حضرت مولانا شاہ تقی علی قلندر نے تائید کی اور فرمایا یہ جوان صالح کا خواب ہے وہیں دروازہ بنا چاہیے چنانچہ اسی جگہ بنا۔ ۱۳ جمادی الاولیٰ ۱۲۸۲ھ بروز پنجشنبہ ۳۴ برس انتقال کیا اور روضہ شاہ تراب علی قلندر کے قریب دفن ہوئے (تذکرہ مشاہیر کاکوری صفحہ ۱۰۸)

(۲۵۳) حضرت مولانا حافظ شاہ علی انور قلندر خلیفہ و مرید حضرت شاہ

تقی علی قلندر کو ایک مرتبہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی خواہش ہوئی اور یہ خیال آیا کہ اگر زیارت نصیب ہو تو یہ عرض کروں گا اور اپنے جسم کو آپ کے جسم اطہر سے مس کروں گا۔ آخر ایک شب خواب میں دیکھا کہ ایک میدان میں ایک عمدہ مکان بنا ہوا ہے جس کے چاروں طرف دروازے ہیں اور وہیں سائبان کے باہر حضرت شاہ تقی علی قلندر کھڑے ہیں اور اس دروازے کا ایک پٹ بند اور ایک کھلا ہوا ہے۔ انہوں نے مجھ سے فرمایا کہ اگر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت چاہتے ہو تو اس مکان میں جاؤ۔ میں نہایت خوشی سے گیا تو دیکھا کہ ایک بزرگ سیاہ کبیل اوڑھے آرام فرما ہیں۔ مجھے ایک کیفیت رعب و ہیبت کی معلوم ہوئی اور معاً میری زبان پر یہ کلمات جاری ہو گئے ”یا حضرت خاتم التسنین رحمۃ اللعالمین، شفیع المذنبین، انیس الغریبین، راحۃ العاشقین، مراد المشاقین، سید الثقلین، وسیتینا فی الدارین، زیب عالم، فخر آدم، محبوب اللہ، مقبول بارگاہ، ان کلمات کو ادا کرنے سے وہ کیفیت دور ہو گئی اور ایسا لطف آیا کہ میں یہ کلمات دہراتا ہوا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب پہنچ گیا اور جاتے ہی قدم مبارک پکڑ لئے اور بجائے عرض حال یہی کلمات دہراتا رہا۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھ بیٹھے اور دیر تک میری پیٹھ پر دست مبارک پھیرتے رہے اور کچھ ارشاد بھی فرمایا جو مجھ کو یاد نہ رہا۔ پھر میری آنکھ کھل گئی۔ جس قدر ذوق خواب میں تھا وہ بیداری میں بھی پایا۔ چنانچہ اسی خواب کے بعد رسالہ ”نفع الطیب فی ذکر مولد الحبيب“ لکھا تو اس میں ولادت شریف کے ذکر میں اظہاراً ”للشرف والکرامت“ یہی الفاظ لکھے (نغمات العنبریہ من انفس القلندریہ صفحہ

(۵۷۹)

(۲۵۵) حضرت سید محمد آصف قلندر خورد سالی میں کسی بزرگ کے مرید ہو چکے تھے۔ ایک روز ایک فقیر سے ملاقات ہوئی۔ اس نے ایک ذکر کرنے کو

بتایا جس کے کرنے سے آپ پر بے خودی سے طاری ہو گئی۔ دیر بعد وہ حالت رفع ہوئی تو خواب میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ سے فرمایا کہ تمہارے مرشد حقیقی شاہ فتح قلندر ہیں۔ ان سے جا کر تعلیم حاصل کرو۔ تب آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور تعلیم و تربیت پا کر مراتب ولایت پر فائز ہوئے۔ آپ فرقہ ابدال سے تھے اور ارواح طیبہ حضرت آئمہ کرامؑ و دیگر اولیاء کرامؑ کی حضوری آپ کو بہت رہتی تھی۔ فرماتے تھے کہ حضوری حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہ نسبت حضوری حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے جلد میسر ہوتی ہے۔ وجہ یہ ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بمنزلہ باپ کے ہیں۔ جس وقت کسی امتی کو کچھ نقصان پہنچتا ہے تو آپ جلد اس کی خبر لیتے ہیں اور حضرت شیر خدا علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ محبوبین سے ہیں۔ جب تک اولیاء خانوادہ مدد نہ کریں وہ خبر نہیں پاتے (نعمات العنبریہ من انفاس القلندریہ صفحہ ۲۶۱)

(۲۵۶) حضرت شاہ منصب علی قلندرؒ کو بیعت اجازت و خلافت حضرت شاہ کرامت علی قلندر علوی کاکورویؒ سے تھی۔ شروع سے مجذوبوں کی سی حالت تھی۔ کسی بات کی پرواہ نہ کرتے تھے۔ نماز اور روزہ کے بھی پابند نہ تھے۔ ایک مرتبہ خواب میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی۔ دیکھا کہ آپ تشریف لائے۔ ساتھ میں داہنی طرف ایک سوار جن کے گلے میں حائل شریف تھی اور بائیں جانب بھی ایک سوار اور درمیان میں خود آپ تھے۔ ان سے ارشاد فرمایا کہ منصب اٹھ اور کلام اللہ پڑھ۔ بموجب ارشاد یہ اٹھ کر نماز و تلاوت و کلام اللہ میں مشغول ہوئے اور پھر اس روز سے کبھی نماز ترک نہ ہوئی۔ وفات یکم ذیقعدہ بروز پنج شنبہ بعد نماز ظہر ۸۱ برس ہوئی۔ مزار چودھری محلہ میں ان کی مسجد میں بمقام کاکوری ہے (تذکرہ مشاہیر کاکوری صفحہ ۴۱۹)۔ کاکوری، سندیلہ، رائے بریلی، کرسی، موہان، ملیح آباد، دیوہ

بستی، پرتاب گڑھ، صفی پور، جونپور، امیٹھ وغیرہ لکھنؤ کے قریب نہایت مردم خیز علاقے ہیں۔ کاکوری شہر لکھنؤ (یو پی۔ بھارت) سے ۹ میل دور جانب مغرب ہے۔

(۲۵۷) مولوی حافظ شاہ مظہر علی محدثؒ (نواسہ حضرت شاہ کاظم قدس سرہ) قریب ۱۲۱۲ھ میں پیدا ہوئے۔ بمقام کاکوری۔ عالم، فاضل، متشرع، شافعی المذہب، خوش اوقات، درویش صفت، متوکل اور خوشنویس تھے۔ کلام اللہ تحریر کر کے ہدیہ کرتے۔ مثنوی مولانا رومؒ اکثر مطالعہ میں رہتی اور یہ شعر بہت پڑھتے تھے۔

علم نبود غیر علم عاشقی مابقی تلیس ابلیس شقی

آپ کو اکثر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی تھی چنانچہ بعض لوگوں سے فرمایا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے داہنے ہاتھ کو اپنا ہاتھ فرمایا ہے۔ ۳ جمادی الاولیٰ بروز شنبہ ۱۲۸۱ھ مطابق ۲۵ نومبر ۱۸۶۳ء بمقام کاکوری وصال فرمایا اور قبرستان تکیہ شریف میں دفن ہوئے (تذکرہ مشاہیر کاکوری صفحہ ۴۰۷)

فرمایا کہ اگرچہ لوگ مجھے تکیہ شریف کے خلاف خیال کرتے ہیں مگر ایسا نہیں ہے۔ پہلے مجھ کو کچھ اعتراضات بعض معمولی باتوں پر تھے مگر رفع ہو گئے۔ اس کی صورت یہ ہوئی کہ ایک شب میں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بائیں جانب کرسی پر حضرت شاہ محمد کاظم قلندرؒ کو بیٹھے دیکھا اور دونوں بزرگوں کی پشت پر حضرت شاہ ابوتراب علی قلندرؒ کو کھڑے چنور ہلاتے دیکھا۔ بیداری کے بعد یہ خیال رفع ہو گیا اور سمجھ میں آ گیا کہ اولیاء اللہ کی طریقت میں ان جزئیات سے کوئی نقص واقع نہیں ہوتا۔

(۲۵۸) حضرت مولانا حاجی امین الدین محدثؒ کے والد ماجد ملا حمید

الدین محدث" نے کاکوری میں ایک مسجد بنائی جو اب تک مولوی محلہ میں بالائے قلعہ کاکوری حاجی صاحب کی مسجد کے نام سے مشہور ہے اور جس کی تاریخ تعمیر یہ ہے "لمسجد اسس علی التقوی من اول یوم احق ان تقوم فیہ" (سورہ توبہ آیت ۱۰۸) اس مسجد میں آپ کے والد ماجد نے جس جگہ پر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی تھی اس جگہ پر بغرض تعظیم مقام و واقفیت عوام پتھر نصب کر دیا گیا جو اب تک نصب ہے۔ حاجی صاحب پنج و نماز اسی میں ادا کرتے تھے۔ رات دن اکثر اوقات وہیں گزارتے۔ تفسیر و فقہ کا درس دیتے اور وظائف میں مشغول رہتے۔ آپ کی ولادت ۱۳ ربیع الاخر ۱۱۶۳ھ میں بمقام کاکوری ہوئی اور وہیں ۸۹ عمر ۲۲ محرم الحرام ۱۲۵۳ھ وصال فرمایا۔ مزار مبارک مولوی محلہ میں کاکوری شریف کے اندر والد بزرگوار کے برابر واقع ہے (مشاہیر کاکوری صفحہ ۵۸ تا ۵۹)

(۲۵۹) حضرت مولانا حاجی امین الدین محدث" اواخر ماہ ربیع الاول ۱۱۸۷ھ میں مکہ مکرمہ پہنچے اور وہیں حضرت شاہ ابوسعید" کے دست حق پرست پر حکیم میں میزاب رحمت کے نیچے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں بیعت کی۔ اجازت و خلافت حاصل کی اور مدینہ طیبہ تشریف لے گئے جہاں شب و روز اوقات کا زیادہ حصہ ازکار و اشغال میں محراب حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر گذرتا۔ ایک روز حالت مشغولی میں یہ آواز سنائی دی "شف بعینک هذا النور" آپ نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حجرہ شریف کی جانب دیکھا تو حجرہ کا دروازہ نورانی نظر آیا۔ یہ واقعہ اپنے پیرو مرشد سے بیان کیا۔ انہوں نے فرمایا تم کو معرفت حاصل ہوگی۔ چاہے یہاں رہو یا وطن چلے جاؤ۔ ایک روز شاہ ابوسعید" نے آپ سے فرمایا میرے ساتھ مواجہہ شریف میں مراقب بیٹھو۔ بیٹھے تو دیکھا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حجرہ شریف سے برآمد ہو رہے ہیں۔ اولاً "دونوں کف مبارک دکھائی دیئے پھر پورا جسم اطہر

اور آپ کے مقابل متبسم تشریف فرما ہوئے۔ شاہ صاحبؒ نے دریافت فرمایا تم نے زیارت کی۔ وہیں حاجی صاحبؒ نے عربی کے ۱۲ اشعار مدح حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں فی البدیہہ کہے (کتاب ”مرآة اللعالم فی ماثر الکرام“ معروف بہ ”تذکرہ مشاہیر کاکوری“ از جناب مولانا حافظ محمد علی حیدر علوی کاکوری۔ لکھنؤ میں ۱۹۲۷ء میں شائع ہوئی۔ صفحہ ۵۷ تا ۵۸)

(۲۶۰) ایک مرتبہ ایک بزرگ نے حضرت شاہ محمد اسحاق محدث دہلویؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر حضرت شاہ محمد رمضان شہید مہمیؒ کا پتہ دریافت کیا اور کہا کہ خواب میں ایک بزرگ کو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں چنور ہلاتے دیکھا ہے۔ میری التماس پر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ محمد رمضان (رحمۃ اللہ علیہ) ہیں۔ حضرت شاہ اسحاقؒ نے فرمایا وہ تو شہید ہو چکے ہیں مگر ان کا یہ راز افشاء نہ کرتے پھرو۔ ہادی ہریانہ حضرت شاہ محمد رمضان شہید مہمیؒ اس جلیل القدر خاندان کے چشم و چراغ تھے جو سات سو برس ضلع رتھک میں مقیم رہا۔ ولادت ۱۱۸۳ھ ۱۷۶۹ء میں اور شہادت ۱۸ جمادی الاولیٰ ۱۲۴۰ھ مطابق ۱۸ جنوری ۱۸۲۵ء میں واقع ہوئی۔ ”مندرسور“ (مہم) میں تولد ہوئے جو اب مشرقی پنجاب ضلع رتھک کا قصبہ ہے۔ آپ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ۱۹ ویں پشت میں ہیں۔ ہریانہ میوات اور سوتر میں ہزار ہا کافر آپ کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے اور لاکھوں نے آپ کے ہاتھ پر کفر و شرک سے توبہ کی۔ مزار مبارک ”مہم“ میں ہے (”ہادی ہریانہ“ یعنی حضرت شاہ محمد رمضان شہید مہمیؒ قدس سرہ کے حالات زندگی از پروفیسر منظور الحق صدیقی صاحب۔ استاد ریاضیات۔ کیڈٹ کالج۔ حسن ابدال۔ صفحہ ۲۷)

(۲۶۱) حاجی امیر شاہ خاں صاحب خورجویؒ جو حضرت مولانا قاسم صدیقی

نانوتوی قدس سرہ کے خاص لوگوں میں تھے فرماتے تھے کہ میں اپنے بچپن کے زمانہ میں نواب مصطفیٰ خاں شیفتہ کے مکان پر اپنے پھوپا کے ساتھ موجود تھا وہاں مفتی صدرالدین خان اور مزار غالب بھی موجود تھے۔ مفتی صاحب نے مولوی محمد عمر ابن مولانا محمد اسماعیل شہید کا ایک قصہ بیان فرمایا کہ یہ مشہور ہے کہ مولوی محمد عمر کو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت بہت ہوتی ہے۔ اس پر میں نے امام صاحب جامعہ مسجد اور چند دوسرے اشخاص نے اصرار کیا کہ ہم کو بھی زیارت کرا دیجئے۔ لیکن مولوی محمد عمر نے کسی کی درخواست منظور نہ کی۔ ہم نے اپنا اصرار برابر جاری رکھا۔ ایک مرتبہ خواب میں دیکھا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جامع مسجد دہلی کے منبر پر تشریف فرما ہیں اور مولوی محمد عمر آپ کو مورچھل جھل رہے ہیں اور کہتے ہیں کہ صدر الدین آؤ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کر لو۔ یہی خواب امام صاحب نے دیکھا اور بعینہ یہی خواب ان چند اشخاص نے دیکھا۔ جب صبح ہوئی تو میں امام صاحب کی طرف چلا تاکہ ان سے یہ خواب بیان کروں اور وہ اپنا خواب بیان کرنے میری طرف چلے اور وہ دوسرے اشخاص بھی ہماری طرف چلے۔ اتفاق سے راستہ میں ایک مقام پر ہم سب مل گئے اور میں نے کہا کہ میں تمہارے پاس جا رہا تھا۔ رات میں نے یہ خواب دیکھا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم تمہارے پاس آ رہے تھے اس لئے کہ ہم نے بھی بعینہ یہی خواب دیکھا ہے۔ پھر ہم سب مل کر مولوی محمد عمر کے مکان پر آئے اس وقت مولوی صاحب اپنے مکان کے سامنے ٹھل رہے تھے۔ ہم نے ان سے یہ خواب بیان کیا تو انہوں نے کہا میں ایسا نہیں ہوں اور یہ کہتے ہوئے بھاگ گئے (ارواح ثلاثہ یا حکایات اولیاء از حکیم الامت حضرت مولانا شاہ اشرف علی تھانوی قدس سرہ صفحہ ۱۶۶ تا ۱۶۷) حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے اکلوتے پڑپوتے مولوی محمد عمر مجذوب تھے۔

(۲۶۲) ”زہر الفاحش“ میں تحریر ہے کہ ایک قافلہ مکہ معظمہ کی طرف چلا۔ راستہ میں ان میں سے ایک شخص مر گیا۔ اہل قافلہ اس کی تجینز و تکفین میں مصروف ہوئے۔ جہاں یہ قافلہ اترا تھا اس کے قریب ایک بڑھیا اپنی جھونپڑی میں رہتی تھی۔ انہوں نے قبر کھودنے کے لئے بڑھیا سے پھاوڑا مانگا۔ جب دفن کر چکے تو پھاوڑا یاد آیا جسے بھول کر قبر ہی میں چھوڑ دیا تھا۔ سب لوگوں کی یہی صلاح ہوئی کہ قبر کو کھول کر پھاوڑا نکالا جائے۔ جو نہی قبر کھولی گئی تو دیکھا کہ میت کے ہاتھ گردن سے بندھے ہوئے ہیں اور ایک بڑا بھاری طوق گردن میں پڑا ہوا ہے اہل قافلہ نے اس واقعہ کی خبر بڑھیا کو دی۔ بڑھیا نے قسم کھا کر کہا کہ میں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا آپ نے فرمایا کہ اے بڑھیا اس پھاوڑے کو احتیاط سے رکھو کیونکہ یہ اس شخص کے کام آئے گا جو ابوبکر و عمر کو برائی سے یاد کرتا ہے (خیر الموائس جلد دوم صفحہ ۳۲۷)

(۲۶۳) ”زہر الفاحش“ میں تحریر ہے کہ ایک معتبر اور ثقہ شخص کہتا ہے کہ میں نے ایک شخص کو ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو برائی کے ساتھ یاد کرتے سنا مگر میں نے نہ اسے منع کیا نہ اس پر انکار کیا۔ رات کو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپ فرما رہے ہیں کہ اے شخص جب تو نے فلاں آدمی کو سنا کہ میری پاک اور بے عیب بیوی (رضی اللہ عنہا) کو برائی سے یاد کرتا ہے تو تو نے اس پر انکار کیوں نہ کیا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اس بات پر قدرت نہ تھی۔ آپ نے فرمایا تو جھوٹا ہے اور اس کے بعد میری دونوں آنکھوں کی طرف اپنے کلمے کی انگلی سے اشارہ کیا۔ جب صبح میں بیدار ہوا تو اندھا تھا (خیر الموائس جلد دوم صفحہ ۲۸۶ اردو ترجمہ نزہۃ المجالس)

(۲۶۴) ”گلزار معانی“ میں شیخ ابوالحسن علی بن ابی القاسم سے روایت ہے کہ شیخ ابوبکر حمای صاحب باطن تھے مگر سماع سے ان کو بے حد شوق تھا۔ محبوب سبحانی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ نے ہر چند منع کیا مگر ان پر کوئی اثر نہ ہوا۔ ایک دن جامع مسجد میں آپ نے ان سے کہا کہ اے ابوبکر شریعت محمدی تیری شکایت کرتی ہے اور تو اپنی حرکت سے باز نہیں آتا۔ اب تو اس کا سزاوار ہے کہ سزا پائے اور ولایت سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ یہ کہہ کر بنظر سیالت ان کی طرف نگاہ کی اور ان کی ساری ولایت سلب کر لی۔ وہ بغداد شریف سے بھاگ کر فزف پہنچے۔ وہاں آنے کی وجہ بتا کر بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ اپنی سزا کو پہنچے اور اپنے فعل بد سے تائب ہوئے۔ ان کے والد بزرگوار نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپؐ فرما رہے ہیں کہ اب ابوبکر نے اس عادت مذموم خلاف شریعت سے توبہ کر لی ہے تو ہماری طرف سے ہمارے فرزند ارجمند محبوب سبحانی (رحمۃ اللہ علیہ) سے جا کر کہو کہ ہم نے اس کی تقصیر معاف کر دی ہے۔ تم بھی اس کی خطا معاف کر دو۔ انہوں نے حسب الحکم آپ کو یہ پیغام پہنچا دیا۔ آپ نے ان کو رو برو طلب کر کے ان کا قصور معاف فرما دیا اور نعمت ولایت سے پھر مالا مال کر دیا۔ (سلطان الازکار فی مناقب غوث الابرارؒ از شاہ محمد علم الیقین صفحہ ۶۶ تا ۶۷)

(۲۶۵) حضرت شاہ عبدالرحیم دہلویؒ (والد بزرگوار حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ) نے فرمایا کہ ہمارے دوستوں میں ایک عزیز تمباکو سے احتراز کرتا تھا مگر مہمانوں کے لئے حقہ و نئے گھر میں رکھتا تھا۔ ایک مرتبہ اس نے خواب میں دیکھا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے مکان پر تشریف لائے لیکن مکان میں داخل ہونے کے ساتھ ہی نفرت و کراہت کے ساتھ مراجعت فرمائی۔ یہ شخص آپ کی یہ نفرت دیکھ کر آپ کے پیچھے بھاگا اور وجہ نفرت و

کراہت دریافت کی۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ تیرے گھر میں حقہ نے اور چلم موجود ہے اور مجھے ان چیزوں سے سخت نفرت ہے (حیات ولی از مولانا حافظ محمد رحیم بخش دہلوی صفحہ ۳۰۸)

(۲۶۶) حضرت شاہ عبدالرحیم دہلویؒ جب تعلیم دینیات سے فارغ ہوئے تو اپنے پرانا شیخ عبدالعزیز قدس سرہ کو خواب میں دیکھا۔ فرماتے ہیں فرزند من تا وقتیکہ خواجہ تمہیں نظر قبول سے نہ دیکھیں اپنی عقیدتمندی کا ہاتھ دوسرے شخص کے ہاتھ میں نہ دینا پھر اس کے بعد تمہیں اختیار ہے۔ چنانچہ شاہ صاحبؒ نے حضرت خواجہ باقی باللہؒ کے فرزند حضرت خواجہ خردؒ سے تعبیر دریافت کی۔ آپ نے فرمایا تمہیں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت میرا آئے گی۔ چنانچہ آپ شب و روز درود شریف پڑھنے میں مستغرق رہنے لگے۔ ایک رات کا ذکر ہے کہ آپ درود شریف پڑھ رہے تھے دفعتاً آسمان پر مہتاب جیسا ایک نور چمکا حالانکہ وہ تاریک رات تھی اور چاند طلوع ہونے کا زمانہ نہ تھا۔ غرض کہ وہ نور آہستہ آہستہ زمین پر پھیلنا شروع ہوا اور آنا "فانا" میری طرف بڑھنے لگا یہاں تک کہ میری چارپائی اور جسم پر چھا گیا اور میں مکمل طور پر نور میں ڈوب گیا۔ جب تک وہ نور سر سے نیچے رہا میں بڑے شوق سے درود پڑھتا رہا۔ لیکن جوں ہی سر پر آیا تو فوراً بے ہوش ہو گیا اور مجھے اپنے آپ کی خبر نہ رہی۔ والد بچھونے سے اٹھے۔ ہرچند میری تلاش کی مگر میرا کہیں پتہ نہیں چلا۔ معلوم ہوتا ہے یہ ظاہری وجود بھی مفقود ہو گیا تھا۔ الغرض اسی حالت غیب میں میں آسمانوں کو یکے بعد دیگرے طے کرتا ہوا اوپر پہنچا اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت بابرکت سے مشرف ہوا۔ آپ نے مجھ سے بیعت لی اور نفی و اثبات کا طریقہ تلقین فرمایا۔ جب میں ہوش میں آیا تو حالت بدلی ہوئی تھی گویا میں اب ایک دوسرے ہی عالم میں تھا (حیات ولی صفحہ ۲۲۱ تا ۲۲۲)

حضرت شاہ عبدالرحیمؒ ۱۰۵۴ھ، ۱۶۴۴ء میں پیدا ہوئے اور ۱۱۳۱ھ، ۱۷۱۹ء میں ۷۷ برس دہلی میں وصال فرمایا۔ فاروقی النسل تھے آپ حضرت مجدد الف ثانیؒ کے صرف ارادتمند تھے۔ آپ کا سلسلہ نقشبندیہ باقویہ تھا یعنی حضرت خواجہ باقی باللہؒ کا۔ قطب وقت حضرت خواجہ محمد باقی باللہؒ کا اسم مبارک رضی الدین احمد تھا اور والد بزرگوار کا اسم گرامی قاضی عبدالسلام۔ خواجہ صاحبؒ ۱۲ جولائی ۹۷۲ھ، ۱۵۶۴ء کو بخارا میں پیدا ہوئے تھے اور صرف ۴۰ سال کی عمر پا کر ۳۰ نومبر ۱۰۱۳ھ، ۱۶۰۳ء کو دہلی میں وصال فرمایا۔ شاہ عبدالرحیمؒ عہد عالمگیری میں دہلی کے مشہور صوفی اور عالم گذرے ہیں۔ فتاویٰ عالمگیری کی تدوین میں آپ کا بھی حصہ ہے۔ آٹھ سال کی محنت کے بعد دولاکھ روپیہ کے صرفے سے یہ کتاب اور نگ زیب عالمگیرؒ نے تیار کرائی تھی۔ ہندوستان کے حنفی علماء اسے ہدایہ کے بعد بہترین فقہی کتاب کہتے ہیں۔ نیک باپ کی اولاد بھی نیک ہوتی ہے۔ شجر طیبہ سے شاخیں بھی پاک نکلتی ہیں۔ آپ کے مشہور عالم بیٹے حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کی نمایاں خصوصیت ان کی جامعیت ہے یعنی اختلافی مسائل میں آپ ایسا راستہ تلاش کر لیتے ہیں جس پر فریقین متفق ہوں۔ آپ کی سب سے امتیازی خصوصیت ”رگ فار و قیم“ یعنی شدید اسلامی احساس ہے۔

(۲۶۷) حضرت شاہ عبدالرحیم دہلویؒ کے بڑے بھائی شیخ ابوالرضاء محمدؒ

تھے۔ ایک مرتبہ آپ نے حضرت محبوب سبحانی شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کو خواب میں دیکھ۔ آپ نے فرمایا کہ عنقریب تم کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی سعادت بیعت حاصل ہونے والی ہے۔ ایک رات خواب میں دیکھا کہ گویا میں ایک راستہ پر جا رہا ہوں جہاں کوئی دوسرا آدمی نہیں البتہ گذرنے والوں کے نقش قدم برابر موجود ہیں۔ چنانچہ انہی قدموں کے آثار پر راستہ طے کرنے لگا۔ تھوڑی دور جا کر دیکھتا ہوں کہ ایک نہایت صبح و ملیح شخص جن کی صاف و سنہری پیشانی میں ستارہ اقبال چمک رہا ہے۔ راستہ کے عین وسط میں بہ شان و شوکت بیٹھے ہیں۔ میں نے جب ان سے دریافت کیا تو ہاتھ کے اشارہ سے فرمایا میری طرف چلے

آؤ۔ ان کا یہ دل آمیز فقرہ سن کر میں خوش ہوا اور آہستہ آہستہ قدم بڑھایا بعد ازاں فرمایا اے آہستہ رو میں علی (کرم اللہ وجہہ) ہوں اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اس غرض سے بھیجا ہے کہ تمہیں آپ کی خدمت میں لے جا کر حاضر کروں۔ میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی ہمراہی میں دوڑتا چلا یہاں تک کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو گیا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے میرا ہاتھ اپنے ہاتھ کے نیچے رکھ کر اپنا ہاتھ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک میں دے دیا اور فرمایا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) حذاید ابوالرضا محمد، حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امیرالمومنین سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے بیعت لی۔ اس وقت میرے دل میں خطرہ گذرا کہ کیا آپ کے بیعت لینے کا یہی طریقہ ہے۔ یا کوئی اور حضرت کرم اللہ وجہہ نے اس خطرہ پر مطلع ہو کر فوراً فرمایا کہ تمام اولیاء اللہ کے حق میں اسی طرح وسیلہ بیعت میں ہی ہوتا ہوں۔ اس کے بعد اپنے اشغال و اذکار اور اسرار کی تلقین سے سرفراز فرمایا اور خطاب و توجہ سے عزت افزائی فرمائی۔ اس زمانے سے میں ذکر قلبی وہی میں مشغول ہوا اور تمام اشغال و وظائف مجھ پر نہایت آسان ہو گئے (حیات ولی صفحہ ۳۲۵ تا ۳۲۷)

(۲۶۸) حضرت مولانا محمد عابد عثمانی ڈابھلی "صوبہ گجرات (کاشیا واڑہ۔ بھارت) کے رہنے والے تھے۔ پوری عمر تبلیغ اسلام میں جنوبی افریقہ میں گذاری۔ مزار مبارک سبزی منڈی دہلی میں ہے۔ آپ نے باطنی نعمت حضرت شاہ ابوالخیر دہلوی قدس سرہ سے حاصل کی تھی۔ حضرت مرزا مظہر جان جاناں کے مرشد کا اسم گرامی شیخ الشیوخ نے حضرت محمد عابد عثمانی (سرہند سے متصل نام ایک جگہ کا نام ہے جہاں کے آپ رہنے والے تھے) تھا جو حضرت عبدالاحد سرہندی کے خلیفہ تھے۔ مرزا صاحب فرماتے تھے کہ جب میں نے حضرت شیخ الشیوخ محمد عابد قدس سرہ کی خدمت میں طریقہ

قادر یہ کی بیعت اور اجازت کے لئے عرض کیا تو آپ نے فرمایا کہ مراقبہ کرو۔ جب میں نے مراقبہ کیا تو دیکھا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مع صحابائے اکرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین اور اولیائے عظام تشریف فرما ہیں اور قطب الاقطاب حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ بھی موجود ہیں۔ پیران پیر حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ نے اس مجلس میں میرے سر پر قادر یہ خاندان کا تاج خلافت رکھا۔ پھر مجھے میرے پیر نے طریقہ مجددیہ پر حقیقت محمدی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی توجہ فرمائی تو دیکھتا کیا ہوں کہ میرے پیر کی جگہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں اور مجھے توجہ فرما رہے ہیں۔ پھر جبکہ توحید کے سمندر میں موجیں اٹھنے لگیں اور سمندر کی تہ سے سچے موتی کی سیپیاں برآمد ہونے لگیں تو دیکھتا کیا ہوں کہ دونوں جگہ یعنی میرے اور میرے پیر کی جگہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں (انوار العارفین از حضرت مولانا محمد عابد عثمانی ڈابھیلیؒ ایک ہزار صفحات پر مشتمل یہ کتاب اصلاح افلاق اور تزکیہ نفس کے لئے نہایت عمدہ ہے۔ بتان العارفین اور صراط مستقیم بھی آپ کی کتابیں ہیں)

(۲۶۹) قدوة کاملین حضرت مرزا مظہر جان جاناںؒ کا اصلی نام شمس الدین حبیب اللہ تھا۔ نہایت نازک مزاج اور لطیف طبع تھے۔ ۱۱۱۱ھ ۱۶۹۹ء میں پیدا ہوئے اور ۱۰ محرم الحرام بروز جمعہ ۱۱۹۵ھ مطابق ۱۷۸۰ء کو جام شہادت نوش فرمایا۔ دہلی میں مزار ہے۔ آپ نے فرمایا کہ جب شیخ الشیوخ خواجہ محمد عابد قدس سرہ نے مجھ کو بشارت حقیقت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم عطا فرمائی اور مجھے ان کے انوار سے فنا حاصل ہوئی تو میں نے دیکھا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے سامنے جلوہ افروز ہیں۔ پھر دیکھا کہ آپ بجائے میرے تشریف فرما ہیں اور بندہ آپ کی جگہ بیٹھا ہے۔ پھر دیکھا کہ دونوں جگہ آپ ہی جلوہ افروز ہیں اور پھر دیکھا کہ میں بیٹھا ہوا ہوں۔ (مشائخ نقشبندیہ مجددیہ صفحہ ۲۸۱)

حضرت مرزا مظہر جان جاناں "حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے صاحبزادے محمد بن الحنفیہ" کی اولاد سے تھے بلند مرتبہ سادات علوی ہونے کے ہمراہ تیموری سلاطین سے بھی آپ کی قرابت تھی۔ آپ کی پیدائش پر خود اورنگ زیب عالمگیر نے آپ کے والد مرزا جان کے نام پر آپ کا نام جان جان رکھا لیکن جان جاناں سے زیادہ شہرت حاصل کی۔ ذوق، دقیقہ رسی، علمیت، انصاف پسندی اور تصوف میں یگانہ روزگار تھے۔ آپ کی نفاست طبع اور نازک مزاجی کے واقعات اس کثرت سے ہیں اور اس قدر عجیب کہ انسان ان کو پڑھ کر دنگ رہ جاتا ہے۔ آپ نہایت رحم دل، خلیق، کریم النفس اور شریف الطبع تھے۔ شاعر، اردو زبان کے محسن اور صاحب تصنیف بزرگ تھے۔ "الشمید" از مولانا سید سلیمان ندوی میں ہے کہ حضرت مرزا جان جاناں "اور حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی" آپس میں مثل دو بھائیوں کی طرح تھے۔ "آثار الصنادید" میں ہے کہ نجف علی خاں حاکم دہلی مذہب رافضی تھا۔ (رفض کے معنی انکار اور رد کرنے کے ہیں اسی سے رافضی مشتق ہے یعنی مسترد کرنے والا)۔ دہلی میں بوجہ عیاشی صحت خراب ہونے کی بنا پر مر گیا۔ قبر ٹوٹ پھوٹ چکی ہے۔ اسی کے اشارے پر حضرت مرزا مظہر جان جاناں کی شہادت ہوئی۔ "امیر الروایات" میں صفحہ ۲۷۷ پر بھی یہی وجہ تحریر ہے۔ مرزا صاحب "کی تربت پر ان کا اپنا یہ شعر کندہ ہے

بہ لوح تربت من یا قند از غیب تحریرے

کہ اس مقتول راجز بے گناہی نیست تقصیرے

آپ کی تاریخ شہادت اس حدیث سے نکلتی ہے "عاش حمیدا و مات شہیدا" مرزا صاحب نے شہادت سے چند روز قبل ہی اپنے دوستوں اور مریدوں کو الوداعی خطوط لکھنے شروع کر دیئے تھے کہ دیکھو حوصلہ ہمت سے کام

لینا اور صبر کا دامن نہ چھوڑنا کہ میرا وقت قریب آچکا ہے۔ لوگوں کو تعجب تھا کیونکہ آپ بالکل تندرست تھے۔ کوئی گمان بھی نہ کر سکتا تھا کہ واقعہ شہادت پیش آگیا۔ قلب پر گولی لگنے کے باوجود تین روز زندہ رہنا بجز کرامت اور کیا تھا۔ مرزا صاحبؒ کے سجادہ نشین شاہ غلام علی دہلوی قدس سرہ کے علاوہ آپ کے دوسرے مایہ ناز خلیفہ حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ تھے جو اپنے عہد کے یگانہ روزگار عالم، قیہ، محدث و مفسر تھے (اپنے مرشد کے نام پر ”تفسیر مظہری“ آپ کی مشہور تفسیر ہے جس کا اردو میں ترجمہ ہو چکا ہے میں تو کہوں گا کہ ہر پڑھے لکھے مسلمان کو یہ تفسیر قرآن ضرور پڑھنی چاہیے۔ علم میں معتد بہ اضافہ کے ہمراہ دل و دماغ روشن ہو جاتا ہے) آپ کے شیخ و مرشد نے آپ کو ”علم الہدیٰ“ کا خطاب عطا فرمایا تھا۔ جس طرح حضرت نظام الدین اولیاءؒ حضرت امیر خسروؒ کے لئے فرمایا کرتے تھے، سر سید احمد خاںؒ سدس حالی کے لئے اور حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی قدس سرہ حضرت مولانا قاسم نانوتویؒ اور حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کے لئے فرمایا کرتے تھے اسی طرح مرزا صاحبؒ آپ کے لئے اکثر فرمایا کرتے تھے کہ اگر اللہ تعالیٰ نے مجھ سے کل روز حشر دریافت فرمایا کہ دنیا سے میرے لئے کیا تحفہ لایا تو عرض کروں گا کہ قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ کو لایا ہوں (ہفتاد اولیاء صفحہ ۴۴۲) مرزا صاحبؒ کے زخمی ہونے پر قاضی صاحبؒ نے سوا لاکھ مرتبہ یا سلام کا وظیفہ بھی پڑھا تھا مگر شہادت تو مقبوم ہو چکی تھی۔ قاضی صاحبؒ کو حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ بیہقی وقت کھاتے کرتے تھے۔ وصال ۱۸۰۵ء تا ۱۲۱۶ھ میں ہوا (رود کوثر) شیخ محسن اپنی کتاب جامع جنی میں فرماتے ہیں کہ مرزا جان جاناں کے جلیل القدر اصحاب میں سے قاضی ثناء اللہ اموی ثم عثمانیؒ ہیں۔ بہت بڑے قیہ، اصولی، زاہد اور مجتہد تھے۔ حنفی فقہ میں بعض مسائل کا خود استخراج فرمایا تھا۔ فقہ، تفسیر اور زہد کے مسائل پر آپ کی مشہور تصانیف ہیں۔ موصوف کے مرشد اور استاد حضرت مرزا صاحبؒ

آپ پر فخر کیا کرتے تھے۔ جنہوں نے خود الحاج شیخ محمد افضل سیالکوٹی سے حدیث پڑھی تھی۔ اور مجددی طریقہ امام ربانی کے عالی مرتبت خلفاء سے حاصل کیا تھا۔ حضرت مرزا صاحب کے علم و فضل اور جلالت شان کی شہادت حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، حضرت مولانا فخر الدین دہلوی، الحاج مولانا فاخرالہ آبادی اور خود آپ کے استاد شیخ محمد افضل سیالکوٹی جیسے عظیم آئمہ تصوف اور محدثین نے دی ہے۔ مشہور محدث محمد حیات سندھی ثم مدنی کا قول ہے کہ اگر کوئی حدیث فقہ حنفی کے خلاف وارد ہو اور مرزا جان جاناں اس حدیث کی توثیق کریں تو اس حدیث پر عمل کر لینا چاہیے۔

(۲۷۰) حضرت مرزا مظہر جان جاناں نے فرمایا کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپ ہاتھی پر سوار ہیں۔ نیچے اتر کر فرمایا کہ آؤ ہم اور تم دونوں آپس میں اپنے شانے ملائیں مگر خواب کی تعبیر کچھ بھی سمجھ میں نہ آئی۔ (مشائخ نقشبندیہ مجددیہ صفحہ ۲۹۳)

(۲۷۱) حضرت مرزا مظہر جان جاناں نے خواب میں دیکھا کہ گویا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گود میں لیٹا ہوا ہوں اور آپ کی مبارک سانس سے مجھے راحت مل رہی ہے۔ اسی اثناء میں مجھے پیاس لگی۔ وہاں پیر زادگان سرہند شریف موجود تھے۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کو پانی لانے کو فرمایا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ تو میرے پیر زادے ہیں آپ نے ارشاد فرمایا کہ میرے حکم کی تعمیل کرتے ہیں۔ پس وہ پانی لائے جو میں نے خوب سیر ہو کر پیا۔ پھر میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ مجدد الف ثانی کے حق میں کیا فرماتے ہیں؟ آپ نے ارشاد فرمایا کہ ان کی مانند میری امت میں کون ہے؟ میں نے عرض کیا ان کے مکتوبات بھی آپ کی نظر سے گذرے۔ آپ نے فرمایا اگر یاد ہوں تو پڑھو۔

میں نے ایک مکتوب کا یہ مضمون پڑھا ”اللہ تعالیٰ وراء الوراثم وراء الوراثم وراء الوراثم وراء الوراثم“ آپ ”یہ سن کر نہایت محفوظ ہوئے اور چند بار پڑھوایا۔ (مشائخ نقشبندیہ مجددیہ از مولانا محمد حسن نقشبندی مجددی)

حق تعالیٰ کی شان تو وراء الوراثم وراء الوراثم وراء الوراثم (بڑی ارفع و اعلیٰ ہے) انبیاء علیہم السلام اور اولیائے کرام کو بھی اپنے اوپر قیاس کرنا جائز نہیں۔ جیسی تو مولانا روم فرماتے ہیں۔

کم کے زبدال حق اکلا شد
کہ انہوں نے اللہ کے اولیاء کو پہچانا نہیں
اولیاء راہم چو خود پنداشتند
اولیاء اللہ کو اپنے ہی جیسا گمان کیا
ماو ایشل بستہ خواتیم و خور
وہ بھی ہماری طرح سوتے اور کھاتے پیتے ہیں
درمیاں فرقتے بود بے متہا
ان کے اور ہمارے درمیان بڑا فرق ہے
کرچہ ماند در نوشن شیر و شیر
اگرچہ دیکھنے میں یکساں ہو جیسے شیر و شیریکساں ہیں
شیر آل باشد کہ موم می خورد
شیر (درندہ) ہوتا ہے کہ آدمی جس کو کھاتے ہیں

جملہ عالم زیں سب گمراہ شد
دنیا اسی خام خیالی کیوجہ سے گمراہ ہو گئی
ہمسی با انبیاء برداشتند
اللہ کے پیغمبروں کی برابری اور ہمسی کا دعویٰ کیا
گفتہ اینک ما بشر ایشا بشر
اور کہنے لگے ہم بھی انسان ہیں وہ بھی انسان
ایں نہ دانستد ایشان از عمی
ان بیوقوفوں نے یہ خیال نہیں کیا کہ
کارپاکل را قیاس از خود بگیر
نیک لوگوں کے کاموں کو اپنے اوپر قیاس نہ کرو
شیر آل باشد کہ موم می خورد
شیر (درندہ) ہوتا ہے جو آدمی کو کھا جاتا ہے

(۲۷۲) ایک مرتبہ بعض افغانوں نے حضرت مرزا مظہر جان جاناں کی بشارات پر دل میں انکار کیا۔ آپ نے یہ بات اپنی فراست سے معلوم کر کے فرمایا کہ اگر تم کو اعتبار نہیں تو اکابرین دین میں سے کسی کو مقرر کر لو کہ اس کی روح مبارک ظہور فرما کر بشارات کی شہادت دے۔ سب نے عرض کیا کہ

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح پر فتوح آ کر تصدیق فرمائے۔ آپ نے روح مبارک حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر فاتحہ پڑھی اور مع ان افغانوں کے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں متوجہ ہو گئے۔ سب نے دیکھا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور ان افغانوں کو زجر و تنبیہ فرما کر ارشاد فرمایا کہ مرزا صاحب (رحمتہ اللہ علیہ) کی بشارات سب صحیح ہیں۔ (مشائخ نقشبندیہ مجددیہ صفحہ ۲۸۳)

(۲۷۳) نجف علی خاں حاکم دلی عالی رافضی تھا۔ اس کی بیوی حضرت شاہ فخر الدین دہلویؒ کی معتقد تھی۔ ایک دن آ کر کہنے لگی کہ میرے میاں کے سینے میں دل کے مقام پر درد ہے۔ اس کے لئے دعا فرمائیں۔ شاہ صاحبؒ نے فرمایا کل آنا۔ آپ نے رات کو خواب میں دیکھا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے فرما رہے ہیں میرے منظر کو تیرے چہیتے نجف ملیحان کے اشارے پر اس کے آدمیوں نے شہید کر دیا۔ اس پر حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے غصہ میں نجف ملیحان کے دل پر تیر مارا۔ نجف علی خاں سو کر اٹھا تو اس کے دل کے مقام پر درد تھا۔ شاہ صاحبؒ نے یہ خواب صبح اس کی بیوی کو سنا کر فرمایا کہ جس کو حضرت علیؑ ماریں میری کیا مجال کہ میں اس کے لئے دعا کروں۔ جا کر اس سے کہہ دے کہ وہ اسی میں ہلاک ہو گا۔ عیاشی کی بنا پر اس کی صحت پہلے ہی خراب تھی۔ چند روز بعد ہی چل بسا۔ (قریب ۲۵ سال قبل جناب ڈاکٹر برہان احمد فاروقی ایم اے۔ پی ایچ۔ ڈی (علیگ) نے لاہور میں مجھے یہ واقعہ سنایا تھا جسے خود انہوں نے کوئی ۶۰ سال قبل علی گڑھ یونیورسٹی لائبریری کی کسی مستند کتاب میں پڑھا تھا۔

(۲۷۴) عاشق ربانی حضرت مولانا شاہ فخر الدین دہلوی عرف شاہ فخر صاحبؒ بن شاہ نظام الدین اورنگ آبادیؒ ۱۱۲۶ھ ۱۷۱۷ء میں اورنگ آباد (ریاست

حیدر آباد دکن کا مشہور شہر) میں پیدا ہوئے تھے۔ عنقواں شباب ہی سے آپ چراغ مجلس روحانیاں بن کر چمکے۔ آپ کے ایک متوسل نے اپنی اس آرزو کا بکمال خلوص اظہار کیا کہ میں خواب میں حق تعالیٰ جل مجدہ کی زیارت کرنا چاہتا ہوں۔ کوئی تدبیر بتائیے۔ شاہ صاحبؒ نے برجستہ فرمایا کہ آج رات کو نماز عشاء پڑھے بغیر سو جانا تو تم کو خواب میں حق تعالیٰ کی زیارت ہو جائے گی۔ سائل اس تدبیر سے مطمئن نہ ہوا۔ اور عشاء پڑھ کر سویا اور زیارت نہ ہوئی صبح کو شیخ سے پھر اظہار آرزو کیا۔ آپ نے فرمایا تدبیر میں نے بتا دی پر تم نے عمل ہی نہیں کیا۔ اس پر چوتھی شب سائل نے ہمت کی اور عشاء کے فرض اور وتر ادا کئے اور سنتیں ادا کئے بغیر سو گیا۔ خواب میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی۔ آپ نے ارشاد فرمایا بھائی ہم نے کیا قصور کیا تھا جو ہماری سنتیں ترک کر دیں؟ آنکھ کھلی تو گھبرا کر اٹھا۔ وضو کیا اور نہ صرف یہ کہ سنتیں ادا کیں بلکہ صبح تک توبہ و استغفار کے ساتھ عبادت میں مشغول رہا اور صبح تمام قصہ شیخ کو جاسنایا۔ اس پر شاہ صاحبؒ نے فرمایا کہ اگر عشاء کے فرض ادا کئے بغیر سو جاتے تو خواب میں تمہیں حق تعالیٰ کی زیارت نصیب ہوتی اور بعینہ یہی بات حق تعالیٰ کرتے اور اس طرح زیارت حق تعالیٰ بھی نصیب ہوتی اور وقت پر نماز عشاء بھی ادا ہو جاتی (اس واقعہ کی جو عالمانہ اور عارفانہ توجیہ سلطان المشائخ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی قدس سرہؒ نے فرمائی ہے اس نے کتاب و سنت کے مقام عظمت کو بھی برقرار رکھا ہے اور حضرت مولانا شاہ فخر الدین دہلویؒ کے منصب شیخیت و علم کی بھی پوری پوری پاسداری فرمائی ہے۔ فرماتے ہیں کہ طریق سلوک میں طالبین دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک وہ جن کی منجانب اللہ محبوبیت و مطلوبیت ہوتی ہے اور ربانی تصرفات ان کے حق میں نا فرمانی و عصیان کی راہیں مسدود کر دیتے ہیں۔ یہ مقبولین اگر بتقاضائے بشریت آمادہ عصیان ہو بھی جائیں تو گرد و پیش میں اتنی رکاوٹیں پیدا

ہو جاتی ہیں کہ انہیں بہ تکلف ہی سہی ترک معصیت کرتے ہی بن پڑتی ہے۔ ایسے مقبولین ”مرادین“ کے لقب سے لقب کئے جاتے ہیں۔ دوسرے طالبین وہ ہیں جو کہ بقدر ریاضت و مجاہدہ عروج حاصل کرتے ہیں لیکن اگر بقدر اطاعت اوپر جاتے ہیں تو بقدر عدم اطاعت یا معصیت نیچے بھی آتے ہیں۔ اور طبعی انداز پر ان کا یہ سلسلہ عروج و زوال ان کی اطاعت یا معصیت پر مبنی ہوتا ہے۔ ان کو ”مریدین“ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت شاہ صاحبؒ باطنی انکشاف سے یہ معلوم کر چکے تھے کہ سائل ”مرادین“ میں سے ہے جو اگر قبل ادائے نماز عشاء سو گیا تو اس کی ”مرادیت“ اس صورت ترک صلوٰۃ کو پوری رات چلنے نہ دے گی اور حق تعالیٰ کا رویائی دیدار اس کو نصیب ہوگا اور وقت عشاء کے اندر اندر اس کو بیدار کر کے نماز ادا کر لی جائے گی۔ نیز صاحب واقعہ کا سنت عشاء پڑھے بغیر سو جانا اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اس کو بیدار فرمانا اس توجیہ کی توثیق بھی کر رہا ہے (حیات صحابہ جلد اول مولفہ حضرت مولانا محمد یوسف کاندھلوی قدس سرہ، اردو ترجمہ صلاح الدین ناصر انصاری بی۔ اے علیگ صفحہ ۱۰ تا ۱۱)

فخر الملت والدین مولانا فخر الدین کی تاریخ رحلت ”خورشید دو جہانی“ ہے۔ آپ کے والد بزرگوار شیخ اٹیوخ حضرت شیخ شہاب الدین سروردی کی اولاد سے تھے۔ اودھ کے رہنے والے تھے۔ بچپن میں یتیم ہو کر دہلی آ گئے تھے۔ حضرت شیخ کلیم اللہ جہان آبادی سے خرقہ خلافت حاصل کیا۔ اورنگ آباد کے شاہ ولایت بنا کر دکن بھیجے گئے۔ جہاں ایک لاکھ دکنی آپ کے مرید ہوئے اور خود نواب نظام الملک آصف جہاں بہادر بھی آپ سے بیعت ہو گئے۔ مزار اورنگ آباد میں ہے۔ ۱۱۴۲ھ میں وصال ہوا۔ آپ کے بیٹے مولانا فخر الدین فخر جہاں شاہ جہاں آبادی نے دہلی میں رہ کر بڑا کام کیا اور اطراف کی سر زمین میں خلفاء بھیجے جن میں مولانا نور محمد مہاروی کو پنجاب بھیجا جنہوں نے خانقاہ تونسہ

شریف (ضلع ڈیرہ غازی خاں کے بانی خواجہ سلیمان تونسوی) اور گولڑہ شریف (ضلع راولپنڈی) اور جلال پور (ضلع گجرات) اور چاچڑاں کے بزرگوں کو مرید کیا۔ خود بہادر شاہ ظفر حضرت مولانا فخر الدین دہلویؒ کے خلیفہ تھے اور سلسلہ سہروردیہ چشتیہ قادریہ، نقشبندیہ اور گیردیہ میں نہ صرف مرید تھے بلکہ صاحب اجازت بھی تھے اور مرید بھی کرتے تھے۔ اس آخری چراغ خاندان تیموریہ کو دنیا ایک شاعر ہی کی حیثیت سے جانتی ہے۔ بہت کم لوگوں کو یہ علم ہے کہ بہادر شاہ ظفر ایک صاحب سلسلہ بزرگ بھی تھے اور تصوف و علوم باطنی میں ان کا درجہ بہت بلند تھا۔ ایام جنگ آزادی ۱۸۵۷ء میں ایک روز فرمایا کہ گولے روکتے روکتے میرے ہاتھ جھلس گئے ہیں۔ دیکھ لو ان میں کس قدر سرخی ہے۔ سو نگھنے سے بارود کی بو بھی محسوس ہوگی۔ جتنا حکم تھا کر چکا مگر اب حکم ایزدی میں چارہ نہیں۔ رنگوں میں رات بھر عبادت و نوافل میں مشغول رہتے تھے۔ دن دن بھر تلاوت کرتے اور اپنے حجرے سے بہت ہی کم باہر آتے تھے۔ حکومت کو درخواست دی کہ مجھے پنشن اور سامان کی ضرورت نہیں صرف مہرولی میں رہنے کی اجازت دی جائے تاکہ بقیہ زندگی مزار پیر کی جا روپ کشی میں گزار دوں مگر ظالم انگریز حکمرانوں نے اس ولی صفت بادشاہ کی اس خواہش کو ٹھکرا دیا۔

(۲۷۵) . فخر المحدثین حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ سے ایک مرید نے عرض کیا کہ تین دن گزرے میں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت کی صورت میں دیکھا گویا کہ مجھ کو توجہ دے رہے ہیں۔ میں نہایت مسرور ہوا۔ اس وقت سے میرا دل سبک اور ہلکا ہو گیا اور دل میں اس شکل و صورت کی محبت بہت کچھ اثر کئے ہوئے ہے۔ ایک مرید نے عرض کیا کہ اگر رسول پاک (صلی اللہ علیہ وسلم) کو دوسرے آدمی کی شکل میں دیکھا جائے تو اس کا کیا حکم ہے؟ آپ نے فرمایا کہ اس میں مختلف آرا ہیں۔ حضرت امام غزالیؒ کے نزدیک جس صورت میں دیکھے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا

جمال باکمال حقیقت میں دیکھنا ہے اور اگر دوسری صورت میں یعنی سیاہ رنگ وغیرہ میں دیکھا تو تعبیر کا محتاج ہے مگر اول صورت میں نہیں۔ رائج مذہب یہی ہے۔ چنانچہ ایک شخص نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سیاہ دیکھا۔ اس کے مرشد نے کہا کہ تیرے دین و ایمان میں کچھ خلل ہے اور محدثین کے نزدیک حدیث ”من رانی“ میں داخل نہیں ہوا۔ (تذکرہ عزیز یہ صفحہ ۵۳)

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ ۱۱۵۹ھ میں پیدا ہوئے اور والد بزرگوار حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کے وصال پر بمر ۱۷ برس ان کے جانشین مقرر ہوئے اور ۶۰ سال درس دیا اور علم حدیث جسے حضرت شاہ ولی اللہؒ نے از سر نو ہندوستان میں رائج کیا تھا اس کا فیض ملک میں عام کیا۔ آپ کا حافظہ بہت زبردست تھا۔ ایک سو پچاس علوم کا مطالعہ کیا تھا۔ معلومات بید و وسیع تھیں۔ حافظ قرآن و حافظ حدیث ہونے کے علاوہ تین لاکھ اشعار یاد تھے عربی، فارسی اور بھاشا کے۔ تعبیر خواب اور حاضر جوابی میں آپ کا جواب نہ تھا تفسیر عزیز، تحفہ اثنا عشریہ اور دیگر کئی کتب کے مصنف ہیں۔ نہایت حلیم الطبع اور مرنجان مرنج قسم کے عالم تھے۔ سراج الہند، طاؤس العلماء حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ نے ۸۰ برس کی عمر پا کر ۱۲۳۹ھ میں دہلی میں وصال فرمایا اور اپنے بزرگوں کے قبرستان میں والد بزرگوار کے پہلو میں دفن ہوئے۔ چھوٹے بھائی شاہ رفیع الدین ۱۱۶۳ھ - ۱۷۴۹ء میں پیدا ہوئے اور ۱۲۳۳ھ میں وصال فرمایا۔ آپ کا قرآن پاک کا تحت اللفظ ترجمہ مقبول اٹام ہے۔ تیسرے بھائی شاہ عبدالقادرؒ ۱۱۶۷ھ - ۱۷۵۳ء میں پیدا ہوئے اور عمر ۶۳ برس ۱۸۱۵ء - ۱۲۳۰ھ میں وصال فرمایا۔ آپ نے قرآن پاک کا با محاورہ ترجمہ کیا جس کا تاریخی نام ”موضع القرآن“ ہے اور جواب تک بید مقبول ہے۔ پوری زندگی مسجد میں معکف رہے۔ چوتھے اور سب سے چھوٹے بھائی شاہ عبدالغنیؒ تھے جو شاہ اسماعیل شہید کے والد تھے اور چاروں بھائیوں میں سے سب سے پہلے انتقال

کر چکے تھے۔ اس کے بعد تیسرے پھر دوسرے اور سب سے آخر میں سب سے بڑے بھائی شاہ عبدالعزیزؒ نے اس دارفانی سے رحلت فرمائی۔ نقلی علوم کی تعلیم سید العلماء شاہ عبدالعزیزؒ کے سپرد تھی۔ عقلی مسائل کی تحقیق شاہ رفیع الدینؒ کرتے تھے اور کشفی مسائل میں شاہ عبدالقادرؒ بے حد ممتاز تھے۔ اس طرح علم کے تینوں ذرائع یعنی عقل، نقل، اور کشف کی مدد سے تینوں بھائی ایک جامع سوسائٹی کو وجود میں لانے کی سعی فرماتے رہے اور آئمہ الانقلاب ثابت ہوئے۔

(۲۷۶) حضرت مولانا خالد کردیؒ حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ کے خلیفہ تھے۔ ایک روز مسجد نبوی (علیٰ صاحبہا صلواتہ و سلاما) میں مجمع علما میں بیٹھے تھے کسی شخص نے ذکر کیا کہ جس شخص کا عقیدہ اہلسنت و الجماعت کا ہو اور مسلمہ حدیث کی سند ہو اور نقشبندیہ سلسلے میں استفادہ کیا ہو وہ بڑا خوش نصیب ہے۔ مولاناؒ نے فرمایا میرا طریقہ اہلسنت و الجماعت کا ہے اور سند حدیث حاصل ہے۔ سب دعا کرو کہ بواسطہ روح پاک حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طریقہ نقشبندیہ کا فیض حاصل ہو۔ سب نے دعاء کی۔ رات کو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت بابرکت سے مشرف ہوئے۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ دہلی میں شاہ غلام علی کے پاس جاؤ۔ ۱۲۲۳ھ میں دہلی پہنچے۔ نو ماہ حضرت شاہ صاحبؒ کی خدمت میں حاضر رہے پھر خلافت عطا کر کے بوقت رخصت کردستان کی قطیعت کی بشارت دی۔ آپ نے اپنے وطن کردستان واپس آگئے جہاں آپ کو بے پناہ مقبولیت حاصل ہوئی (مشائخ نقشبندیہ مجددیہ)

آپ کی وجہ سے دولت عثمانیہ (ترکی) میں نقشبندیہ مجددیہ طریقہ خوب رائج ہوا۔ جب مصطفیٰ کمال پاشا نے صوفیہ سلسلوں کو ختم کیا تو صرف استنبول (سابق قسطنطنیہ) میں اس سلسلے کے ۲۷ تکیے تھے۔ آپ کا نسب والد کی جانب سے سیدنا عثمان غنیؓ سے جا ملتا ہے جبکہ والدہ سادات علویہ سے تھیں۔ آپ اپنے

مرشد گرامی کے مشورہ سے سراج الہند شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ جو اپنے زمانہ کے ملک العلماء تھے کی صحبت میں بھی رہے۔ شاہ صاحبؒ نے آپ کو اپنے علوم کی روایات کرنے کی اجازت دی تھی۔ آپ نے علماء ہند میں حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ کی مدح فرمائی ہے۔ آپ نے اپنے خطوط میں ”حضرات ثلاثہ“ کی اصطلاح خاص طور پر استعمال کی ہے۔ ”حضرات ثلاثہ“ کی اصطلاح اہل دلی کی زبان میں شاہ عبدالعزیزؒ اور آپ کے دونوں بھائیوں مولانا شاہ رفیع الدینؒ اور مولانا شاہ عبدالقادر کے لئے بولی جاتی تھی۔ حضرت خالد کردیؒ کا وصال ۱۲۳۲ھ میں ہوا۔

(۲۷۷) عارف باللہ عاشق رسول اللہ حضرت شاہ عبدالغنی نقشبندیؒ ایک مرتبہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار پر انوار سے مشرف ہوئے۔ عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ”من رائی فقد رای الحق“ یعنی جس نے مجھے دیکھا گویا اس نے حق کو دیکھا۔ کیا یہ آپؐ کی حدیث ہے؟ آپ نے اشاد فرمایا کہ بے شک یہ میری حدیث ہے (انوار العارفین صفحہ ۲۲)

آپ نے فرمایا کہ آدمی چار قسم کے ہوتے ہیں۔ نامرد، مرد، جوانمرد، فرد، دنیا کے سب طالب نامرد ہیں۔ آخرت کے طالب مرد ہیں۔ آخرت اور دیدار الہی کے طالب جوانمرد ہیں اور فقط اللہ تعالیٰ کے طالب فرد ہیں فرمایا کتابیں جن کی نظیر نہیں تین ہیں۔ کلام اللہ شریف۔ بخاری شریف۔ مشنوی مولانا روم۔ فرمایا کہ اللہ کے وعدے ہماری جاگیریں ہیں ظاہری جاگیروں سے کیا سروکار۔ نماز کی پابندی، قرآن پاک کی تلاوت، درود شریف کا ورد، لا الہ الا اللہ کا ذکر اور اللہ اللہ کا تصور ایسی چیزیں ہیں کہ ناممکن ہے کہ جن کی برکات ظاہر نہ ہوں۔ اگر زندگی میں کسی وجہ سے ظاہر نہ ہوئیں تو مرنے کے بعد تو ضرور ظاہر ہونے والی ہیں۔ گناہی اختیار کرو کہ تمہارا مذہب برباد نہ ہو۔ تمام

حکمتوں اور عقلمندیوں کا سرا اور بھید خوف الہی ہے کہ اس خوف کی وجہ سے اس میں حکمت کا دروازہ غیب سے کھل جاتا ہے۔

(۲۷۸) محترمہ گوہر بیگم (سزائیڈ مرل مظفر حسن) نے ستمبر ۱۹۹۰ء میں خواب دیکھا کہ میرے سامنے میری بہو بیٹھی ہے۔ اس کے پاس بڑے سائز کا ایک قرآن پاک اور چند حدیث پاک کی کتابیں رکھی ہیں۔ ان سب کو نہایت ذوق و شوق اور دل و جان سے پڑھنا میرا روزانہ کا معمول ہے۔ میری بہو مجھ سے پوچھتی ہے کہ امی یہ بتائیں کہ آپ نے کسی بزرگ کی خواب میں زیارت کی ہے؟ تو میں کہتی ہوں کہ ہاں میں نے اپنے آقائے نامدار حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی ہے اور وہ خواب اس طرح ہے۔ پانی میں ڈوب کر جب میرے بیٹے کا انتقال ہوا تو میں بے حد مغموم اور پریشان رہتی تھی۔ اسی عالم میں ایک رات خواب میں اماں کے ساتھ دروازے پر گئی۔ ان سے کہا آپ یہیں ٹھہر جائیں اور خود اندر چلی گئی۔ صحن عبور کر کے ایک کمرے میں داخل ہو گئی۔ سر جھکا کر کھڑی ہوں اور آنکھوں سے بے اختیار آنسو جاری ہیں۔ سامنے میرے آقا (صلی اللہ علیہ وسلم) کالی کالی میں کھڑے ہیں نہ میں سر اٹھاتی ہوں نہ کچھ بولتی ہوں نہ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کچھ فرماتے ہیں۔ بس اپنا دست مبارک میرے سر پر رکھ دیتے ہیں۔ قریب دس منٹ اسی طرح گزر جاتے ہیں۔ میرا دل کہہ رہا ہے کہ یہ ہمارے آقا (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں۔ باہر آکر میں اپنی اماں سے کہتی ہوں کہ جائیے اب آپ کی باری ہے۔ وہ جاتی ہیں۔ ان کے واپس آنے پر میں ان کے ہمراہ اپنی بہن آصفہ کے گھر چلی جاتی ہوں۔ وہ دریافت کرتی ہیں کہ آپ دونوں جس مقصد کے لئے گئی تھیں (یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قدم بوسی کے لئے) وہ حاصل ہوا؟ میں کہتی ہوں کہ ہاں دس منٹ تک میرے آقا (صلی اللہ علیہ وسلم) میرے سر پر اپنا دست مبارک رکھے رہے اور میں بہت خوش ہوں اور اس قدر چین اور سکون ہے کہ بیان کرنا مشکل ہے۔ پھر میری آنکھ کھل گئی۔ (بہو کو یہ خواب سنا کر کہتی ہوں کہ اس خواب پر میری

دو چار زندگیاں نہیں اگر پچاس زندگیاں ملیں تو وہ بھی قربان کر دوں) (غیر مطبوعہ)
اپنے ۱۰ اکتوبر ۱۹۹۱ء والے خط میں مجھے (مؤلف کتاب ہذا) تحریر کیا ہے
کہ آپ کراچی ہمارے گھر آئے ہیں اور دریافت کر رہے ہیں کہ ہمارے آقا
نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کیسے ہیں؟ تو میں کہتی ہوں بخیریت ہیں۔ اچھے ہیں بس یہ
خواب یہاں ختم ہو گیا۔

اسی خط میں تحریر ہے کہ میری دوسری بیٹی اپنے میاں کے ساتھ عمرہ کرنے
چلی گئی اور اپنے بیٹے اور بیٹی کو میرے پاس چھوڑ گئی۔ دونوں بچے قرآن مجید
پڑھ چکے ہیں۔ میں اب انہیں ترجمہ پڑھا رہی ہوں۔ بچی اسماء جو نو دس برس کی
ہے بڑے شوق سے پڑھتی ہے۔ دو ماہ قبل اس نے خواب دیکھا جو اپنی ماں کو
سنایا۔ کہتی ہے اس نے دیکھا کہ کچھ لوگ آمنے سامنے دو گروپ میں کھڑے
ہیں۔ ایک طرف یہ کھڑی ہے اور سامنے کے گروپ میں میں کھڑی ہوں تو کسی
نے اس سے کہا کہ جا کر اپنی نانی والی سائیڈ میں کھڑی ہو جاؤ تو یہ آکر میرے
ساتھ کھڑی ہو گئی۔ پھر اس سے کسی نے کہا کہ یہ گروپ جنتی لوگوں کا ہے۔ یہ
خواب دیکھ کر وہ بہت خوش تھی۔ میں نے سنا تو مجھے بھی بہت تسکین حاصل
ہوئی۔ کیا عجب اللہ تعالیٰ اس خواب کو سچا کر دیں۔ یہ دنیا تو دو چار گھڑی کا قصہ
ہے۔

ماشاء اللہ یہ نہایت مبارک، نیک اور دیندار خاتون ہیں لکھتی ہیں اللہ
تعالیٰ سے دعاء ہے کہ آپ کو مع تندرستی دراز عمر عطا فرمائے۔ اور جس نیک
کام کو آپ برسوں سے کر رہے ہیں اسے بہت دن تک کرتے رہیں۔ جو کام
آپ کر رہے ہیں دراصل عبادت ہی کا حصہ ہے میرا تو یہ ایمان ہے اسی لئے
آپ کی یہ دونوں کتابیں (سیرت النبیؐ بعد از وصال النبیؐ) اور ”زیارت نبیؐ“
بحالت بیداری ”مارکیٹ سے منگا منگا کر جہاں دیکھتی ہوں یا محسوس ہوتا ہے کہ
کسی اللہ کی بندی یا بندے کو ذرا سی بھی اسلام سے محبت ہے یہ کتابیں تحفہ میں

دے دیتی ہوں کیونکہ اصل بات تو یہی ہے کہ ہم اپنے رب کی بزرگی اور اپنے آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک ذات کو پہچان لیں۔ بس پھر نیکی کے راستے از خود کھلتے چلے جاتے ہیں۔ میں تو جب اپنے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف مبارک پڑھتی ہوں تو آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے ہیں اور زبان سے بیساختہ یہ نکلتا ہے کہ رب کریم آپ نے اتنے پیارے اور عظیم نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو عطا فرمائے۔ اس عظیم نعمت کے دینے پر ہم کہاں سے الفاظ لائیں اور کیونکر آپ کا شکر ادا کریں۔

(۲۷۹) حضرت شیخ سلیم چشتیؒ نبیرہ حضرت بابا فرید الدین گنج شکرؒ کے تھے جو فاروقی تھے۔ حضرت شیخؒ ماں کی طرف سے عثمانی تھے۔ آپ کے والد شیخ بہاؤ الدین چشتی پاکٹن سے لدھیانہ آکر بس گئے تھے۔ وہاں سے ۸۸۳ھ میں دہلی میں سرائے حضرت شیخ علاؤ الدین زندہ پیر میں سکونت پذیر ہو گئے جہاں ۸۸۳ھ میں حضرت شیخ سلیم چشتیؒ پیدا ہوئے۔ نو سال کے تھے کہ والدین کا انتقال ہو گیا۔ پھر آپ کے بڑے بھائی شیخ موسیٰ چشتیؒ دہلی سے آپکو قصبہ سیکری میں لا کر آباد ہو گئے جو آگرہ سے ۲۲ میل جنوب میں واقع ہے۔ یہ سیکروار راجپوتوں کی راجدھانی تھی اور اسے راجپوتانہ کا دروازہ سمجھا جاتا تھا۔ کوہستان اراولی یہیں سے شروع ہو کر راجپوتانہ سے گذرتا اجمیر شریف سے آگے تک چلا جاتا ہے۔ بابر اور رانا سانگا (بابر کی فوج ۲۰ ہزار اور رانا سانگا کی دو لاکھ تھی) کی جنگ یہاں سے پانچ میل جنوب موضع خانوا کے میدان میں ۱۵۲۷ء میں ہوئی تھی۔ (خانوا اب ریاست بھرت پور میں ہے) یہ جنگ خانوا جنگ مہابھارت ثانی کہی جاتی ہے جس میں بابر کا کیمپ سیکری میں تھا۔ مشہور ہے کہ سیکری ہی کی ایک مسجد میں بابر نے شراب نوشی سے توبہ کی تھی اور جام و سبو توڑ دیئے تھے۔ بابر کو اس جنگ میں فتح عظیم حاصل ہوئی تھی اور رانا سانگا زخمی ہو کر بھاگ کھڑا ہوا تھا۔ بابر نے فتح کی خوشی میں سیکری کو مبارک سمجھ کر شکاری کا لقب دیا تھا۔

سکری سے خانوا تک گنج شہداء چلا گیا ہے جو متبرک سمجھا جاتا ہے۔ یہیں شیخ موسیٰ چشتیؒ مقیم ہو گئے تھے۔

حضرت شیخ سلیم چشتیؒ حضرت بابا فریدؒ کی نویں پشت میں ہیں۔ آپ نے ۲۴ حج کئے اور ۳۰ سال مشرق وسطیٰ کے ممالک میں سیاحت کی۔ جن ایام میں آپ بہ دوران حج سابقہ مدینہ شریف میں مقیم تھے تو ایک مرتبہ آپ کو شب معراج میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی۔ آپ نے حکم فرمایا کہ تم شام میں شیخ ابراہیم عیاض کے پاس جاؤ جو حضرت خواجہ فضیل بن عیاض کے ارشد مریدوں میں تھے۔ پس آپ نے ان کے پاس پہنچ کر ان سے بیعت کی (معارج روحانی یعنی سوانح حیات حضرت شیخ سلیم چشتیؒ از سراج احمد عثمانی چشتی - ۱۹۶۳ء ۱۳۸۳ھ - (کراچی) صفحہ ۲۰ تا ۲۱)

(۲۸۰) ۵۹۶۳ھ میں حضرت شیخ سلیم چشتیؒ نے آخری حج کیا اور مدینہ طیبہ میں وفات کی تمنا کی خاطر ہجرت کا فیصلہ کیا۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بشارت دی کہ تم ہندوستان واپس جاؤ۔ وہاں کے لوگوں کو فیض پہنچاؤ۔ دین کی اشاعت کرو تمہاری تمنا پوری کی جائے گی اور تمہاری قبر کے لیے وہاں ہی مدینہ کی زمین قسمت کر دی جائے گی (معارج روحانی صفحہ ۲۰) (جو اہر فریدی۔ یہ کتاب عہد جہانگیری میں لکھی گئی تھی) ۲۹ شب ماہ رمضان المبارک ۱۵۷۱ھ، ۹۷۹ھ کو حضرت شیخؒ کا وصال ہوا۔ آپ کی قبر شریف مہن جامعہ مسجد فتح پور سکری کے شمالی گوشہ میں قریب وسط مہن میں بنائی گئی۔ جب قبر کے لئے پہاڑ کی چوٹی پر کھدائی کی جا رہی تھی تو پتھرلی چٹان میں رتیلی مٹی برآمد ہوئی۔ سب کو حیرت ہوئی اور اس طرح حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان مبارک کہ تم کو وہیں تمہارے وطن میں جائے دفن کے لئے زمین مدینہ ملے گی پوری ہوئی (معارج روحانی صفحہ ۲۱)

مہن ہی میں چند نہایت بلند بخت بزرگوں کی قبور ہیں جن میں چار میرے

(مصنف کتاب ہذا) کے قریبی عزیز ہیں۔ ۱۸ جولائی ۱۹۶۰ء کو یہاں دفن کئے گئے۔ جنازہ کراچی سے بعد نماز جنازہ بذریعہ ہوئی جہاز آگرہ پہنچایا گیا جہاں شاہی مسجد آگرہ میں نماز جنازہ ادا کی گئی جس میں آگرہ کے ایک لاکھ مسلمانوں نے شرکت کی۔ پانچویں آدمی ہیں جن کا جنازہ دور دراز مقام سے لا کر درگاہ شریف فتح پور سیکری میں دفن کیا گیا۔ (خانہادار) الحاج مولانا مولوی اختر عادل صاحب ڈبل ایم اے۔ ایل ایل بی۔ ایم ایل اے سینئر ایڈوکیٹ فیڈرل کورٹ آف پاکستان۔ مستقل صدر انجمن اسلامیہ اوقاف آگرہ و صدر کمیٹی درگاہ شریف فتح پور سیکری۔ ۲۶ نومبر ۱۸۸۶ء میں آپ یہیں پیدا ہوئے تھے۔ آپ کی قبر آپ کی دادی متونی ۸ جون ۱۸۸۸ء والد بزرگوار جناب ڈاکٹر عبداللہ متونی ۷ جولائی ۱۹۰۱ء اور والدہ محترمہ متونی ۷ اپریل ۱۹۳۴ء کی قبروں کی پائنتی بنی ہے۔ ۱۷ جولائی ۱۹۶۰ء کو کراچی میں وصال فرمایا تھا۔ تاریخ وفات منظر صدیقی سیمابی اکبر آبادی نے کیا خوب کہی ہے۔

فکر تاریخ ہے منظر تو پریشان کیوں ہو
کھدو جنت کے مکیں ہو گئے۔ اختر عادل

بادشاہ نور الدین جہانگیر حضرت شیخ سلیم چشتیؒ کی دعا سے پیدا ہوا تھا اس لئے آپ کا حد درجہ احترام کرتا تھا۔ اکبر اعظم نے جہانگیر کی والدہ جو دھا بائی لقب بہ مریم زمانی بیگم کے لئے سرخ پتھر سے محلات تعمیر کرائے تھے جو آج بھی فتح پور سیکری میں سیاحوں کے لئے کشش رکھتے ہیں۔ ریاست جو دھپور کے راجہ کی بیٹی تھی جو دھا بائی۔ اکبر نے ابوالفضل، فیضی اور بیربل کے مشورہ سے دین الہی ایجاد کیا تھا۔ ملحد ہو گیا تھا۔ جب اس کی ماں کا انتقال ہوا تو اس نے بھدرا کرایا تھا۔ یعنی داڑھی، مونچھ اور ابرو سب صاف! جہانگیر کو اس بات کا یقین تھا کہ اکبر دراصل ابوالفضل کی وجہ سے مجھ سے بے التفاتی برتا ہے۔ پس جہانگیر نے اپنے دوست نرسنگھ دیو، راجہ اور چھا (بندھیل کھنڈ) کے ذریعہ

ابوالفضل کو بمقام آنتری (ریاست گوالیار) قتل کرا دیا اور سر کاٹ کر جسم وہیں دفن کرا دیا۔ اور الہ آباد جہانگیر کے پاس ابوالفضل کا سر بھیج دیا۔ جس کے سوگ میں اکبر نے تین دن نہ کچھ کھایا نہ کچھ پیا۔ بعد میں باپ بیٹے میں مصالحت ہو گئی اور اکبر نے شیخو (جہانگیر) کو اپنا جانشین مقرر کرنا منظور کر لیا تھا۔ حضرت شیخ سلیم چشتی نے اپنے نام پر جہانگیر کا نام سلیم رکھا تھا جو بعد میں جہانگیر کے لقب سے سریر آرائے سلطنت ہوا۔

(۲۸۱) حضرت بابا جی شلبانڈی شریف (سوات) والے۔ آپ کا نام سید محمود شاہ تھا۔ والد ماجد بھی خدا رسیدہ بزرگ تھے۔ انہیں خواب میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ محمود شاہ کو اجمیر بھیج دو۔ اس وقت آپ جوانی میں قدم رکھ چکے تھے۔ اپنے بھائی کے ساتھ اجمیر شریف روانہ ہو گئے۔ ظاہری علوم کے درس سے فارغ ہو کر آپ حضرت خواجہ اجمیری کی درگاہ کے باہر مودب کھڑے ہو جاتے تھے چھ سال تک یہی معمول رہا۔ پھر حضرت خواجہ غریب نواز نے توجہ فرمائی اور دریافت فرمایا کیا چاہتے ہو؟ عرض کیا ”صرف اللہ کی رضا“ فرمایا درود شریف، استغفار، کلمہ طیبہ، سورہ اخلاص اور تشہد پڑھا کرو۔ پھر درود شریف اور استغفار کے مخصوص کلمات تلقین فرمائے اور حکم ہوا کہ خود بھی ان کا ورد رکھو اور دوسروں کو بھی ان کی تعلیم دو۔ حضرت بابا جی کے ارادت مندوں میں ہزاروں مرد اور عورتیں ایسی ہیں جن کا قلب جاری ہے۔ اس ”ذکر سلطانی“ کی تعلیم و تلقین حضرت خواجہ غریب نواز نے آپ کو عنایت فرمائی تھی۔ یہ دنیا کا کام بھی کر رہے ہیں اور دل کی دھڑکن اللہ اللہ پکار رہی ہے۔ بابا جی کو حضرت خواجہ غریب نواز کا یہ حکم بھی تھا کہ لنگر جاری کرنا۔ پس اجمیر شریف سے واپسی کے بعد شلبانڈی شریف میں برابر لنگر جاری رہتا ہے۔ جس میں انواع و اقسام کے کھانے، مرغ، سبزی، شد، تازہ پھل، حتیٰ کہ اگر کوئی مسافر دو بجے رات کو پہنچے تو اسے بھی گرم کھانا مل جاتا ہے۔ جنرل

ضیاء الحق کو بھی آپ سے بہت عقیدت تھی۔ ان سے فرمایا محرم میں بالخصوص سفر نہ کرنا دشمن گھات میں لگے ہوئے ہیں۔ مگر تقدیر کا لکھا کون ٹال سکتا ہے۔ صدر ضیاء الحق نے محرم میں بہاولپور کا سفر کیا اور حادثہ کا شکار ہو گئے۔ فرمایا مجھے تم سے مری ہوئی بلی کا چمڑہ تک نہیں چاہئے۔ بس اسلامی عدل کا نظام قائم کر دو اور ڈگر سے شلبانڈی شریف تک پختہ سڑک بنا دو تاکہ لوگوں کو آمد و رفت میں تکلیف نہ ہو۔ جنرل صاحب نے اس حکم کی فوراً تعمیل کر دی تھی۔

(۲۸۲) شلبانڈی شریف والے حضرت بابا جی کی عمر قریب ۹۵ سال ہو چکی تھی۔ کمزوری بہت تھی۔ کھانسی جان لیوا بن چکی تھی۔ ۲۸ جنوری بروز پیر ۱۹۹۱ء وفات سے ایک گھنٹہ پہلے اپنے صاحبزادے بابر شاہ کو قریب بلایا اور فرمایا کہ ابھی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تھے اور مجھے پکڑ کر ارشاد فرمایا ”بادشاہ جان! اللہ کا حکم ہے تمہیں بھی ماننا ہے اور مجھے بھی ماننا ہے“ یہ انتقال کی خبر تھی مگر صاحبزادے کا ذہن اس طرف نہ گیا۔ کچھ دیر بعد ایک بچہ نے آخر خبر دی کہ بابا جی کی طبیعت بہت خراب ہو گئی ہے۔ فوراً بابر شاہ آئے باپ کو بازوؤں میں اٹھا لیا کہ اب وزن ہی کیا رہ گیا تھا۔ بابا جی نے اپنے بیٹے کو دیکھا گویا نگاہ واپس ڈال رہے ہوں۔ پھر ایک ہچکی لی اور اپنی جان جان آفریں کو سوپ دی (انا للہ وانا الیہ راجعون) ۲۹۔ جنوری کو جنازہ اٹھا۔ بڑے بوڑھوں کا کہنا ہے کہ اتنا بڑا جنازہ علاقہ کی تاریخ میں نہیں ہوا۔ حضرت بابر شاہ ہو ہو اپنے باپ کی تصویر ہیں۔ گریجویٹ اور عالم دین ہونے کے باوجود دیکھنے میں بدو اور درویش۔ بابا جی نے آپ کی خصوصی تربیت فرمائی ہے اور اب وہ آپ کی جگہ مسند ارشاد پر فائز ہیں (دونوں خواب میرے قدر دان مولانا کوثر نیازی مرحوم مغفور کے مضمون ”شلبانڈی شریف کے حضرت بابا جی“ سے ماخوذ ہیں جو روزنامہ جنگ راولپنڈی میں ۲ مارچ ۱۹۹۱ء کو شائع ہوا تھا۔ شلبانڈی ریاست سوات کے ضلع نیئر میں واقع ہے۔ کارپنڈی سے مردان، مردان سے

رستم اور ڈگر ہوتے ہوئے قریب چار گھنٹے میں شلبانڈی شریف پہنچتی ہے۔

(۲۸۳) صدر جنرل ضیاء الحق کو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے کئی مرتبہ سلام پہنچے اور پیغامات آئے مجدد ملت حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کے خلیفہ مولانا فقیر محمد صاحبؒ نے حال ہی میں وصال فرمایا ہے۔ پشاور رہتے تھے۔ نہایت متقی و پرہیزگار تھے۔ سعودی عرب کی نیشنلسٹی ملی ہوئی تھی۔ بس چھ ماہ پاکستان اور چھ ماہ سعودی عرب میں گزارتے تھے۔ پشاور کینٹ میں بارہ کینال زمین پر نہایت شاندار مسجد بارہ کروڑ روپیہ سے بنوائی ہے۔ آپ مدینہ منورہ میں روضہ اقدس (علی صاحبہا صلوة و سلاما) پر حاضر ہو کر مراقب ہوئے اور مراقبہ میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکالمہ ہوا۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مولانا! جنرل ضیاء الحق کو میرا سلام پہنچادو اور ان سے یہ بھی کہہ دو کہ اسلامی نظام کے نفاذ میں دیر نہ کریں۔ مولانا نے صدر ضیاء کو جب یہ پیغام پہنچایا تو کافی دیر تک ان کی آنکھوں سے آنسوؤں کی جھری لگی رہی۔ واقعہ شہادت سے سات آٹھ ماہ پہلے کا یہ واقعہ ہے۔ اسی وجہ سے صدر ضیاء الحق آخر زمانہ میں بڑی تیزی میں تھے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جو حکم آیا ہے اس میں تاخیر نہ ہو اور اس پر جلد از جلد میں عمل کر لوں اور تیزی سے اس کام میں لگ گئے تھے کہ نفاذ اسلام کی طرف سے فارغ ہو جاؤں (قومی ڈائجسٹ لاہور۔ شہید صدر ضیاء الحق نمبر۔ نومبر ۱۹۸۸ء صفحہ ۶۹)

(۲۸۴) جب اسلام آباد میں بین الاقوامی سیرت کانفرنس ہوئی تھی تو اس میں شرکت کے لئے دوسرے ممالک سے اسکالر خواتین بھی آئی تھیں۔ ان میں مصر کی زینب الغزالی بھی تھیں۔ پاکستان پہنچ کر انہوں نے کراچی میں خواب دیکھا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ایک سفید کاغذ اور قلم

دیا ہے۔ جاگنے کے بعد تعبیر سمجھ میں نہیں آرہی تھی۔ کہ اسلام آباد آگئیں۔ یہاں کانفرنس کی صدارت صدر ضیاء الحق نے کی۔ زینب الغزالی نے عربی میں صدر کو اپنا خواب سنایا جس کے دوران وہ زارو قطار روتے رہے۔ زینب الغزالی نے کہا یہی میرے خواب کی تعبیر ہے کہ اسلام کے مشن کے لئے صدر ضیاء الحق ہی مناسب آدمی ہیں۔ وہی اس کی پیروی اور سرپرستی کریں گے۔ میرا یہ کاغذ و قلم کا خواب اس طرح پورا ہوا ہے۔ (قومی ڈائجسٹ لاہور۔ شہید صدر ضیاء الحق نمبر۔ نومبر ۱۹۸۸ء صفحہ ۲۱۲)

(۲۸۵) حضرت والا نے اپنے ایک دفتر میں جس میں رویائے صالحہ تحریر فرماتے تھے تحریر فرمایا ہے کہ ایک رات حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت اس حال میں ہوئی کہ حضرات شیخین ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دائیں بائیں ہیں اور حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہما پیچھے ہیں۔ آپ سب حضرات تشریف لاتے ہیں اور والد صاحب حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کرتے ہیں کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری مغفرت کی دعا فرما دیجئے۔ جس پر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعا کے لئے ہاتھ اٹھاتے ہیں اور فرماتے ہیں ”یا اللہ فاضل کی مغفرت فرما“ اور یہی دعا تین بار دہراتے ہیں اور چاروں صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس دعا پر آمین کہتے ہیں۔ (شرفا کی اولاد سے دردمندانہ اپیل از مولانا محمد فاضل عثمانی مہاجر مکی صفحہ ۱۷ تا ۱۸) جناب محمد شاکر ابن محمد فاضل عثمانی مقیم مکہ مکرمہ فرماتے ہیں کہ حجر اسود اور طہم کے درمیان عین کعبۃ المشرفہ کے سائے میں دیوار سے متصل جنازہ رکھ کر نماز جنازہ ادا کی گئی اور تدفین جنت المعلیٰ میں صحابہ اکرام صلحاء اور اولیاء اللہ کے جوار میں ہوئی جس کے لئے بڑے بڑے اولیاء اللہ تمنا کرتے ہیں اور اس طرح حضرت والد صاحب کی وہ آخری

خواہش بھی پوری ہو گئی جس کے لئے انہوں نے بڑی قربانیاں دی تھیں (والد صاحب "قیام اللیل اور تہجد کا بہت اہتمام فرماتے تھے) مسلمانوں کی ابتر حالت دیکھ کر بہت طبیعت کڑھتی تھی۔ فرماتے یہ دولت و ثروت کتنے دن کی ہے۔ ہندوستان میں سب کچھ لٹا کر اور کٹ پٹ کر یہاں آئے ہیں۔ خرمستیوں کا نتیجہ اس سے بھی زیادہ بھیانک یہاں نکلنے والا ہے۔ خدا کے عذاب سے ڈرو۔

(۲۸۶) آج سے قریب ۱۵ سال قبل جب ہم لاہور میں غازی علم الدین شہید روڈ (سابق لٹن روڈ) پر باغیچہ نواب صاحب بہاولپور کی جامع مسجد کے مقابل قیام پذیر تھے ان دنوں میں نماز جمعہ بالالتزام اسی مسجد میں پڑھا کرتا تھا۔ ایک جمعہ امام مسجد قاری عطا اللہ صاحب کی دعوت پر جامعہ اشرفیہ کے شیخ الحدیث مولانا موسیٰ خاں صاحب خطبہ جمعہ سے قبل اجتماع سے خطاب کر رہے تھے اور اس روز وہ سفید بے داغ لباس میں ملبوس تھے۔ انہیں دیکھ کر میرے دل میں "معا" خیال آیا کہ ہمارے ان علماء دین کے کردار و عمل میں کتنا تضاد ہے اور یہ حضرات دوسروں کو تو اتباع سنت کی تلقین کرتے ہیں۔ صحابہ "کرام اور بالخصوص خلفائے راشدین" کے نظام حکومت اور طرز زندگی کو تازہ کرنا چاہتے ہیں لیکن خود ان کی زندگی میں اس کی جھلک نظر نہیں آتی۔ حضرت عمر فاروقؓ اپنے زمانہ خلافت میں جبکہ عراق اور ایران سے سیم و زر کے انبار ان کے قدموں میں ڈالے جا رہے تھے خود موٹے اور کھردرے، پیوند لگے لباس میں زندگی بسر کرتے رہے لیکن آج ہمارے یہ مولانا محترم بہترین سفید پوشاک زیب تن کئے بر سر منبر جلوہ افروز ہیں۔ بایں وجہ میں نے مولانا موصوف سے نماز جمعہ کے بعد ملاقات بھی نہیں کی۔ چند دن بعد یہ بات ذہن سے نکل گئی۔

اس واقعہ کے کچھ عرصہ بعد میں نے خواب دیکھا کہ ہزاروں لاکھوں افراد کا اجتماع ہے جس میں میں بھی شامل ہوں۔ یکایک ایک غلغلہ بلند ہوا کہ حضور ختمی مرتبت جناب رسالت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لارہے ہیں۔ نظر اٹھائی تو دیکھا کہ

فضائے نیلگوں میں ہر طرف نور ہی نور پھیلا ہوا ہے۔ اور دور سے آقائے دو جہاں سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نہایت پاکیزہ، سفید اور بیداغ لباس میں اسپ صبارفتار پر سوار تشریف لارہے ہیں۔ مجھ گناہ گار میں تاب نظارہ جمال کہاں تھی جو جی بھر کر چہرہ انور کو دیکھتا۔ نگاہیں خود بخود جھک گئیں مگر بے قراری اور اضطراب میں آپ کی سواری کے ساتھ دوڑتا جا رہا ہوں۔ معلوم ہوا کہ حضور (فداہ ابی و امی) صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری خان پور کی دینی درسگاہ مخزن العلوم جس کے سربراہ شیخ الحدیث حضرت مولانا عبداللہ درخواستی ہیں کی جانب جا رہی ہے۔ اسی دینی درسگاہ کی جامع مسجد کے ملحقہ احاطہ میں میرے پاکباز والد حضرت شیخ محمد قریشی قدس سرہ مدفون ہیں جہاں انہوں نے اپنی زندگی ہی میں اپنی مرقد تیار کرائی تھی۔ اسی دوران میری زندگی کا ما حاصل وہ ناقابل فراموش حسین ترین لمحہ آیا۔ جب میرا سر آقا و مولائے کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے پائے رکاب کے قریب آگیا اور مجھے اپنے ہاتھوں سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پائے اقدس میں کفش پہنانے کا شرف حاصل ہوا۔ زندگی میں اس سے بڑھ کر اور کیا عز و شرف ہوگا جو کسی خاک پائے رسول ہاشمی صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہو۔

ایک عرصہ تک میں نے اس خواب کا ذکر کسی سے نہیں کیا اس خیال سے کہ کہاں سرور دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم اور کہاں یہ گدائے خستہ جاں۔ سراپا گناہ و عصیاں میں ڈوبے ہوئے انسان کی زبان سے یہ بے پایاں لطف و کرم کی داستان کیسے بیان ہو۔ شاید طہارت و پاکیزگی جسم و لباس کے بارے میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت کا یہ بھی ایک انداز کریمانہ تھا۔ بڑے عرصہ بعد میں نے ڈرتے ڈرتے یہ خواب اپنے ایک روشن ضمیر دوست بیرثر ضمیر احمد خان کو سنایا۔ سن کر کہنے لگے ”بڑے ہی خوش قسمت ہو۔ شاید تم سے کوئی خدمت لی جائے گی“ جس سے کچھ ہمت بندھی تو پھر یہی

خواب میں نے انہی مولانا موسیٰ خاں صاحب کو سنایا جن کے بارے میں غلط تاثر تجلی خواب کے بعد ذہن سے یکسر محو ہو چکا تھا۔ ان سے دریافت کیا کہ کیا میں یہ خواب دوسروں کو بھی سنا سکتا ہوں۔ فرمایا اس میں کوئی امر مانع نہیں۔ یہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک سلسلہ تبلیغ و ہدایت ہے۔ اس لئے اس خواب کو جو ایک زندہ حقیقت کی طرح میرے لب و ذہن پر نقش ہے تحدیثِ نعمت کے طور پر سپردِ قرطاس کرنے کی جرات کر رہا ہوں اور سمجھتا ہوں کہ اس خواب کی تعبیر کے لئے مجھے کار کے اس حادثہ جانکاہ سے بچا لیا گیا جس میں استخوانِ شکستہ سے چور میں وادی موت میں پہنچ چکا تھا۔ میرے ڈاکٹروں اور تیمار داروں کو جہاں سے میری واپسی کی کوئی امید باقی نہ رہی تھی۔ اس خواب کی تعبیر ملک عزیز میں توہین رسالت کے قانون، قانون سزائے موت کی صورت تعزیرات پاکستان میں موجود ہے اور جس کی ابتداء اس بندہ ناچیز کی کوششِ بہیم سے ہوئی تھی اور بفضلِ تعالیٰ سال ۱۹۸۶ء میں مرحلہ تکمیل تک پہنچی۔ ”ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم“ (غیر مطبوعہ)

محمد اسماعیل قریشی نام کے دو سینئر ایڈووکیٹ سپریم کورٹ آف پاکستان میں پریکٹس کرتے ہیں۔ ان میں سے ایک ہمیشہ سیاہ شیروانی میں ملبوس نظر آتے ہیں۔ انہی نے مجھے اپنا یہ مبارک خواب ۲۷ رمضان المبارک ۱۴۰۹ھ مطابق ۳ مئی ۱۹۸۹ء کو لاہور میں عنایت فرمایا تھا جسے شامل کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔

(۲۸۷) جناب پروفیسر ڈاکٹر محمد عبدالستار خان ایم۔ اے۔ پی ایچ ڈی۔ صدر شعبہ عربی۔ عثمانیہ یونیورسٹی۔ حیدرآباد۔ دکن (بھارت) نے اپنے ۱۲ اپریل ۱۹۹۰ کے خط میں مجھے تحریر فرمایا ”آپ کی کتاب مستطاب، سیرت النبیؐ بعد از وصال النبیؐ“ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ایک دوست اور برادرِ طریقت جناب ڈاکٹر سید ابوسعید صاحب نے جو چیز ان (سعودہ عربیہ) میں برسرکار ہیں بطور تحفہ دیا۔

اللہ تعالیٰ موصوف کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ موصوف نے یہ بھی فرمایا کہ اس کتاب کے مطالعہ کے بعد ان میں ایک انقلاب آگیا اور وہ دین کی حقیقی نعمت سے سرفراز ہوئے۔ اس عاجز کی رائے میں آپ کی اس مبارک کتاب سے ایک امتی کو اپنے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے ربط کا ایک راز معلوم ہوا اور نہ معلوم کتنے حضرات کرام نے اس سے استفادہ کیا ہو گا۔ آپ کی یہ کتاب میرے ساتھ رہتی ہے اور میں وقتاً فوقتاً اس کا مطالعہ کرتا رہتا ہوں۔ ایک عرض یہ بھی ہے کہ دلی میں کسی ناشر سے بھی شائع کرائیں تاکہ استفادہ عام ہو جائے۔ یہ خط ڈاکٹر صاحب نے مجھے شکاگو (امریکہ) سے بھیجا تھا۔ ساتھ ہی یہ دو خواب بھیجے جو شکریہ کے ساتھ شامل کر رہا ہوں۔

میرے استاد اور مربی قیہ العصر حضرت مولانا ابوالوفاء افغانی علیہ الرحمۃ (م ۱۳۹۵ھ) حضرت غازی اور مجاہد کبیر اخوند صاحب سوات قدس سرہ کے انگریزوں سے جہاد کے واقعات دوران درس سنایا کرتے تھے۔ انگریزوں نے ۱۸۵۷ء میں جب ہندوستان پر اپنا تسلط قائم کر لیا تو افغانستان پر خالص ۵۰ ہزار انگریزی فوج سے جس میں ایک بھی غیر انگریز نہ تھا حملہ کیا اور کابل پر بھی اپنا اقتدار قائم کر لیا تھا۔ الحمد للہ جہاد افغانستان کی ایک عظیم تاریخ ہے۔ اس قوم نے بڑی سے بڑی طاقت کے آگے اپنا سرنگوں نہیں کیا۔ حضرت اخوند صاحب سوات زندگی پھر انگریزوں سے جہاد فرماتے رہے اور ایسے ہی حضرات کی روحانی اور باطنی قوت تھی کہ انگریزوں کے بعد روسی بھی اس مجاہد قوم کو زیر نہ کر سکے اور ۹ سال سرمارنے کے بعد فروری ۱۹۸۹ء میں اپنی افواج واپس بلا لیں۔

امیلہ نام کے مقام پر جو میدان جنگ تھا حضرت اخوند صاحب سوات کو انگریز کمشنر کا خط ملا کہ انگریز اس وقت بڑی طاقت کے مالک ہیں۔ آپ بے فائدہ لوگوں کو قتل کراتے ہیں۔ آپ بزرگ ہیں گوشہ نشینی اختیار فرمائیں۔ ہم تو صرف مجاہدین کو ملکانامی مقام سے نکالنے آئے ہیں جو آپ کے بھی مخالف

ہیں۔

حضرت اخوند صاحبؒ سوات نے جواباً تحریر فرمایا ”واقعی انگریز بڑی طاقت رکھتا ہے لیکن ان سے بھی بڑی طاقت اور منصف ہستی موجود ہے جس نے فرعون جیسی طاقت کو دریا میں غرق فرمایا اور نمود جیسے خدائی کے دعویٰ کو پھیر جیسی حقیر چیز سے ہلاک کرا دیا اور ابرہہ کو ہاتھیوں سمیت ابا بیلوں سے ختم کرا دیا۔ بے شک میں درویش اور فقیر ہوں لیکن آپ کیوں بار بار درویشوں اور فقیروں پر حملہ آور ہوتے ہیں“

انگریزوں نے اس پر کہا کہ ہم آپ کی زندگی میں تو اس ملک پر قابض نہیں ہو سکیں گے مگر آپ کے انتقال کے بعد ضرور قابض ہو جائیں گے۔ حضرت اخوندؒ نے جواب دیا ”شمشیر نیام میں ہے تو یہ حال ہے۔ جب انتقال کر جاؤں گا تو شمشیر بے نیام ہو جائے گی۔ انشاء اللہ تم قیامت تک افغانستان پر قابض نہ ہو سکو گے۔“

دوران جہاد ایک مرتبہ عین حالت نماز میں انگریز فوج نے آپ کا اور آپ کی جماعت کا محاصرہ کر لیا۔ دفعتاً ابر آ گیا۔ اور برسنے لگا اور گھپ اندھیرا چھا گیا۔ انگریز فوج پر ایسا رعب طاری ہوا کہ اس کے قدم اکڑ گئے اور جیسے ہی مجاہدین نماز سے فارغ ہوئے ان کا تعاقب کیا کئی ایک مارے گئے۔ اس واقعہ کا پس منظر میرے استاد مولانا ابوالوفاء نے فرمایا جس سے سالار بدر و حنین صلی اللہ علیہ وسلم کی حضرت اخوندؒ صاحب سوات کی مدد کے لئے تشریف لانے کی شہادت ملتی ہے:

اسی وقت ایک افغانی غلہ کے وزنی تھیلوں کو لائے ہوئے سوات نیر کی پہاڑی پر اپنے اونٹوں کو لئے چڑھ رہا تھا۔ راستہ کے نشیب و فراز کی وجہ سے تھیلے گر گئے۔ وہ اتنے وزنی تھے کہ یہ تنہا ان کو اونٹوں پر نہیں لاد سکتا تھا۔ اسی عالم پریشانی میں وہ حیران کھڑا تھا کہ چار سوار وہاں سے گذرے۔ اس

نے ان کو سلام کیا تو سب نے سلام کا جواب دیا اور چلے گئے۔ آخری سوار کو بھی جاتے ہوئے جب اس نے دیکھا تو مایوسی میں کہا۔ ماشاء اللہ آپ نیک لوگ ہیں لیکن اس غریب پر کسی کی توجہ نہیں۔ آخری سوار نے پوچھا تیرا کیا مسئلہ ہے۔ اس نے جواب دیا کہ ان وزنی تھیلوں کو لادنے میں آپ کی مدد درکار ہے۔ انہوں نے اپنے نیزہ سے جوں ہی تھیلوں کی طرف اشارہ فرمایا تو وہ تھیلے از خود اپنی اپنی سواریوں پر لد گئے۔ یہ دیکھ کر وہ بے حد حیران ہوا اور قسم دے کر دریافت کیا کہ آپ حضرات کون ہیں؟ ان آخری سوار نے جواب دیا۔ پہلے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ دوسرے سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں۔ تیسرے محی الدین حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ ہیں اور میں سید محمد گیسو دراز ہوں۔ یہ شخص ان چوتھے بزرگ سے واقف نہ تھا۔ جب گھر پہنچا تو دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ یہ دکن کے قطب ہیں (آخری سوار نے یہ بھی فرمایا کہ یہ افغانی ہمیں کیا ستا رہا ہے۔ ہم کو تو سوات کے اخوند صاحب کی مدد کو جلد پہنچنا ہے) (احوال العارفین تذکرہ قطب الاولیاء غازی اسلام حضرت اخوند عبدالغفور صاحب سوات قدس سرہ (م ۱۲۹۵ھ، ۱۸۷۷ء) مولفہ حافظ غلام فرید صاحب۔ نذیر سنز پبلشرز۔ ۲۰۱۷ء اردو بازار۔ لاہور۔ صفحہ ۱۰۵)

(۲۸۸) شیخ عثمان فودی المالکی القادری (۱۷۵۴ء تا ۱۸۱۷ء) نے

اٹھارویں صدی عیسوی میں الجزائر (افریقہ) کی ریاست حوصالینڈ میں پچاس برس تک اسلامی شریعت کو نافذ فرمایا تھا اور اسلامی حکومت قائم فرمائی تھی۔ اس کا پس منظر جناب شیخ عثمان علیہ الرحمہ کا یہ خواب ہے۔

خواب میں دیکھا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مع چاروں خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم اور پیران پیر حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ تشریف لائے اور آپ کو ایک تلوار عنایت فرمائی۔ حضرت شیخ عثمان اپنے پچاس

ہزار مریدین کے ہمراہ پھر بادشاہ کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا کہ تم تخت چھوڑ دو ورنہ مقابلہ کے لئے آ جاؤ۔ وہ مرعوب ہو کر حکومت سے دست بردار ہو گیا چنانچہ آپ نے پچاس برس تک حوصالینڈ میں شرعی حکومت قائم فرمائی جس کو انگریز نے آ کر ختم کیا۔

پروفیسر ڈاکٹر محمد عبدالستار خاں صاحب نے یہ واقعہ شیخ عبداللہ حکیم خطیب جامعہ مسجد۔ ٹورنٹو (کینیڈا) سے سنا جنہوں نے اس کے لئے اس کتاب کا حوالہ دیا۔

REVOLUTION IN HISTORY
THE JIHAD OF USMAN DON FODIS
BY
IBRAHIM SULAIMAN
NEW YORK, U.S.A

(۲۸۹) سیدی شیخ محمد ابوالموہب شاذلیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا تو مجھے ارشاد ہوا کہ اے محمد یہ کیسی غفلت، کیسی نیند اور کیسی روگردانی ہے۔ تجھے کیا ہو گیا ہے جو تو نے قرآن کی تلاوت چھوڑ دی ہے۔ قرآن کے مقابلے میں یہ وظیفے کیا چیز ہیں۔ ہرگز ایسا نہ کر بلکہ ہر روز تلاوت کیا کر مگر روزانہ دو حزب سے کم نہ ہو۔ شیخؒ کے بعض احباب نے بتایا کہ اس دن سے شیخؒ نے کبھی تلاوت قرآن مانعہ نہ کی۔ بعض آیات کو تو بار بار پڑھتے اور اس قدر روتے تھے کہ رخساروں اور ڈاڑھی پر آنسو بہتے تھے اور اس قدر آہ آہ کرتے تھے کہ ان کے وجد اور گریہ کی شدت کو دیکھ کر کسی شخص کی جرات نہ ہوتی تھی کہ ان کے سامنے کچھ بات کر سکے اور آپ نماز نفل کے سلام و دعا کے بعد کثرت سے سجدہ شکر کیا کرتے تھے

(نعت عظمیٰ جلد سوم صفحہ ۳۰۰ تا ۳۰۱)

(۲۹۰) سیدی شیخ محمد ابوالمواہب شاذلیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ مجھے ارشاد فرمایا کہ سوتے وقت پانچ مرتبہ اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم اور پانچ مرتبہ بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھ لیا کرو۔ بعدہ کہو کہ بار خدایا بحق محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) مجھے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا چہرہ حال و مال میں دکھا۔ پس جب تم سوتے وقت اسکو کہہ لو گے تو میں تمہارے پاس آؤں گا اور ہرگز اس میں تکلف نہ ہوگا۔ حضرت شاذلیؒ نے فرمایا کہ جس کو اس پر ایمان و اعتقاد ہو اس کے لئے یہ کیا ہی عمدہ عمل اور کتنا اچھا وظیفہ ہے۔ (نعت عظمیٰ جلد سوم صفحہ ۲۹۳ تا ۲۹۴)

(۲۹۱) سیدی شیخ محمد ابوالمواہب شاذلیؒ نے فرمایا کہ میں نے اپنے شیخ ابوسعید صغرویؒ سے پوچھا کہ کیا میں اپنے یاروں کو چھوڑ کر گوشہ نشین ہو جاؤں اور ان لوگوں سے کنارہ کش ہو جاؤں جو مجھے ایذا میں پہنچاتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ ان کو نہ چھوڑو اور ظاہری خوبی کے ساتھ ان سے ملتے جلتے رہو اور ان سے عمدہ برتاؤ کرو اور جس حالت میں تم ہو اس پر رہو۔ اس کے بعد حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجھے زیارت نصیب ہوئی تو میں نے اپنے پیر کے قول کی بابت دریافت کیا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ ان کا کہنا صحیح ہے اور اپنے شیخ کے طریقے پر چلو (نعت عظمیٰ جلد سوم صفحہ ۲۹۹)

(۲۹۲) سیدی شیخ محمد ابوالمواہب شاذلیؒ نے فرمایا کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور دریافت کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو شخص آپ پر ایک مرتبہ درود بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر دس بار درود بھیجتا ہے تو کیا یہ اس کے لئے ہے جو حضور قلب سے درود پڑھے۔ اس پر آپ نے ارشاد فرمایا کہ نہیں یہ تو اس شخص کے لئے ہے

جو غفلت کے ساتھ مجھ پر درود بھیجے۔ اور اللہ تعالیٰ اس کو پہاڑوں کے مانند فرشتے عطا فرماتا ہے جو اس کے لئے دعا کرتے اور اس کے لئے بخشش چاہتے ہیں اور جو حضور قلب سے درود پڑھے اس کے اجر کو تو اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی بھی نہیں جانتا۔ (نعمت عظمیٰ جلد سوم صفحہ ۳۰۱)

(۲۹۳) سید شیخ محمد ابوالمواہب شاذلیؒ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ دیکھا کہ میرے کپڑوں میں کالا سانپ گھس آیا ہے۔ بعدہ مجھے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی اور میں نے آپؐ سے اس کے بارے میں دریافت کیا تو آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ وہ کالا سانپ تمہارا فلاں دوست نما دشمن ہے۔ تمہارا خیال اسے آگیا اور وہ تم کو ستانے کے لئے واپس آگیا۔ اگر اسے تمہارا خوف نہ ہوتا تو تمہیں ستانے میں کوئی دقیقہ اٹھانہ رکھتا۔ چنانچہ جیسا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا ویسا ہی ہوا (نعمت عظمیٰ جلد سوم صفحہ ۲۹۸)

(۲۹۴) سیدی شیخ محمد ابوالمواہب شاذلیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ آپؐ نے فرمایا کہ تیرا شیخ ابو سعید مغروی مجھ پر درود بھیجتا ہے اور اس کی کثرت کرتا ہے۔ اس سے کہہ دے کہ جب درود ختم کیا کرے تو اللہ تعالیٰ کی حمد کر لیا کرے (نعمت عظمیٰ جلد سوم صفحہ ۲۹۵)

(۲۹۵) سیدی شیخ محمد ابوالمواہب شاذلیؒ نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ اپنے فلاں فلاں اصحاب کی یہ کیفیتیں قرار دے اور فلاں کی کنیت ابو الظہور کیونکہ وہ عورتوں کے کھلے ہوئے حصوں پر نگاہ ڈالتا ہے مگر اس کا وبال تجھ پر نہیں ہے۔ (نعمت عظمیٰ جلد سوم صفحہ ۳۰۲) (محاسن الحسنین فی حکایات الصالحین صفحہ ۵۷۲)

(۲۹۶) سیدی شیخ محمد ابوالمواہب شاذلیؒ فرماتے ہیں کہ مجھے ایک مرتبہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ تیری مجلس کیسی عمدہ ہے جتنے لوگ اس میں حاضر تھے اللہ تعالیٰ نے ان سب کو بخش دیا جس کی وجہ یہ تھی کہ پڑھنے سے فارغ ہونے کے بعد تم لوگوں نے اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا تھا (نعمت عظمیٰ جلد سوم صفحہ ۲۹۷)

(۲۹۷) سیدی شیخ محمد ابوالمواہب شاذلیؒ نے فرمایا کہ میں نے اپنے شیخ ابوسعید صغرویؒ سے یہ درخواست کی تھی کہ مجھے اپنے قدم چومنے دیجئے مگر وہ مجھ سے اس کا وعدہ کرتے اور کہتے رہے کہ وقت آنے دو۔ لیکن جب انہوں نے ۸۵۱ھ میں وفات پائی تو میں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اپنے شیخ سے ایفائے وعدہ کی درخواست کر۔ چنانچہ ان کی روح قبض ہو جانے بعد میں نے ان کے قدم لئے۔ انکو بوسے دیئے اور ان سے کہا کہ یا سیدی یہ آپ کا ایفائے وعدہ ہے اور جیسی آپ کی حرمت میرے نزدیک حالت حیات میں تھی ویسی ہی وفات کے بعد بھی ہے (نعمت عظمیٰ جلد سوم صفحہ ۲۹۸)

(۲۹۸) سیدی شیخ محمد ابوالمواہب شاذلیؒ فرماتے ہیں کہ سیدی یحییٰ بن ابی الوفاؒ نے میری کنیت ابو عابد رکھی تو میں نے خواب میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو دیکھا اور آپ نے مجھ سے فرمایا کہ یہ کنیت تیرے لیے مناسب نہیں ہے۔ یہ کنیت تو بوجھ اٹھانے والوں کے لائق ہے۔ میں نے تیری کنیت ابو حامد رکھی ہے۔ اس کے بعد میں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے اپنے یہاں تیری کنیت ابو حامد رکھی ہے اور ایسا ہی آسمانوں میں ہے اور تو بنی وفا کے دائرہ میں داخل ہو چکا ہے۔ تیرا مقام بڑا ہے اور تو ولی ہے۔ (نعمت عظمیٰ جلد سوم صفحہ ۲۹۸)

(۲۹۹) سیدی شیخ محمد ابوالمواہب شاذلیؒ فرماتے ہیں کہ مجھے ایک مرتبہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت بابرکت نصیب ہوئی تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے جتنے درود آپؐ پر بھیجے ہیں ان کا اور اپنے فلاں اعمال کا ثواب میں نے آپؐ کو بخش دیا۔ اگر حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کے اس قول کا یہی مطلب ہے جو آپؐ نے اس سائل سے فرمایا تھا جس نے آپؐ سے دریافت کیا تھا کہ میں اپنے تمام درود کا ثواب آپؐ کے لئے کر دوں۔ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے جواب میں فرمایا ”تب تمہارا غم دور ہو جائے گا اور تمہارے گناہ بخش دیے جائیں گے۔ اس کے جواب میں آپؐ نے مجھے ارشاد فرمایا کہ میرا مطلب یہی ہے۔ لیکن فلاں فلاں کا ثواب اپنے لئے رکھ چھوڑو کہ مجھے اس کی ضرورت نہیں۔ (نعت عظمیٰ جلد سوم صفحہ ۳۰۱)

(۳۰۰) سیدی شیخ محمد ابوالمواہب شاذلیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا تو عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپؐ مجھے نہ چھوڑیں۔ اس پر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب تک تو کوثر پر نہ جائے گا اور اس کا پانی نہ پی لے گا ہم تجھے نہ چھوڑیں گے۔ کیونکہ تو سورہ کوثر پڑھتا ہے اور مجھ پر درود بھیجا کرتا ہے۔ درود کا ثواب تو میں نے تجھے بخش دیا اور کوثر کا ثواب تو اپنے لئے رہنے دے۔ اس کے بعد فرمایا کہ جب کبھی اپنے عمل کی طرف تیرا خیال جائے یا کوئی ظل تیرے کلام میں واقع ہو تو اس کا کہنا ترک نہ کر ”استغفر اللہ العظیم الذی لا الہ الا ہو الحی القيوم واتوب الیہ واسالہ التوبہ والمغفرہ انہ ہوا لتواب الرحیم“ (نعت عظمیٰ جلد سوم صفحہ ۲۹۴)

(۳۰۱) سیدی شیخ محمد ابوالمواہب شاذلیؒ نے فرمایا کہ سلطان کے مال میں

سے لے لیا کرو مگر اس کے حواشی کے مال میں سے نہ ہو کیونکہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم دیا کہ میں سلطان جعقمق کے پاس جاؤں اور اس سے کچھ دینار طلب کروں۔ پس میں اس کے پاس گیا اور اس نے مجھے دینار دئے اور مجھ سے معذرت کی کہ میرے پاس اسی قدر موجود ہیں (نعمت عظمیٰ جلد سوم صفحہ ۲۹۵)

(۳۰۲) سیدی شیخ محمد ابوالمواہب شاذلیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک عورت کو دربدر پھرتے اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت گاتے ہوئے دیکھا تو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا حال دریافت کیا۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ وہ بہت بڑی ولیہ ہے لیکن اپنے محبوب کے ذکر پر اس نے پردہ ڈال رکھا ہے۔ کیا تو نے نہیں دیکھا کہ وہ اپنے کلام میں سنجیدہ ذکر ہی لایا کرتی ہے (نعمت عظمیٰ جلد سوم صفحہ ۲۹۶)

(۳۰۳) سیدی شیخ محمد ابوالمواہب شاذلیؒ فرماتے ہیں کہ میرے پاس ایک جماعت علم تصوف سیکھنے آئی۔ میں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ آپؐ نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ اس جماعت کو تجھ پر اعتقاد نہیں ہے۔ ان میں سے صرف ایک کو تھوڑا سا اعتقاد ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کا خاتمہ بالخیر کرے گا اور یہ اسلام پر مرے گا۔ اس شخص کی آنکھ میں نقص ہے (نعمت عظمیٰ جلد سوم صفحہ ۲۹۳) (محاسن المحسنین فی حکایات الصالحین صفحہ ۵۶۸۔ اس کتاب کے اندر حضرت شاذلیؒ کے ۲۸ خواب درج ہیں)

(۳۰۴) حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ رازیؒ کو خواب میں ارشاد فرمایا کہ مسلم حنفی سنت معروفہ سے زیادہ موافق ہے جس کو سرخیل جماعت اہل حدیث نواب صدیق حسن خاں قنوجیؒ نے اقتصاد میں نقل کیا ہے حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ اور بعض علماء حنابلہ سے حضرت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں فرمایا کہ ہر چہار مسلک (یعنی مالکی، شافعی، حنبلی اور حنفی) حق ہیں۔ (اقتصاد) (خیرات الحسان)

(۳۰۵) حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ اپنے مشاہدہ نمبر ۱۲ میں تحریر فرماتے ہیں کہ علی الاجمال جب بھی میں روضہ اطہر (علی صاحبہا صلوة و سلاما) کی جانب متوجہ ہوا تو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو موجود پایا یا یہ کہ میری روح کی آنکھ کھل گئی تو میں نے جیسے کہ آپؐ ہیں اسی طرح دیکھا اور میرا نفس اس سے بہت متاثر ہوا۔

ایک روز مجھ پر نظر حق کا افاضہ ہوا اور وہ ایک شے ہے جس کی بناء پر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام پر فوقیت حاصل ہے۔

ایک روز میری طرف ایک ایسا نور ظاہر ہوا جیسا کہ ملاء سافل والوں کی صورت ہے اور میں نے دیکھا کہ وہ روضہ اقدس (علی صاحبہا صلوة و سلاما) سے ایک چشمہ کی طرح شدت کے ساتھ جوش مار رہا ہے (فیوض الحرمین) ترجمہ مولانا عابد الرحمن صدیقی کاندھلوی صفحہ ۱۱۳ تا ۱۱۷

(۳۰۶) حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ اپنے مشہد نمبر ۱۶ (حقیقت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم) میں فرماتے ہیں۔ کہ میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے کھڑا ہوا اور آپؐ کو سلام کیا اور کمال عاجزی سے آپؐ کے حضور میں ہاتھ پھیلائے اور اپنی روح کو آپؐ کی جانب متوجہ کیا۔ آپؐ کی روح مبارک سے انوار چمکے تو میری روح نے بہت اچھے طریقے پر ایک لمحہ یا اس کے قریب اس سے ملاقات کی۔ میں متعجب ہوا کہ کس قدر جلد روح نے ملاقات کی اور اصل اور فروع اور تمام اطراف کو ایک آن بلکہ اس سے بھی کم میں احاطہ کر لیا اور یہ انوار اس جبل محدود کی تجلی ہے جس سے تمام عالم

بندھا ہوا ہے۔ اور میں نے دیکھا کہ یہ تجلی آپؐ کے جوہر روح مبارک میں داخل ہے اور اصل اس جبل ممدود کی تدبیر واحد ہے جو کہ اس مبداء سے خالص ہے جس کی تفصیل تمام عالم ہے اور جبل ممدود کی فروع وہ تدبیرات تفصیلیہ ہیں کہ جن سے تمام عالم قائم ہے۔ اور میں نے یہ چیز بھی دریافت کر لی کہ یہ جبل ممدود حقیقت محمدیہ کی حقیقت ہے اور اسی سے ہر ایک قطب محدث اور نبی متکلم کو حصہ ملا ہے۔ واللہ اعلم (فیوض الحرمین صفحہ ۱۲۴ تا ۱۲۵)

(۳۰۷) حسن بن موسیٰ المحضیٰ جو ابن عیینہ کے نام سے مشہور ہیں فرماتے ہیں کہ میں حدیث پاک نقل کرتا تھا اور جلدی کے خیال سے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پاک پر درود لکھنے میں بھول ہو جاتی تھی۔ میں نے ایک رات حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ جب تو حدیث لکھتا ہے تو مجھ پر درود کیوں نہیں لکھتا جیسا کہ ابو عمرو طبری لکھتے ہیں۔ میری آنکھ کھل گئی تو مجھ پر بڑی گھبراہٹ طاری تھی۔ میں نے اسی وقت عہد کیا کہ اب جب بھی کوئی حدیث پاک لکھوں گا تو صلی اللہ علیہ وسلم ضرور آپؐ کے اسم مبارک کے ہمراہ لکھوں گا (فضائل درود شریف صفحہ ۱۷۱) (قول بدیع از علامہ سخاوی)

(۳۰۸) ابراہیم نسفی فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت کی تو میں نے آپؐ کو اپنے سے کچھ منتقبض پایا۔ بڑھ کر جلدی سے میں نے آپؐ کے دست مبارک کو بوسہ دیا اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں تو حدیث قدسی کے خدمت گاروں میں سے ہوں۔ اہلسنت ہوں، مسافر ہوں۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے متبسم ہو کر ارشاد فرمایا کہ جب تو مجھ پر درود بھیجتا ہے تو سلام کیوں نہیں بھیجتا۔ اس کے بعد سے میرا معمول ہو گیا کہ میں صلی اللہ علیہ وسلم لکھنے لگا (قول بدیع)

(فضائل درود شریف از شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب دامت برکاتہم
صفحہ ۹۵)

(۳۰۹) ابو سلیمان محمد بن الحسین خُرانی سے روایت ہے کہ ہمارے محلہ
میں ابو الفضل نامی ایک شخص نہایت پارسا اور پابند صوم و صلوة رہا کرتے تھے۔
انہوں نے بتایا کہ میں کتابت حدیث میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے اسم مبارک کے ساتھ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں لکھا کرتا تھا۔ ایک روز میں
نے خواب میں دیکھا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ تو
نے ہمارا نام لیتے یا لکھتے وقت ایک بار بھی درود استعمال نہیں کیا۔ مجھے اس
خواب سے تنبیہ ہوئی اور آئندہ کتابت میں اس امر کا لحاظ رکھا۔ کچھ دن بعد
پھر زیارت نصیب ہوئی تو اس مرتبہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
ارشاد فرمایا کہ تمہاری صلوة ہم کو پہنچ گئی۔ جب کبھی ہمارا نام لکھو تو اس کے
ساتھ صلی اللہ علیہ وسلم ضرور لکھا کرو۔ (حضرت سفیان ثوری فرماتے ہیں کہ
اگر اور کچھ فائدہ نہ بھی ہو تو بھی یہ فائدہ کیا کم ہے کہ جب تک حضرت رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم مبارک لکھے ہوئے کاغذ پر قائم ہے اس پر صلوة
جاری رہے گی) (خیر الکلام اردو ترجمہ جلا الافہام از علامہ شمس الدین ابو عبد اللہ
ابن قیم صفحہ ۲۱۳) (قول بدیع) (فضائل درود شریف صفحہ ۱۶۵ تا ۱۶۶)

(۳۱۰) موئے مبارک درگاہ بل (کشمیر) کے لئے مشہور ہے کہ جب یہ
۱۱۱۱ھ میں وہاں پہنچا جس کی تاریخ اس مصرع سے نکلتی ہے۔ کشمیر مدینہ گشت از
موئے نبی۔ اور یہ مصرع بھی مشہور ہے۔ گشت کشمیر طیبہ ثانی۔ تو اس وقت
کے علماء شیخ محمد رادھو اور خواجہ احمد سیوی نے اس بات کی خواہش ظاہر کی کہ
حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود اس بات کی تصدیق فرمادیں کہ واقعی
یہ موئے مبارک آپ ہی کا ہے تو ان دونوں بزرگوں کو حضرت رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی اور آپ نے ان کو بشارت دی کہ بے شک یہ
موتے مبارک میرا ہی ہے۔

گفت این موتے عنبرین من است از سرگیسوتے یمین من است
(یعنی یہ میرا ہی موتے مبارک ہے اور میرے سر کے دائیں طرف کا ہے)
موتے مبارک کی تاریخی تفصیلات جاننے کے لئے پڑھیے میری کتاب ”سیرت
النبی بعد از وصال النبی“ حصہ اول خواب نمبر ۱۶۶ (صفحہ ۲۲۵ تا ۲۲۷)۔ کشمیری تاجر
خواجہ نور الدین عشاوری کے حبشی غلام بیدالنش کو اورنگ زیب عالمگیر نے اپنا
خاص خلعت عطا کیا اور خاص خیمہ، تاکہ موتے مبارک کا صندوقچہ اس کے اندر
رکھا جائے۔ اس کے بعد یہ قافلہ کشمیر روانہ ہوا۔ ایک عالم شیخ محمد رادھونے
بھمبر (حال آزاد کشمیر) سے اس صندوقچہ کو اپنے سر پر اٹھا لیا۔ لوگ زیارت
کے لئے اس طرح ٹوٹ پڑے کہ بہت سے آدمی کچل کر شہید ہو گئے۔ اہل
جلوس درود تکبیر پڑھتے کشمیر پہنچے۔ کشمیری مسلمانوں کے جذبات کی ترجمانی مختلف
شعراء نے بھی کی۔ اورنگ زیب عالمگیر نے خانقاہ کے اخراجات کے لئے تین
گاؤں وقف کئے جو سکھوں کے وقت تک بحال رہے۔ حضرت بل کا تقدس بحال
رکھا گیا۔ شیخ محمد بولاق بانڈے متولی مقرر کئے گئے۔ انہی کی نسل آج بھی اس
کام پر معمور ہے۔ سال میں چھ مرتبہ موتے مبارک کا دیدار کرایا جاتا ہے۔ عید
میلاد النبی (صلی اللہ علیہ وسلم) معراج النبی (صلی اللہ علیہ وسلم) اور چاروں
خلفائے راشدین کے ایام وصال پر ہندو بھی زیات بل کے باہر احترام کے طور
پر ہاتھ باندھے خاموش کھڑے رہتے ہیں۔ درگاہ بل کی شاندار عمارت کے ساتھ
دارالعلوم بھی قائم کیا گیا ہے۔ کشمیری اپنے وطن میں موتے مبارک کی موجودگی
کو اپنی خوش بختی کی علامت سمجھتے ہیں۔

۲۴ فروری ۱۹۹۲ء کو درگاہ حضرت بل سے ملحق اورینٹل کالج لائبریری
میں بھارتی فوجوں کی اندھا دھند فائرنگ کے نتیجہ میں بھڑک اٹھنے والی آگ سے

ہزاروں دینی کتب اور کلام مجید کے نادر نسخے جن میں اورنگ زیب عالمگیر کے ہاتھ کا لکھا ہوا بھی تھا کئی دوسرے نوادرات کے ساتھ جل گئے۔ اسلامی ثقافتی ورثہ کو نقصان پہنچانے کی یہ دانستہ سازش تھی جس کے رد عمل کے طور پر مقبوضہ کشمیر میں چھ روز مکمل ہڑتال رہی۔ کئی مرد، عورتیں اور بچے شہید ہو گئے۔

اکتوبر و نومبر ۱۹۹۳ء میں کئی ہفتہ ۲۵ ہزار سے زیادہ بھارتی فوج جس کو یہودی کمانڈوز کی امداد حاصل تھی سری نگر اور درگاہ حضرت بل کا محاصرہ کئے رہی۔ کرفیو کی پابندیاں توڑ دی گئیں اور ۲۲ اکتوبر کو لاکھوں کشمیریوں نے درگاہ شریف کی طرف مارچ کی جس میں ایک دن کے اندر فوج کی فائرنگ سے کم از کم ۵۱ حریت پسند شہید اور سینکڑوں زخمی ہو گئے۔ اسپتال بھر گئے۔ فوج نے دیگر مساجد پر بھی بلہ بول دیا جس کی وجہ سے حیدر پور اور کئی دوسری جگہوں کی مساجد کو نقصان پہنچا۔ سری نگر کربلا کا نقشہ پیش کر رہا تھا اور درگاہ بل ایک آتش نشاں کی حیثیت اختیار کر چکی تھی۔

اس سے قبل ۲۸ ربیع الثانی ۱۴۱۳ھ مطابق ۱۶ اکتوبر ۱۹۹۳ء کو بھارتی فوج نے حضرت بل سے ملحقہ مسجد اور رہائشی مکانات کو خاکستر کر دیا تھا۔ درگاہ حضرت بل کے کپیلکس کا وہ حصہ بھی جل گیا جہاں خواتین کو نماز ادا کرنے کی اجازت دی گئی ہے۔ جس وقت آگ لگائی گئی اس وقت وہاں ہزاروں نمازی، عقیدت مند اور خواتین موجود تھیں۔ فوج اور حریت پسندوں کی لڑائی میں متعدد افراد ہلاک ہوئے۔ واقعہ کی اطلاع پاتے ہی ہزار ہا کشمیری سڑکوں پر نکل آئے اور مقدس مقامات کی بے حرمتی پر شدید احتجاج کیا۔ اوقاف کا دفتر بھی نذر آتش کر دیا گیا۔ آگ کے شعلے دور دور سے نظر آ رہے تھے۔ مجاہدین کی تلاش میں بھارتی فوج جو توں سمیت درگاہ میں داخل ہو گئی۔ بھارتی فوج کا یہ تیسرا آپریشن (آپریشن فلش آؤٹ) تھا ایک سال کے اندر جس میں بھارتی فوج اور پیرا ملٹری کے اہلکار حصہ لیتے رہے۔ موئے مقدس کی وجہ سے کشمیریوں ہی کے لئے نہیں

پورے عالم اسلام کے لئے یہ مقام مقدس اور متبرک ہے جس کی بے حرمتی اسلامی غیرت کو للکارنے کے مترادف ہے۔ عالم اسلام کو جس کا سختی سے نوٹس لینا چاہیے۔

(۳۱۱) حضرت علامہ مولانا خان بہادر صاحب عرف مولانا مارتونگ نے مجموعی طور پر ۵۵ برس تدریس کے فرائض انجام دیے جن میں ۲۰ سال مارتونگ، ایک سال دارالعلوم مظہر العلوم، مینگورہ اور برسوں دارالعلوم اسلامیہ سیدو شریف میں علوم و فنون کا درس دیا۔ پشتون علاقوں میں معقولات اور علوم عقلیہ میں آپ کو امامت کا درجہ حاصل رہا۔ تاریخ ولادت تخمیناً "۱۳۱۶ھ۔ مقام سکونت ڈیری مضافات دیدل کماچ علاقہ چغزئی ضلع سوات۔ والد کی جانب سے صدیقی اور والدہ کی جانب سے پٹھان۔ تین برس کے تھے کہ والد صاحب ہندوستان جا کر ایسے غائب ہوئے کہ پھر پتہ ہی نہ چلا۔ آٹھویں سال میں تھے کہ والدہ کا بھی انتقال ہو گیا۔ ہندوستان میں دہلی، امرہہ، ٹونک، دیوبند وغیرہ شہروں میں عظیم اساتذہ سے حصول علم کا موقع ملا۔

مارتونگ میں تدریس کے دوران متعدد بار خواب میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت بابرکت کا شرف حاصل ہوا۔ ایک رات خواب دیکھا کہ ایک گاڑی میں سوار ہوں میرے ساتھ چند اور علما بھی ہیں۔ جب گاڑی ایک جگہ پہنچی تو آواز آئی کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں۔ ملاقاتوں کو اجازت ہے۔ مجھے نہایت تعجب ہے کہ کوئی بھی زیارت کے لئے نہ اترے۔ میں گاڑی سے اتر کر اس جانب چلا جہاں سے آواز آئی تھی۔ سامنے دیکھا کہ ایک میدان ہے جس میں مخلوق کا مجمع ہے اور وہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کے لئے آئے ہیں۔ اتنے میں نظر آیا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجلس میں داخل ہوئے اور سب سے پہلے مجھ سے مصافحہ فرمایا۔ مصافحہ کا انداز ایسا تھا کہ ہر آدمی آگے آتا اور

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مصافحہ کر کے واپس چلا جاتا۔ میں نے آپ سے دو مرتبہ مصافحہ کیا۔ جب زائرین مصافحہ سے فارغ ہوئے تو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک راستہ پر روانہ ہو گئے۔ میں بھی پیچھے پیچھے چل پڑا اور تیسری بار مصافحہ کیا مگر مجھے یوں تشفی نہ ہوئی میں پیچھے چلتا رہا۔ جب آپ کے قریب پہنچا تو حضرت نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ نا چیز سے مصافحہ فرمایا۔ میں نے جب غور سے دیکھا تو آپ کی عمر مجھے سن کھولت میں محسوس ہوئی اور کافی فرق محسوس ہوا کیونکہ پہلی ملاقات میں نوجوان محسوس ہوئے تھے اور اب پچاس پچپن سے زیادہ کے تھے (میری علمی اور مطالعاتی زندگی از مولانا عبدالقیوم حقانی صاحب صفحہ ۲۷۰) (مجھے یہ کتاب برائے مطالعہ جناب ندیم شفیق ملک حال ڈپٹی ڈائریکٹر۔ اسلام آباد نے عنایت فرمائی جس کے لئے میں ان کا شکر گزار ہوں)

اس خواب کے بعد میں نے محسوس کیا کہ میرے ذہن میں آلودگی اور گندگی باقی نہیں رہی۔ ذہن صفائی پا رہا تھا یہاں تک کہ دوران اسباق بلا کلفت و مشقت عجیب لطائف بیان ہونے لگے۔ درس کے ساتھ تبلیغ کا کام بھی شروع کر دیا۔ ایک خواب دیکھا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے گاؤں کے قریب ایک پہاڑی کے پاس جلوہ افروز ہیں۔ اور آپ کے گرد بے شمار لوگ ہیں۔ میں بھی ان لوگوں میں ہوں لیکن ان سے آگے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے دوزانو بیٹھا ہوا ہوں (صفحہ ۲۷۱)۔ خواب کو دیکھے اگرچہ ایک زمانہ ہو چکا ہے لیکن میں نے محسوس کیا تھا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارہ سے مجھے کچھ فرمایا تھا۔ اس رات کے بعد میرے جذبہ تبلیغ میں شدت پیدا ہو گئی لیکن ساتھ ساتھ میں تدریس بھی کرتا رہا۔

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ

عندہ کے پڑپوتے تھے۔ ایک دن آپ اور آپ کے بھانجے حضرت سید ابراہیم حسنؒ جن پر آپ جان چھڑکتے تھے کو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی۔ دیکھا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ اکرام رضوان اللہ اجمعین کے جہرمٹ میں جنت الفردوس میں جلوہ افروز ہیں اور دریافت فرما رہے ہیں کہ بہترین عبادت کون سی ہے۔ حضرت فاروق اعظمؓ نے عرض کیا شہادت اور حضرت علیؓ نے بھی شہادت ہی کو بہترین عبادت قرار دیا۔ یہ خواب دیکھ کر ان دونوں حضرات نے عہد کیا کہ جب تک شہادت حاصل نہ کر لیں گے زندگی کو مکمل نہ سمجھیں گے۔

حضرت عبید اللہؒ شہادت کا جذبہ سینے میں لئے نیشاپور سے بغرض تجارت ہندوستان تشریف لائے اور سونی پت (یوپی۔ بھارت) میں قیام فرمایا۔ چند دن قیام کرنے کے بعد ساتھیوں نے فرمایا کہ قنوج کا راجہ اس وقت راجاؤں میں سب سے بڑا درجہ رکھتا ہے۔ اس سے جہاد فی سبیل اللہ کر کے یا تو درجہ شہادت پر فائز ہوں یا زندہ بچیں تو غازی کہلائیں۔ یہ سن کر آپ کے ایک ہزار ساتھیوں میں سے سب ساتھ چھوڑ گئے صرف ۱۶۹ میروں اور مجاہدوں کی جماعت آپ کے ساتھ رہ گئی۔ مقامی لوگوں نے آپ سب کی شان و شوکت اور اعلیٰ نسل کے گھوڑوں کو دیکھا تو انکے منہ میں پانی آ گیا اور اپنے راجہ ارجن دیو کو جو کہ راجہ دلی کا داماد تھا اطلاع دی۔ راجہ جو گھوڑوں کی خوبیوں اور اوصاف کو سن چکا تھا اس نے کہا یہ گھوڑے میرے ہاتھ فروخت کر دو۔ میں راجہ قنوج سے زیادہ قیمت دوں گا مگر حضرت عبید اللہ نے صاف انکار کر دیا جس پر راجہ نے اپنی فوج کو آپ کے محاصرہ کا حکم دے دیا۔ آپ اور آپ کے ساتھیوں نے کہا ہمارا مقصد تبلیغ اسلام ہے خواہ والی قنوج ہو یا کافر و مشرکین میں سے کوئی اور۔ پھر غازیان اسلام نے نماز دوگانہ ادا کر کے صدائے اللہ اکبر بلند کی اور راجہ اور اس کی فوج پر حملہ کر دیا۔ چار دن قتال و جدال میں گذر گئے۔ جب

آپ کی سواری کے تمام گھوڑے بے آب و دانہ نہایت لاغر ہو گئے تو پا پیادہ مصروف جنگ ہوئے۔ کافروں کی فوج نے بھی زبردست حملے شروع کر دیئے۔ سب نہایت دلیری سے لڑے اور دشمن کے ایک ہزار تیس افراد و اصل بہ جہنم کر کے یہ مختصر سی خدا رسیدہ بزرگوں کی جماعت درجہ شہادت پر فائز ہوئی۔ شہادت کی تیسری شب ایک برہمن وزیر شیو چند نے خواب دیکھا کہ چند نورانی شکلیں اس کے سامنے چمکدار برہنہ شمشیریں لئے کھڑی ہیں۔ شیو چند کانپ اٹھا۔ آواز آئی ہماری قبریں بناؤ۔ جب تک ہمیں دفن نہ کرو گے تم اور تمہارا راجہ عذاب سے نجات نہ پاؤ گے۔ شیو چند نے کہا ہم کفن دفن سے ناواقف ہیں اور قبریں بنانا نہیں جانتے۔ شہیدان پاکباز نے کہا ہمارا ایک مسلمان ساتھی مہتر جوہر، فلاں جگہ رہتا ہے۔ اسے بلاؤ۔ اسے بلایا گیا۔ اس نے سارا ماجرا سنا اور دیکھا کہ ان شہدائے کرام کی نعشوں سے خون جاری ہے اور صدائے تکبیر بلند ہے۔ کافروں نے حیرت سے دریافت کیا کہ ان کے جسموں سے خون کیوں جاری ہے اور یہ آواز کیسی ہے۔ مسلمان مہتر جوہر نے انہیں بتایا کہ ان شہیدوں کو مردہ نہ سمجھو، یہ سب زندہ ہیں۔ بظاہر مردہ معلوم ہوتے ہیں۔ پھر بیلداروں سے قبریں تیار کرائیں اور تجینرو تکفین کے بعد سب کو جدا جدا دفن کیا۔

حضرت امام عبید اللہؒ کی زندگی کے حالات، شہادت اور فیوض و برکات کے مفصل احوال حضرت شیخ مولوی احمد علی چشتی حیدر آبادی (متوفی ۱۲۸۱ھ) نے اپنی کتاب ”قصر عارفان“ میں تحریر کئے ہیں۔ حضرت امام عبید اللہ کا واقعہ شہادت اپنے جد امجد حضرت امام حسینؑ کے واقعہ شہادت سے بڑی مماثلت رکھتا ہے حتیٰ کہ تاریخ شہادت بھی ۱۰ محرم الحرام ہے۔ ”مقرب تواریخ“ نے تاریخ شہادت سے آپ کی تجینرو تکفین ماہ جمادی الاولیٰ ۲۸۸ھ بیان کی ہے۔ گویا آپ مع اپنے شہید ساتھیوں کے ساڑھے چار ماہ بے گور کفن اس ویران و سنان جنگل میں پڑے رہے اور اللہ تعالیٰ کی قدرت سے اس پورے عرصہ تمام

نعشیں معطر و صحیح و سالم رہیں۔ شیو چند جو بالکل نابینا تھا اس نے اپنی آنکھیں حضرت امام عبید اللہ ناصر الدین کی قبر مبارک پر جا کر ملیں تو فوراً اس کی آنکھیں روشن ہو گئیں اور پھر پورے ہندوستان میں سونی پت کے ان شہیدوں کی کرامات مشہور ہو گئیں۔ عقیدت مند ہر طرف سے حضرت امام عبید اللہ اور آپ کے ساتھی شہداء کرام کی قبور پر حاضری دینے لگے اور یہ سلسلہ برابر جاری ہے۔

(۳۱۳) حجتہ اللہ فی الارض افضل المحققین حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی "نور اللہ مرقدہ کا نہایت معروف خواب جس کا ذکر آپ نے اپنی مشہور زمانہ کتاب "حجتہ اللہ البالغہ" کے دیباچہ میں اور "فیوض الحرمین" اور "دار الثمین" ان دونوں کتابوں کے اندر بھی کیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ ۱۱۴۴ھ ماہ صفر کی دسویں تاریخ کو میں نے مکہ معظمہ میں حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہما کو خواب میں دیکھا کہ میرے گھر پر تشریف لائے ہیں اور حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں ایک قلم ہے جس کی نوک ٹوٹی ہوئی ہے۔ آپ نے وہ قلم مجھے عطا فرما کر فرمایا کہ یہ قلم میرے نانا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے مگر پھر فرمایا کہ ذرا ٹھہر جاؤ تاکہ حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اس قلم کو ٹھیک کر دیں کیونکہ وہ قلم جسے وہ درست کریں اور وہ جو ان کا درست کیا ہو انہ ہو برابر نہیں ہو سکتے۔ چنانچہ حضرت امام حسین نے ان سے یہ قلم لے لیا اور اسے درست کر کے مجھے عطا فرما دیا۔ مجھے اس سے بے حد خوشی ہوئی۔ بعدہ ایک چادر لائی گئی جس میں سبز اور سفید رنگ کی دھاریاں تھیں۔ یہ چادر حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے رکھی گئی۔ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چادر اٹھا کر فرمایا کہ یہ چادر میرے نانا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے۔ اس کے بعد آپ نے وہ چادر مجھے اوڑھا دی اور میں نے تعظیم اور احترام کے خیال سے اوڑھنے کے بجائے

اسے اپنے سر پر رکھ لیا اور اس نعمت کے شکرانے میں اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کرنے لگا۔ اس کے بعد یکبارگی میری آنکھ کھل گئی۔

حضرت شاہ ولی اللہؒ کے اس خواب کی تشریح و تعبیر:- اس خواب میں چند اجزاء ہیں (1) حضرت امام حسینؑ کا تشریف لانا (2) حضرت امام حسنؑ کے ہاتھ میں ایک ایسے قلم کا ہونا جس کی نوک ٹوٹی ہوئی ہے (3) شاہ صاحبؒ کو یہ قلم دینے کا ارادہ فرمانا اور پھر حضرت امام حسینؑ سے اس قلم کو درست کرانا (4) یہ فرمانا کہ جیسا قلم حسین (رضی اللہ عنہ) بنا سکتے ہیں وہ قلم اور جوان کا درست کیا ہوا نہ ہو برابر نہیں ہو سکتے (5) قلم درست فرما کر حضرت امام حسینؑ نے وہ شاہ صاحبؒ کو عطا فرما دیا (6) اس قلم کو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب منسوب فرمانا (7) شاہ صاحبؒ کو ایک چادر جو ”بردیمانی“ کی صفات سے متصف ہے اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب منسوب ہے عطا فرمانا (8) اس کا اوڑھادینا۔

میں نہیں کہہ سکتا کہ اس خواب سے میری سمجھ میں جو کچھ آیا وہی اس کی تعبیر بھی ہے۔ بہر حال میرا ذہن اس خواب سے جن امور کی جانب منتقل ہوا ہے اب اسے عرض کرتا ہوں۔

حضرات حسین رضی اللہ عنہما کی اصل خصوصیت یہی ہے کہ ملت اسلامیہ جب شدید نزعہ میں آئی تو حضرت امام حسنؑ نے اپنی صلح کی روش سے اور حضرت امام حسینؑ نے مقابلہ و مقاتلہ کے طریقے سے اس فتنہ کا مقابلہ کیا۔ پھر کیوں نہ سمجھا جائے کہ اس وقت ہندوستان میں اسلام جن نزعوں میں گھر گیا تھا اس کے مقابلہ کے لئے شاہ صاحبؒ کا انتخاب کیا گیا۔ اشارہ یہ تھا کہ شاہ صاحبؒ سے جس مقابلہ کا کام لیا جائے گا۔ اس میں صلح و جنگ دونوں طریقوں کو دخل ہوگا۔ یہ جنگ تلوار کی نہیں بلکہ قلم کی تھی لیکن اس جہاد میں شاہ صاحبؒ اور آپ کے خاندان والوں کو دشمنوں کی جانب سے جو اذیتیں برداشت کرنی

پڑیں، کون کہہ سکتا ہے کہ ان میں کربلائی قربانیوں کے نشانات نہ تھے۔ غالی رافضی نجف علی خان نے شاہ صاحبؒ کے پہنچے اتروادئے تھے۔ نجف علی خان مغل دربار کا آخری امیر تھا۔ پھر لال قلعہ دہلی پر غیروں کا قبضہ ہو گیا۔ دراصل یہ شروع میں نواب اودھ کی وزارت کا دلی میں نائب تھا لیکن بعد کو خود مختار بن بیٹھا اور حکومت کی آخری ہانڈی اسی کے سر پر پھوٹی۔ جس وقت شاہ صاحب نے فقہ و حدیث کے صحیح تعلقات کی تصحیح فرما کر کتابیں شائع کیں جن میں ظاہر ہے اس ”تقلید جامد“ کی مخالفت کی گئی تھی جس میں عموماً سرحدی پٹھان اور روہیلے بتلاتے تھے اور اس وقت دلی ان سے بھری پڑی تھی تو قدرتا ان کو شاہ صاحبؒ کی یہ باتیں سخت شاق گذریں۔ اس سب کے باوجود شاہ صاحبؒ نے نہایت جرات کے ساتھ ان پٹھانوں کے درمیان اعلانیہ اپنے اس مسلک کا اعلان فرمایا۔ مقصد امت کی بھی خواہی اور اللہ تعالیٰ کے اس عہد کو پورا کرنا تھا جس کا علماء حق سے وعدہ لیا گیا ہے۔ مسجد فتح پوری دہلی میں قتل کے ارادہ سے شاہ صاحبؒ کا محاصرہ کیا گیا۔ آپ کے سب سے بڑے صاحبزادے شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ فرماتے ہیں کہ جب ہم پرانی دلی میں تھے تو رافضیوں، فاسقوں اور حسد کرنے والے بھائیوں سے بہت تکالیف میں نے اٹھائیں۔ بعض لوگ میرے گھر کے پاس اپنے کوٹھوں اور بالاخانوں پر تعزیئے رکھتے اور تبرا بکتے اور خلفاء ثلاثہ (حضرت صدیق اکبر، حضرت فاروق اعظم اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) کو گالیاں دیتے اور اس طرح مجھے ایذا پہنچاتے۔ یہ تو رافضیوں کا سلوک تھا ”فساق“ کا برتاؤ کیا تھا اس کی مثال بھی سنئے۔ ایک دن ایک فاحشہ عورت نے شراب پی کر تراویح کے عین وقت قرأت قرآن کے درمیان حافظ شیرازی کے اشعار گانا شروع کر دیئے۔ اور بعض لوگ ڈھول تاشے بجاتے شور مچاتے تاکہ میری قرأت میں گڑبڑ ہو۔

نجف علی خان نے حضرت شاہ عبدالعزیزؒ اور آپ کے چھوٹے بھائی شاہ

رفیع الدین کو اپنی قلم رو سے نکال دیا تھا اور یہ دونوں بھائی مع مستورات شاہد رہ دلی تک پیدل آئے تھے۔ حضرت امام حسینؑ کی مستورات کے ساتھ میدان کربلا میں جو فاضحات ناگفتہ پیش آئے تھے کیا اس کی جھلک اس واقعہ میں نہیں پائی جا رہی ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہؒ کی بہوئیں اور پوتیاں اس بے سرو سامانی کے ساتھ دلی سے پا پادہ لائی گئیں۔ حضرت شاہ رفیع الدینؒ تو پیدل لکھنؤ چلے گئے اور حضرت شاہ عبدالعزیزؒ جو پور چلے گئے۔ ان دونوں بزرگوں کو نہ سوار ہونے کا حکم تھا اور نہ ساتھ رہنے کا۔ دو مرتبہ روافض نے شاہ عبدالعزیزؒ کو زہر دیا۔ چھکلی کا ابن آپ کے بدن پر ملوایا جس کی وجہ سے آپ کو برص کا مرض ہو گیا تھا۔ شاہ عبدالعزیزؒ پہلے ہی بیمار تھے مگر ان ظالموں نے رحم نہ کھایا۔ جو پور کے اس تکلیف دہ سفر میں آپ کو لو لگی جس سے مزاج میں سخت حدت پیدا ہو گئی تھی اور جس کی وجہ سے جوانی ہی میں بینائی زائل ہو گئی تھی اور آپ سخت بے چین رہنے لگے تھے۔

آخر میں تو حضرت شاہ ولی اللہؒ کے پوتے حضرت شاہ محمد اسماعیل شہیدؒ اور اس خاندان کے تربیت یافتہ بزرگ حضرت سید احمد شہیدؒ نے بالا کوٹ (ضلع ہزارہ صوبہ سرحد) میں جس واقعہ کی تصویر پیش کی اس پر تو کربلا کی عظمت کا خاتمہ ہو ہی جاتا ہے۔

غرض اس خواب میں حضرت حسنین کریمین، جمیلین، سبطین، سعیدین، شہیدین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے دیدار سے حضرت شاہ ولی اللہؒ کا مشرف ہونا محض ایک اتفاقی واقعہ نہ تھا۔ اس خواب میں اشارہ کر دیا گیا تھا کہ حسنی رنگ کے ساتھ حسینی واقعات کے تجربات بھی پیش آئیں گے۔ حضرت امام حسنؑ نے جو فرمایا تھا کہ ”حسین (رضی اللہ عنہ) جیسا بناتے ہیں ویسا دوسرا نہیں بنا سکتا“ تو گویا اس میں اشارہ تھا کہ ہر چیز سے بے نیاز ہو کر صرف حق تعالیٰ کی حمایت میں میدان میں کود جانا چاہئے اور یہ بیان ہو چکا ہے کہ شاہ صاحبؒ نے اس

میدان میں کس جرات کا مظاہرہ کیا۔

چادر اوڑھا دینے کا اشارہ غالباً یہ تھا کہ سب کچھ ہوگا، مخالفین مخالفت کریں گے، دشمن ستائیں گے لیکن روئے محمدی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے سائے میں پناہ لینے والوں پر انشاء اللہ مخالفین کی کچھ نہ چلے گی اور ان کو خائب و خاسر ہونا پڑے گا۔ شاہ صاحبؒ کے قلمی آثار کو دنیا میں فروغ حاصل ہوگا اور یہی ہوا کہ اب نہ صرف برصغیر پاک و ہند بلکہ مصر، ترکی، سوڈان، افغانستان، تاجکستان، بلکہ پوری اسلامی دنیا کے مدارس و جامعات میں آپ کی تحریر کردہ کتب دینی درس میں شامل ہیں۔ حضرت شاہ ولی اللہؒ اب وہ ولی اللہ نہ تھے بلکہ اس خواب کے بعد شاہ صاحبؒ کی زبان سے کوئی اور بول رہا تھا اور آپ کی انگلیوں میں اب کسی اور کا قلم چل رہا تھا (تذکرہ حضرت شاہ ولی اللہؒ از علامہ مناظر احسن گیلانی صفحہ ۲۷۹ تا ۲۹۰)

مولای صل وسلم دائماً ابداً علی حبیبک خیر الخلق کلہم

ختم شد بتاریخ ۸ رجب المرجب ۱۴۱۵ھ مطابق ۱۲ دسمبر ۱۹۹۳ء
بروز دو شنبہ بمقام راولپنڈی / اسلام آباد

وارننگ

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی کو درمیان میں لاکر جمعہ نے خواب گھڑنے والے اپنے انجام بد سے ہوشیار رہیں۔ اپنی دنیا اور آخرت کو برباد ہونے سے بچائیں۔

مجموعہ فیروز سنٹر (پبلیشر)، لمیٹڈ، لاہور۔ بہتجاہم مسجد اسلام پورہ، لاہور

جناب محمد عبد المجید صدیقی نے "سیرت النبیؐ بعد از وصال النبیؐ" مرتب کر کے ایک نہایت ہی مبارک کام سرانجام دیا ہے۔ حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عین وصال کے بعد ہی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ جہت نگاہوں کے سامنے آ گئی تھی۔ صحابہ کرامؓ، تابعینؓ و تبع تابعینؓ، بعد کے صلحاء، القیاد، علماء اور مجاہدین اسلام الغرض تمام اہل بصیرت پر یہ حقیقت اچھی طرح منکشف ہوتی چلی گئی کہ اب بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی امت کے حالات سے اچھی طرح باخبر ہیں، بڑی شفقت کے ساتھ رہنمائی اور مدد فرماتے ہیں اور اپنی زیارت سے بھی مشرف فرمایا کرتے ہیں لیکن یہ شرف چودھویں صدی ہجری کے اختتام پر جناب عبد المجید صدیقی کو حاصل ہونا تھا کہ اس حقیقت باہرہ سے ہر ایک کو آگاہ کرنے کے لیے محققانہ انداز میں ایک کتاب تصنیف کر دیں تاکہ طلوع ہونے والی پندرھویں صدی ہجری میں مسلمان ہر آن اسے اپنی نگاہوں کے سامنے رکھیں اور رسول مقبولؐ (روحی فداہ) سے محبت و عقیدت کو اپنا سرمایہٴ حیات سمجھیں۔ یہ مبارک کتاب ہر لائبریری میں موجود ہونی چاہیے اور ہر مسلمان کو اس کا مطالعہ کرنا چاہیے۔

جناب ڈاکٹر سید محمد عبد اللہ
پروفیسر اور ایس ایچ ایف، پنجاب یونیورسٹی لاہور

Rs. 295.00



فیروز سنز پرائیویٹ لمیٹڈ

لاہور۔ راولپنڈی۔ کراچی

